بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشارت صدیقی اشرفی
حیدرآباد

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم۔

صحائف اشرفی

حصہ دوم

مرتبہ

اعلیٰحضرت شیخ المشائخ شبیہہ غوث الثقلین مولانا الحاج ابواحمد سید محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی، سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں، درگاہ رسول پور، کچھوچھہ شریف فیض آباد (یوپی)

باہتمام

نبیرۂ شیخ المشائخ شبیہہ غوث الثقلین اشرف العلماء بانی دارالعلوم محمدیہ حضرت علامہ الحاج سید شاہ حامد اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی، خطیب و امام زکریا مسجد ممبئی نمبر ۳ ۴۰۰۰۰۳

ناشر

ادارہ "فیضان اشرف" سنی دارالعلوم محمدیہ مینارہ مسجد محمد علی روڈ ممبئی ۳
ادارہ "فیضان اشرف" دارالعلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ ممبئی ۱۳



مزارات:- حضرت مولانا سید شاہ اشرف حسین (برادر اکبر حضور اشرفی میاں)۔ خلف اکبر حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف
اعلیٰ حضرت مولانا سید شاہ الحاج محمد علی حسین (اشرفی میاں)۔ خلف اصغر حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف وغیرہم۔

کتاب ــــــــــ صحائفِ اشرفی (حصّہ دوم)
مرتب ــــــــــ حضرت شیخ المشائخ اشرفی میاں علیہ الرحمہ
پروف ریڈنگ ــــــــــ مولوی حافظ محمد نور الہدیٰ اشرفی رودرپوری
کتابت ــــــــــ شفیق الرحمٰن دیوریاوی
سنہ طباعت ــــــــــ سنہ ۱۴۱۹ھ م سنہ ۱۹۹۸ء
صفحات ــــــــــ دوسو (۲۰۰)
تعداد بار دوم ــــــــــ ایک ہزار
باہتمام ــــــــــ اشرف العلماء حضرت علامہ سیّد حامد اشرف صاحب اشرفی
ناشر ــــــــــ ادارہ "فیضان اشرف" دار العلوم محمدیہ بمبئی نمبر ۱۳ رجسٹرڈ نمبر بی ۲۲۹۹
مطبع ــــــــــ رضا آفسیٹ (کیلکو) ۱۲۳ ار ایم۔ ای سارنگ مارگ آف میمن واڑہ روڈ بمبئی ۳
قیمت ــــــــــ 70

ملنے کے پتے

۱ــــ ادارہ "فیضان اشرف" دار العلوم محمدیہ باؤلا مسجد دلائل روڈ بمبئی نمبر ۱۳۔ فون نمبر ۱ ۰ ۳۹۷۶۷
۲ــــ امام وخطیب زکریا مسجد بمبئی نمبر ۳
۳ــــ امام وخطیب مسجد سنگتراشان نمبر ۸۲ ڈمٹمکر روڈ، بمبئی نمبر ۸
۴ــــ ادارۂ فیضان اشرف سنی دار العلوم محمدیہ مینارہ مسجد نمبر ۱۴۱ محمد علی روڈ بمبئی نمبر ۳ فون نمبر ۔ ۸۵۵۴۲۷

۵ــــ مولانا محمد مستقیم رضوی مرزاپوری اشرفی نوری بکڈپو درگاہ رسول پور، کچھوچھہ شریف، فیض آباد
۶ــــ ذکاء اللہ خاں اشرفی سیکٹر ۳۶ c بلاک ۶ کوارٹر ۲ بریلی کالونی لانڈھی۔ کراچی نمبر ۳۰ پاکستان
۷ــــ حق اکیڈمی مبارکپور، اعظم گڑھ یوپی
۸ــــ مکتبہ نعیمیہ سنبھل مرادآباد، یوپی
۹ــــ لطیفیہ بکڈپو، مومن پورہ، ناگپور، یوپی
۱۰ــــ رضوی کتاب گھر، غیبی نگر، بھیونڈی، تھانہ
۱۱ــــ اجمیری لائبریری ڈمٹمکر روڈ ناگپاڑہ، بمبئی نمبر ۸
۱۲ــــ اشرفی کتب خانہ، مدینہ مسجد، لکشمی باغ، سائن۔ بمبئی نمبر ۲۲

فہرست مضامین "صحائف اشرفی"

(حصّہ دوم)

اعتذار

صحائفِ اشرفی حصہ اول' کے منظر عام پر آتے ہی اہلِ ذوق وعقیدت کے خطوط مبارکبادی اور حوصلہ افزائی کی صورت میں نظر نواز ہوئے اور عقیدتمندوں کا ذوقِ طلب اتنا بڑھا کہ 'صحائفِ اشرفی' کے بقیہ حصّوں کے لئے بھی مطالبات شروع ہوگئے۔ ارادہ وخیال کے ساتھ کوشش تو یہی رہی کہ حصّہ دوم کی بھی جلد از جلد طباعت واشاعت ہو جائے اور یہ نسخہ بھی عقیدتمندوں کے دستِ طلب میں پہونچ کر نسخۂ تسکین ثابت ہو جائے۔

مگر ارادہ وخیال کے رفتار کی طرح کام کی رفتار ایک دشوار امر ہے —— دیگر ذمہ داریوں اور مصروفیات سے فرصت کے جو بھی اوقات ولمحات میسّر آئے اصل سے نقل مسودے کی تصحیح ہوتی رہی خوبصورت اور عمدہ کتابت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا تاکہ غلطی کا امکان نہ رہ جائے۔ ویسے تو خطا و نسیان سے مرکب ہے انسان' اس دوسرے حصّہ میں بھی ہم اہلِ کرم سے گذارش کرتے ہیں کہ ان عرق ریزیوں اور کاوشوں کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آجائے تو مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ الرحمٰن پوری متانت وسنجیدگی سے غور وفکر کے بعد دوسرے ایڈیشن میں ھدیۂ تشکر کے ساتھ تصحیح کر دیجائیگی

اس حصہ دوم میں بھی حسنِ صحت کے ساتھ کتابت کی عمدگی، طباعت کی شگفتگی، بائنڈنگ کی پختگی، ٹائٹل کی دلکشی وغیرہ کا بے حد خیال رکھا گیا ہے۔ اس حسن وزیبائی کے ساتھ "صحائفِ اشرفی" حصّہ دوم شائع کرکے پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ اور اس کے بعد 'حصہ سوم' اور 'تحائفِ اشرفی' بھی شائع کرنے کا بلند حوصلہ رکھتے ہیں۔ "تحائفِ اشرفی" جو حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا دیوان ہے جس میں تصوف اور معرفت کے کیسے کیسے حسین رنگوں سے گلکاریاں کی گئی ہیں' جس کے حصول اور مطالعہ کے بعد آپ ایک روحانی کیف محسوس کریں گے اور فرحت وانبساط سے یقیناً جھوم اٹھیں گے۔

۲۵ رسال سے ذہن کے ایک گوشے میں" دیوانِ اشرفی" کی ایک کڑی محفوظ ہے ملاحظہ فرمائیں

اور محظوظ ہوں۔

آئے بسنت روحٌ ریحانٌ — پھول رہی ہے پھلواری
فی انفسکم کا رنگ بنا ہے — وحدت کی پچکاری
ہائے کیسوں رنگ جماری

اب "صحائفِ اشرفی" حصہ دوم پیش نظر ہے اس کے متعلق اپنے فکر و خیال سے ہمیں ضرور آگاہ کرنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ فقط

والسّلام
نیک دعاؤں کا طلب گار، یکے از سگِ بارگاہِ اشرف
محمد نور الہدیٰ اشرفی
مدرس دار العلوم محمدیہ بمبئی و خطیب و امام مسجد سنگتراشان بمبئی
یوم دوشنبہ مبارکہ ۱۶ ر شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ ۴ ر مارچ ۱۹۹۱ء

کلماتِ تصدیر

از قلمِ فیض رقم اشرف العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج سیّد شاہ **حامد اشرف** صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نبیرۂ حضور اشرفی میاں، بانی دار العلوم محمدیہ بمبئی، خطیب زکریا مسجد بمبئی

مبسملا و حامدا و مصلیا و مسلما

میرے جدِ کریم حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی ہمہ گیر شخصیت کے لحاظ سے خانوادۂ اشرفیہ میں ممتاز تھے کبھی بھی کسی کو ان کی ذات سے کوئی تکلیف نہیں پہونچی بلکہ آپ اپنے کریمانہ اخلاق سے نوازتے رہتے تھے اور حقِ جوار میں اس حدیث پاک واللہ لایؤمن واللہ لایؤمن واللہ لایؤمن قیل مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ لَا یَامَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۲) ترجمہ:۔ قسم خدا کی مومن نہیں، قسم خدا کی مومن نہیں، قسم خدا کی مومن نہیں، عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا وہ شخص جس کا پڑوسی جس کے ظلم سے محفوظ نہ رہ سکے۔ کا اتنا لحاظ فرماتے تھے کہ پڑوسی کے جور و ستم کو گوارا کرکے خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرتے تھے۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ ترجمہ:۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظلم پر پیش کرے۔ اس حدیثِ پاک کے حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ عملی طور پر کھلی ہوئی تفسیر تھے۔ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت براری میں لگا رہتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی حاجت کو پوری کر دیتا ہے۔ اس حدیثِ پاک کا نمونہ آپ کی زندگی میں بارہا دیکھا گیا۔ چنانچہ ہمارے مکان کے سمت شمال میں جو ہمارے پڑوسی تھے ان کی اہم مشکل، بچیوں کی شادی کا معاملہ تھا ــــ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ

نے ہر طرح کی ان کی ضرورت پوری فرمادی۔

وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (حدیث پاک) ترجمہ:- جو شخص کسی مسلمان کی کوئی پریشانی دور فرمادے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی پریشانیوں کو دور فرمادے گا۔ دیکھا گیا کہ حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ ہر فرد مسلم کیلئے چاہے وہ خاندانی ہو یا غیر خاندان کا ہو اس کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ کر کوشش فرماتے تھے کہ اس کی پریشانی وہ خود لے لیں اور اسے پریشانی سے نجات مل جائے۔

وَسَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (حدیثِ پاک) ترجمہ:- جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اس حدیث پاک سے دو مفہوم سامنے آتے ہیں ایک تو یہ کہ کسی مسلمان کے عیب کو چھپانا دوسرے مسلمان کی ستر پوشی کرنا۔ یعنی لباس پہنانا۔ پہلے معنی کو دیکھتے ہوئے جب ہم نے حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ کتنوں کی عیب پوشی فرماتے ہوئے ہدایت عطا فرمائی۔

حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ غالباً دلی میں گلی قاسم جان، محمد احمد مرحوم مہرکن کے یہاں تشریف فرماتے تھے۔ ایک خاطی جس میں متعدد عیب تھے اور ایسے عیب جو گناہ کبیرہ کی حد سے تجاوز کر گئے تھے۔ وہ شرابی بھی تھا، چوری بھی کرتا تھا، لوگوں کو دھوکہ بھی دیتا تھا۔ بہرنوع اس نے آکر یہ عرض کیا حضور والا میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ میرے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہوئے مجھے توبہ کرادیں اور میری توبہ ایسی ہوگی کہ میں اپنے کسی فعل بد سے باز نہ آؤں گا تو آپ نے فرمایا پھر تیری توبہ کیسی اس نے عرض کیا کہ حضور میں تو ایسی ہی توبہ کروں گا۔ تھوڑے وقفے کے بعد آپ یہ جواب دیتے ہیں ٹھیک ہے لیکن تم میرے سامنے کوئی اپنا فعل بد نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے یہ شرط مان لی آپ نے اسے توبہ کرادیا۔ جب اس کے پینے کا وقت آیا تو اس نے بوتل اٹھائی اور پینا چاہا اچانک اسکی نظر سامنے پڑی تو دیکھا کہ حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں۔ اس نے تو یہی وعدہ کیا تھا کہ حضرت کے سامنے نہیں پئیں گے۔ بہرنہ پیر وہ پینے سے مجبور رہا اس لئے کہ جہاں گیا وہیں اپنے پیرو مرشد کو دیکھا۔ دوسرے دن حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور آپ نے ایسی توبہ کرائی کہ چھوٹے بڑے ہر گناہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ کر دیا۔

حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ کے ہر لمحے میں شریعت مطہرہ کی پوری پابندی فرمائی کبھی کوئی لغزش نہیں ہوئی، شرعی طور پر حدودِ خانقاہ میں محفل سماع کا انعقاد ہوتا۔ آپ فرمادیتے لا هله حلال ولغیره حرام اور اگر کسی مسئلہ شرعی میں اختلافِ ائمہ کرام ہوتا تو مفتیٰ بہ مسئلہ کو تسلیم کرتے ہوئے احتیاطی پہلو پر عمل پیرا ہوتے مثلاً ماءِ مستعمل کے سلسلے میں ائمہ کرام کا شدید اختلاف موجود ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجاستِ غلیظہ ہے۔ چنانچہ آپ بوقت وضو پوستین پہن لیا کرتے تھے تاکہ ماءِ مستعمل سے کپڑہ آلودہ نہ ہو۔

سنن اور مستحبات کی انتہائی پابندی کرتے تھے بوقتِ وضو ہاتھ، پیر کی انگلیوں اور داڑھی کا خلال کرتے۔ عمر کے آخری حصے میں صرف مسوڑھوں پر مسواک پھیر لیا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرمایا بر وقت جو کچھ ہوتا اسے دیکر تسکین خاطر کرتے۔ آپ نے کبھی کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو کانوں کو مکروہ معلوم ہو۔ لوگوں سے سُنا ہے کہ حضرت کے اپنی پوربی زبان میں بڑے میٹھے انداز سے "بابو اور بھیّا" کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ نے ہمیشہ اپنے دسترخوان کو وسیع رکھا میں اپنی کم عمری کے باوجود دسترخوان کا اہتمام دیکھتا تھا عالم یہ ہوتا تھا کہ چھوٹا، بڑا، کہہ و مہہ سبھی موجود رہتے تھے۔

آپ کے رشد و ہدایت کا عالم یہ تھا کہ ہر قریہ و دیہات میں اونٹنی پر بیٹھ کر تشریف لیجاتے چنانچہ مبارکپور بھی اونٹنی ہی سے سفر فرمایا کرتے۔

آپ نے راہِ سلوک و تقلید مشائخ و لباسِ خاندانی پر لوگوں کے طعن و تشنیع کو گوارا کرتے اور یہ فرماتے ؎

لوگ مجھے برا کہیں ان کا خدا بھلا کرے
طعنہ زنی عوام کی مجھ کو ہو ناگوار کیوں

بھائی، بندوں کی محبت، مہمانوں کی عزت آپ کے ان خصائص میں سے ہے جس کے رطب اللسان بیگانہ بھی ہیں۔ آپ کے ان صفاتِ عالیہ سے آشنا ہونے کے بعد آپ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں میں سے ہیں جن پر رشک کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے ان من عباد الله لاناسًا مَّا هم بانبيآء ولا شهدآء يغبطهم انبيآء وشهدآء يوم القيامة بمكانهم من الله قالوا

یَارَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا لِرُوْحِ اللہِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَھُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَھَا فَوَاللہِ اِنَّ وُجُوْھَھُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّھُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ الْکَرِیْمَۃَ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥

ترجمہ: بیشک اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے بندے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء ہیں لیکن انبیاء اور شہداء روزِ قیامت ان کی اس منزلت وکرامت کی بنا پر جو اللہ کے نزدیک ہے ان پر رشک کرینگے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ہم کو بتلائیے کون ہیں وہ لوگ تو سرکار نے ارشاد فرمایا وہ ایسی جماعت ہے وہ ایسے لوگ ہیں جو ایک دوسرے سے محبت خالصاً لوجہ اللہ کرتے ہیں نہ کسی رشتے کی بنا پر اور نہ کسی مال کے لین دین پر قسم خدا کی بیشک ان کے چہرے البتہ نور ہیں اور بیشک وہ لوگ نور پر ہیں جب لوگ ڈریں گے تو وہ نہیں ڈریں گے اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

اس حدیث کی روشنی میں یقیناً اللہ کے ان مقبول بندوں میں سے ایک مقبول بندہ حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ تھے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

"صحائف اشرفی" مرتبہ حضور اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا حصہ پیش نظر ہے اس کے قلمی مسودے کو دیکھنے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ اگر اس کو ایک حصہ میں پیش کیا جاتا تو ضخامت زیادہ بڑھ جاتی۔ لہٰذا اس کو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا۔ اول، دوم، سوم چنانچہ ہر ایک کے مضامین کا تعین بھی کر دیا گیا۔ کتابت کے بعد اندازہ ہوا کہ دو جلدیں "صحائف اشرفی" کے تمام مضامین آجائیں گے۔ چنانچہ اب "صحائف اشرفی" دو جلدوں میں مکمل ہوگئی۔ تیسری جلد انشاء اللہ تعالیٰ وہ "صحائف اشرفی" کا ایک "ضمیمہ خاص" ہوگا جس میں اکابر خانوادۂ اشرفیہ کا تذکرہ ہوگا۔ اور کچھ اوراد اشرفیہ اور نقوش خاندانی پر مشتمل ہوگا۔ نیز راقم کچھ اپنے حالات قلمبند کرے گا۔ میرے حق میں دعا فرمائیں مولیٰ تعالیٰ توفیقِ خیر عطا فرمائے ھذا ما ظھر لی۔ فقط

السید حامد اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھوی
بانی سنی دارالعلوم محمدیہ بمبئی و امام وخطیب زکریا مسجد بمبئی ۳
یوم دوشنبہ مبارکہ مورخہ ۲۵ رجب سنہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۱ فروری سنہ ۱۹۹۱ء

دسواں صحیفہ

(۱) حضرت محبوب یزدانی کے شجرۂ بیعت ارادی سلسلہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ اور شجرۂ بیعت ارشادی سلاسل عالیہ قادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ وشطاریہ وزاہدیہ ومداریہ وغیرہ کے بیان میں۔

(۲) قال الاشرف سلسلۃ المشائخ مسلسلۃ تصل الی شجرۃ المقصود من ربط عنقہ بربقھا عتق من رق المتعددۃ۔

ترجمہ: حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سلسلہ مشائخ کا مسلسل ہے درختِ مقصود کی طرف پہونچتا ہے جس نے کہ باندھا اس کو کسی رسی سے وہ آزاد ہوا غلامی متعددہ سے۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہر چند اس فقیر کو اس قدر مشائخ کثیرہ سے فیض حاصل ہوا کہ جس کی شرح حد سے باہر ہے۔ لیکن یہ بندہ خاص پرورش یافتہ خاندان چشتی اور دودمان بہشتی کا ہے۔ تقریباً رباعی حضرت ابوسعید ابوالخیر زبان مبارک لائے

رباعی

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد	احسانِ ترا شمار نتوانم کرد
گر برتنِ من زباں شود ہر موئے	یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اس لئے سب سے پہلے شجرۂ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ لکھا جاتا ہے۔

(۳) شجرۂ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ

(۴) حضرت محبوب یزدانی کو اول بیعتِ ارادت اور خرقۂ خلافت واجازت حضرت شیخ علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہ سے حاصل ہوا۔

وهولبس الخرقة عن الشیخ اخی سراج الحق والدین آئینۂ ہند قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن الشیخ سلطان المشائخ سید الشیخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن الشیخ کبیر حضرت شیخ بابا فرید الحق والدین المعروف بہ گنج شکر قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ سید قطب الحق والدین بختیار کاکی اوشی بہشتی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ سید معین الحق والدین حسن سنجری ولی الہند قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ سید ابو یوسف چشتی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ سید ابو محمد چشتی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ شیخ سید ابو احمد ابدال چشتی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن تارک السلطنت حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادہم بلخی قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت رئیس التابعین خواجہ حسن بصری قدس سرہ

وهولبس الخرقة عن حضرت امام المتقین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

وهولبس الخرقة عن سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین

(۱) شجرۂ سلسلۂ عالیہ قادریہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت سید عبد الغفور حسن جیلانی قدس سرہ سے ملا جو حضرت نور العین کے والد تھے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید ابو العباس احمد جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید بدر الدین حسن جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید علاء الدین علی جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید شمس الدین محمد جیلانی الحموی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید سیف الدین یحییٰ قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید ظہیر الدین احمد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید ابو نصر محمد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عماد الدین ابو صالح نصر قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت غوث الثقلین سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عبد اللہ جیلانی قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید یحییٰ زاہد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید محمد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید داؤد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید موسیٰ قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عبد اللہ قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید موسیٰ الجون قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عبد اللہ محض قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید حسن مثنیٰ قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "زوج فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا" ان کو حضرت سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔

① شجرۂ سلسلہ قادریہ جلالیہ بخاریہ

حضرت محبوب یزدانی کو حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ سے ملا۔

ان کو حضرت شیخ محمد عبید غلیتی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ فاضل بن عیسیٰ قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت قطب الیمن ابو الغیث بن جمیل قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ علی افلح قدس سرہ سے۔ انکو حضرت علی حداد قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ ابی سعید مبارک المخزومی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ ابو الحسن ہنکاری قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ ابو بکر شبلی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ سری السقطی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ داؤد طائی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

ان کو حضرت سید عالم محبوب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔

① شجرۂ سلسلہ سہروردیہ جلالیہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ سے سلسلۂ ہذا میں خرقۂ خلافت اور اجازت حاصل ہوا۔

ان کو حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح قطب عالم قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ صدر الدین قتال قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ وجیہہ الدین ابو حفص عمر قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ محمد المعروف عمویہ قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ ابی احمد اسود دینوری قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ سری السقطی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے۔

ان کو حضرت رسالت مآب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔

شجرہ سلسلہ حسنیہ وحسینیہ

① حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید جلال اعظم بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید علی ابی المؤید بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید جعفر بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید محمد بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید محمود بخاری قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید احمد قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید عبداللہ قدس سرہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سید علی اصغر قدس سرہ سے ان کو اپنے والد حضرت سید امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام علی نقی ہادی رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام محمد تقی الجود رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام زین العابدین علی اوسط رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو اپنے والد حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے۔ ان کو حضرت سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے۔

② حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ فرماتے تھے کہ اول مرتبہ جب حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ نے مقامات فقر سے بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اور فرمایا کہ برادرم اشرف تم کو مجھ سے کچھ اور بھی نصیب ہوگا۔

③ پہلی شب کو آپ کے فرمانے کے موافق جب میں خلوت خانہ میں گیا۔ دیکھا کہ ساتوں اعضاء حضرت مخدوم بخاری قدس سرہ کے علاحدہ علاحدہ سات مقام پر پڑے ہیں۔ اور ہر عضو سے تسبیح الٰہی

کی آواز مختلف لفظوں میں جاری ہے یہ حالت دیکھکر مجھکو حیرت ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد اپنی اصلی حالت میں آئے اور فرمایا کہ برادرم اشرف یہ درجہ میں نے تم کو عطا کیا تم کو مبارک ہو۔

① دوسری رات کو جب خلوت خانہ میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تجلی بسیط سے آپ کا جسم اتنا بڑھا کہ سارے حجرہ میں بھر گیا دریچوں سے آپ کے بدن کے گوشت کا ٹکڑا باہر آگیا۔ ایک لحظہ کے بعد حالت اصلی میں آئے اور فرمایا کہ برادرم اشرف یہ درجہ بھی تم کو مبارک ہو۔

② تیسری شب جب خلوت خانہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کا جسم مثل آئینہ کے ایسا لطیف وصاف ہوگیا کہ ایک ذرہ اگر تلوا کے نیچے ہو تو سر کے اوپر سے نظر آئے۔

مثنوی

چناں صافی شدہ از پائے تا سر — کہ گوئی بیضۂ نور است یکسر
زتاب آفتابِ ذات یزداں — شدہ جسم مبارک او درخشاں
اگر در پا بود یک ذرۂ خاک — نماید سوئے سر آں ذرۂ پاک

اس حالت کو دیکھکر مجھ پر ہیبت غالب ہوئی تھوڑی دیر کے بعد حالت اصلی میں آئے اور فرمایا کہ برادرم اشرف مبارک ہو یہ درجہ بھی میں نے تم کو عطا کیا اور چلتے وقت ذکر جہر حلقہ کے ساتھ کرنے کو ارشاد فرمایا اور تعویذ غفوری عنایت کیا اور فرمایا کہ یہ تعویذ ہر کام میں مفید ہے۔ اور فرمانے لگے کہ برادرم اشرف ہمارے اور تمھارے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے محبت پیدا کی ہے اور مجھ کو جو ایک سو چالیس اور چند مشائخ سے نعمتیں ملی ہیں (بزرگوں کا نام لیکر فرمایا) وہ سب میں نے تم کو عطا کیں۔

ذکر شجرۂ سلسلہ کبرویہ اشرفیہ ①

حضرت محبوب یزدانی کو حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرائنی کرخی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت شیخ احمد خرقانی قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ علی لالہ قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ ابوالجناب قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ ضیاء الدین ابی النجیب قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص عمر قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ سری السقطی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے ۔انکو حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے ۔ ان کو حضرت سیدنا سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۔

شجرۂ سلسلہ زاہدیہ اشرفیہ ②

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت خواجہ بدرالدین بدر عالم زاہدی قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت شیخ شہاب الدین زاہدی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت شیخ فخرالدین زاہدی قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت شیخ صدرالدین قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت خواجہ عبدالسلام قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت شیخ عبدالکریم قدس سرہ سے ۔

ان کو حضرت شیخ قطب الدین قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت شیخ خواجہ حسن قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت شیخ ابواسحاق قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت شیخ عبداللہ قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت شیخ محمد قدس سرہ سے ان کو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے ۔ان کو ان کو حضرت خواجہ شیخ سری السقطی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ داؤد طائی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے ۔ان کو حضرت رسالت مآب محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ۔

شجرۂ سلسلہ شطاریہ اشرفیہ ①

حضرت محبوب یزدانی کو حضرت شیخ حاجی محمد بن عارف القاری قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت شیخ خدا قلی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت شیخ محمد ان العاشق قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت شیخ خدا قلی ماوراء النہری قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی العشقی النوری قدس سرہ سے ۔ ان کو حضرت مولانا ابوالمظفر ترک طوسی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت خواجہ اعرابی مزید عشقی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت خواجہ محمد مغربی قدس سرہ سے ۔انکو حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ سے ۔ان کو حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ۔ان کو حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے ۔ان کو حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ۔ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ۔ان کو حضرت سیدنا امام علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ۔ان کو حضرت سیدنا ونبینا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ۔

(۱) شجرۂ عالیہ نقشبندیہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ بابا سماسی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ محمود فغنوی قدس سرہ سے۔ انکو حضرت خواجہ عارف دیوگری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ علی فارمدی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ ابوالمظفر مغلان ترک طوسی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ محمد عثمان مغربی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا قاسم ابن محمد قدس سرہ سے ان کو حضرت خواجہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ان کو حضرت سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۲) شجرۂ سلسلہ فردوسیہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو عالم ارواح میں بالمواجہہ بمقام بہار شریف حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری قدس سرہ سے خرقہ خلافت وارشاد حاصل ہوا۔ ان کو حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی المشہور شیخ نجم الدین صغریٰ قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ رکن الدین فردوسی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ بدرالدین سمرقندی قدس سرہ سے۔

ان کو حضرت شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ ابونجیب ضیاء الدین سہروردی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص عمر سہروردی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ ممشاد علو دینوری قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ سری السقطی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۱) شجرۂ سلسلہ مداریہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت بدیع الدین مدار قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ عبداللہ شامی قدس سرہ سے خلافت اور اجازت حاصل ہوئی۔ انکو حضرت شیخ عبدالاول قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ امین الدین قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا امام علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کو حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

دوسرا سلسلہ حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ کو حضرت شیخ مکی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت شیخ طیفور شامی قدس سرہ سے۔ ان کو حضرت سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کو حضرت سیدنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سید بدیع الدین مدار قدس سرہ نے حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو یہ دونوں سلسلہ عنایت کر کے اپنا خرقہ محبت پہنایا اور حضرت محبوب یزدانی نے سلاسل چشتیہ وقادریہ وغیرہ کی اجازت مدار صاحب کو عطا کی اور اپنا خرقہ محبت ان کو پہنایا۔

① شجرہ سلسلہ تابعیہ خضریہ اشرفیہ

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو ایام سلطنت رانی میں حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم و تربیت سلوک حاصل ہوئی اور ان کو بلاواسطہ درمیانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ خلافت و ارشاد حاصل ہوا جب حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے سے سلسلہ فقر حاصل کیا تو آپ بلاشبہ تابعین میں داخل ہو گئے۔

② شجرہ سلسلہ تابعیہ رضائیہ

دوسری نسبت خرقہ تابعیہ حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت شیخ ابوالرضا
حاجی بابارتن رضی اللہ عنہ سے ملک ہندوستان میں حاصل ہوئی ان کو بلاواسطہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقہ خلافت ملا۔ آپ کی درازی عمر کی نسبت ذہبی اور دیگر محدثین
مخالفانہ کلام کرتے ہیں۔ کہ اتنی بڑی عمر دراز والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں
③ کوئی نہیں ہوا۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا ہے کہ بعد ایک صدی کے میرا کوئی دیکھنے والا نہ رہے گا۔ اس اعتراض کی کوئی ضرورت
معلوم نہیں ہوتی۔ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں ابھی حضرت
خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور اس حدیث کا منشا کہ ایک صدی کے بعد کوئی میرا دیکھنے
والا نہ رہے گا۔ مراد اس کی زمین حجاز سے ہے۔ کیونکہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
④ کے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر اتنی دراز ہوئی تھی کہ حضرت امام محمد باقر ابن امام
زین العابدین ابن امام حسین ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو آپ نے دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

① کی بشارت بیان کی کہ میری ذریت اور اہل بیت میں ایک لڑکا محمد نام کا ہوگا اور آپ نے
اپنے منہ کی چبائی ہوئی کھجور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی اور وہ اس کو
کھا گئے تھے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو ایک کھجور اپنے منہ میں چبا کر
② انکو کھلائی اور یہ فرمایا کہ یہ امانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دی تھی اور حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ کا زمانہ دوسری صدی میں تھا چونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ملک حجاز میں
③ نہ تھے بلکہ ملک عراق میں شہر بصرہ سے چھ کوس کے فاصلے پر قریب قریۂ زبیر رہتے تھے۔
وہیں آپ کا مزار بھی ہوا۔ اس لئے آپ حدیث کی قید صدی سے بسبب حجاز میں نہ رہنے کے
④ باہر سمجھے گئے۔ اور حضرت شیخ ابوالرضا حاجی بابارتن رضی اللہ عنہ بھی بزمانہ حیات نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان میں چلے آئے تھے جو دوسرا ملک تھا ملک حجاز نہ تھا۔ اس لئے
آپ بھی اس قید صدی اول سے مستثنیٰ سمجھے جائیں گے۔
⑤ اور دوسری نسبت حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کی حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی
قدس سرہ جو سابق میں آپ کے والد ابوالسلاطین سلطان سید ابراہیم کے وزیر تھے۔ ایک
جنگ میں آپ پر جذبۂ سلوک پیدا ہوا اوائل عمر میں ترک وزارت کر کے فقر اختیار کیا۔
آپکو حضرت شیخ نورالدین شیخ عبدالرحمٰن اسفرائنی کرخی سے بیعت و ارشاد حاصل ہوئی
ان کو حضرت شیخ احمد خرقانی قدس سرہ سے اور ان کو حضرت شیخ علی لالا قدس سرہ سے۔
اور ان کو حضرت شیخ ابوالرضا حاجی رتن رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئی۔ اور شیخ علی لالہ قدس سرہٗ
نے ایک سو چودہ مشائخ سے خرقۂ خلافت و ارشاد حاصل کیا تھا۔ آپ کے انتقال کے
بعد ایک سو تیرہ مشائخ کے خرقے نکلے اور چودہواں تبرک ایک کاغذ میں لپٹا ہوا ملا جس کے
اوپر لکھا تھا۔
هٰذا امشط من امشاط رسول الله صلى الله عليه وسلم وصل الى
هٰذا الضعيف من صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهٰذا الخرقة وصل
من ابى الرضا رتن الى هٰذا الفقير۔ ترجمہ:۔ یہ سرکار کے کنگھوں میں سے ایک کنگھا ہے جو اس
ضعیف کو صحابی رسول کے ذریعہ سے پہونچا اور یہ خرقہ ابوالرضا رتن کی جانب سے اس فقیر تک پہونچا۔
جس وقت امیر تیمور گرگانی نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ملازمت

حاصل کیا اس وقت نسبت درازی عمر حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ بے شک وہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے میں نے ان سے ارشاد حاصل کیا اور انھوں نے مجھ کو اپنا خرقہ مرحمت فرمایا۔ اور فقیر نے ان سے تصحیح حدیث بھی کی ہے۔ جب ایک ایسا ولی اللہ، قطب الاقطاب، غوث العالم، وارث ولایت محمدیہ اور تمام روئے زمین کے اولیاء اللہ کا سردار ہو اور وہ ان کی صحابیت اور درازی عمر کی تصدیق فرمائیں تو اب علماء ظواہر کو ان کی درازی عمر کی نسبت کلام کرنا مناسب نہیں۔

(۱) سبحان اللہ! کیا شان حضرت محبوب یزدانی کی اللہ تعالیٰ نے بنائی تھی۔ مرتبۂ ولایت میں قطب الاقطاب، غوث العالم، اولیاء روئے زمین کے پیشوا ہوتے۔ ایک مرتبۂ تابعیت کا جس کا حاصل ہونا محال تھا وہ بذریعہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت شیخ ابوالرضا حاجی رتن رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

قطعہ

اے اشرف غوث جہاں تیری مدح میں ہے عقل گم
اے شمع بزم تابعین کونین میں روشن ہو تم
خضر و رتن سے جب ملے مصداق اس کے ہو گئے
ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم

سیر الاولیاء مصنفہ عبد اللہ خویشگی ۱۰۵۸ھ کی نوشتہ قلمی میں مذکور ہے کہ حاجی بابا رتن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی میری زیارت کے لئے آئے ثواب حج پاتے۔ چنانچہ وہاں لوگ (ساتویں ذوالحجہ سے دسویں ذی الحجہ تک) حاضر ہوتے ہیں اور سر منڈواتے ہیں۔

(۲) فقیر جامع رسالہ ہذا ایام عرس مبارک میں بمقام بھٹنڈا علاقہ ریاست پٹیالہ، بتاریخ ۸ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۲۵ء حاضر درگاہ شریف ہوا۔ مجمع کثیر پایا اور صاحبزادہ شیخ ہدایت اللہ صاحب سجادہ نشین درگاہ شریف نے فرامین شاہی دکھائے۔ جن کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ عہد سلطنت سلطان شہاب الدین غوری میں حاجی رتن کے قائم مقام سجادہ نشین شیخ احمد کے نام فرمان جاگیر مواضعات فیروز پور، رسول پور، علی پور جسوال و موضع تھانہ

مع آراضیات پانصد بیگہ پختہ پرگنہ بھٹنڈا کے تابع ہوا مضمون فرمان سے واضح ہوا کہ حضرت

(۱) حاجی رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ انتقال سے چھ سال پیشتر حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی کو دستار بندی کر کے اپنا خلیفہ و سجادہ نشین بنایا۔ عبارت فرمان حسب ذیل ہے۔

" بالمشافہ صحت ذات و ثبات حال صاحبزادہ والا نژاد شیخ احمد را صاحب دستار نمود و بعد از چند سال حضرت بابا در سال ۷۲۲ھ وفات یافت، خلیفۃ الرحمٰن حضرت خاقان مظفر الدنیا والدین، مؤید الاسلام والمسلمین برائے عمارت روضہ مقدسہ مطہرہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما مبلغ یازدہ ہزار ہفتصد و ہشتاد و پنج دام ماسوائے نذر صاحبزادہ گرفتہ و بناء مسجد و چاہ و چار دیواری و روضہ مرتب ساختہ۔"

(۲) حضرت شیخ احمد کا نسبی سلسلہ ملاحظہ نسب نامہ متولی صاحب سے معلوم ہوا کہ گیارہ پشتوں سے حضرت شیخ احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسب محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہونچتا ہے۔ قرینہ مقتضی ہوتا ہے کہ حضرت شیخ احمد کے مورث حضرت حاجی رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ عرب سے آئے تھے۔ اور بوجہ درازی عمر حضرت حاجی صاحب ان کے سامنے ہی فوت ہو گئے۔ اخیر میں انکی اولاد سے شیخ احمد صدیقی کو اپنے رحلت سے چند سال قبل اپنا قائم مقام و سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ فرامین شہاب الدین غوری و جلال الدین اکبر میں نام حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ بین السطور نہیں لکھا جاتا تھا بلکہ آپ کا نام سرنامہ پر ادبًا و تبرکًا کاغذ کے جانب چپ لکھا جاتا تھا۔

اس طرح .... رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوالرضا بابا حاجی رتن صاحب

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب بادشاہان آپکی صحابیت کے مقر تھے۔ اور حضرت محبوب یزدانی سے حضرت شیخ سلیمان محدث نے بواسطہ حضرت ابوالرضا حاجی رتن رضی اللہ عنہ سند و تصحیح حدیث کیے۔ عبارت سیر الاولیاء میں یہ ہے۔

" شیخ حاجی رتن رضی اللہ عنہ از مشائخ متقدمین است، و قبر وے در قصبۂ بھٹنڈا واقع است، چوں فرمود ہر کہ زیارت من کند ثواب حج یابد، بنابر آں اکثر مردم بزیارت وے مشرف می شوند

وسرخود را حلق می نمایند ۔

بتاریخ ۷ رذی الحجہ ۱۳۴۳ھ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا بغرض شرکت عرس شریف بھٹنڈا شریف جارہا تھا۔ باثناء راہ بحالت سفر ریل یہ چند اشعار بطور عرض داشت عرض کئے تھے جس کو آپ کے دربار میں پیش کیے۔

(۱) غزل

اے صاحبِ ختم رسل اے حاجیٔ بابا رتن
آیا ہے در پہ آپ کے اک خستۂ رنج و محن
تم سے مرے جد کو ملا خرقہ رسول اللہ کا
مجھ کو بھی کچھ کر دو عطا بگڑی مری سب جائے بن
دربار سے اپنے مجھے دامن تہی مت بھیجئے
مٹ جائے دل سے اب مرے سارا خیالِ ماومن
للہ اس میخانے سے ہو مرحمت وہ جامِ مئے
مل جائے عرفانِ خدا کھل جائے سب سرّ و علن
ہوں سلسلہ میں آپکے گو ہوں غریب و بے نوا
ادنیٰ توجہ سے ابھی ہو سکتا ہوں قطبِ زمن
کب تک ہوں غم سے تپاں میں ہوں ضعیف و ناتواں
در پہ ہے روز و شب مرے آزار پر چرخِ کہن
ہوں مبتلائے دردِ غم اعدا کے دستِ جور سے
گھیرے ہیں چاروں سمت سے حُسّاد کے شر و فتن
در پہ تمہارے اشرفی جز اشکِ غم کیا نذر دے
ہاں ہو اگر مقبول تو حاضر ہے یہ سب جان و تن

گیارہواں صحیفہ

(۱) حضرت حاجی الحرمین سید ابو الحسن عبد الرزاق نور العین اولاد حضرت غوث الثقلین کی قبولیتِ فرزندی اور ان کا شجرۂ نسب سادات اور بعض فضائل مخصوصہ کے بیان میں

حضرت محبوب یزدانی جب شرف بیعت قدوۃ الاکابر عمدۃ الاماثر حضرت مولینا شیخ علاء الحق والدین گنج نبات خالدی چشتی نظامی سے مشرف ہوئے اس وقت سن شریف آپ کا ستائیس برس کا تھا۔ طرح طرح کی نعمتوں سے شیخ نے آپ کو سرفراز کیا تھا جس کا ذکر صحیفہ فضائل مخصوصہ میں بیان ہو چکا ہے۔ دوبارہ لکھنے کی احتیاج نہیں۔

(۲) آپ حاضری خدمتِ مرشد میں ریاضت اور ذکر و شغل کے ساتھ بسر کر رہے تھے۔ ایک دن آپ کے مرشد حضرت محبوب یزدانی کے خلوت خانہ میں جو مقابل خانقاہ عالی کے تھا تشریف لا رہے تھے۔ حضرت اس وقت تہبند باندھ رہے تھے۔ اور تہبند کے نیچے لنگوٹ کس رہے تھے اس ارادہ سے کہ خلوت خانہ سے نکل کر حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوں دفعتًا پیر و مرشد کے نعلین مبارک کی آواز کان میں پہونچی۔ جیسے خلوت خانہ کے دروازے پر نکلے شیخ کو وہیں پایا۔ کمال عنایت و کرم سے حضرت شیخ نے پوچھا کہ اے سیدزادہ کس کام میں مشغول تھے۔ آپ نے عرض کیا کہ کمر خدمت باندھ رہا تھا۔ شیخ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ اگر باندھتے ہو تو مضبوط باندھنا کچھ درمیان میں نہ رکھنا آپ نے عرض کیا کہ آرزوئے نفس اپنے درمیان سے باہر کر دی جب تک کہ زندہ ہوں

(۱) فرمایا کہ مبارک ہو۔ جب باہر تشریف لے گئے کسی قدر حضرت محبوب یزدانی کے چہرے مبارک پر تغیر ہوا اس خیال سے کہ جب میں آرزوئے نفس اپنے سے باہر نکلا اقرار مرشد کے سامنے کر دیا تو اب میں نہ نکاح کرونگا نہ میرا قائم مقام پیدا ہوگا۔ یہ خطرہ حضرت شیخ پر پوشیدہ نہ رہا۔ تھوڑی دیر گردن جھکا کر آنکھیں بند کرکے خاموش رہے۔

دو تین گھنٹے کے بعد سر اونچا کیا اور کمال بشارت کے ساتھ فرمایا کہ سید مبارک ہو تمہارے فرزندِ دینی کے لئے بارگاہِ پروردگار میں خواہش کی ہے کہ تمہارے واسطے فرزند سر حلقۂ سلسلہ اور تمہارے خاندان کا پیشوا ہو۔ اور تمہارا نام زمانہ میں اس فرزند سے روشن ہو اور وہ فرزند تمہارے خاندان کا ہوگا۔ اور یہ قطعہ حضرت شیخ نے پڑھا۔

قطعہ

تارود بر صفحۂ گیتی نشاں	از تقاضائے قضایت اے الٰہ
باد بر روئے زمیں آثارِ تو	در نشانِ جاوداں چوں مہر و ماہ

مثنوی

ملا تم کو حق سے مبارک پسر	جو اہلِ نظر کا ہو نورِ نظر
وہ اولاد میں شاہ جیلاں کے ہے	قرابت میں شاہانِ سمناں کے ہے
وہ فرزند ہوگا بڑا نیک نام	زمانہ کو پہونچائے گا فیض عام
وہ ہے اشرفی سلسلہ کا امام	کرے نام اشرف کا روشن مدام

(۲) حضرت محبوب یزدانی کو فرزند نور العین کی بشارت دینا

حضرت محبوب یزدانی نے بشارت فرزند سن کر شیخ کے قدم پر سر رکھ دیا۔ حضرت شیخ اور آپ کے اصحاب سب نے مبارکباد دی۔

قطعہ

مبارک ہو مبارک یہ بشارت	ملا تم کو دُرِ دریائے اسرار
گہر کو کانِ گوہر سے ہے نسبت	کہ ہے وہ تاج شاہوں کے سزاوار

اس کے بعد چند روز آپ خدمت مرشد میں رہے جب خدمت شیخ سے رخصت ہو کر دار السلطنت جونپور میں بموجب ارشاد مرشد تشریف لائے جس کا ذکر صحیفۂ سابق میں ہو چکا ہے۔

بشارت فرزند کے بعد محبوب یزدانی کا سفر عراق و شام

اور وہاں سے سفر عراق کرتے ہوئے مقام حامہ شریف نواح شام میں پہونچے جہاں کچھ فرزندان خاندان جیلانی سکونت پذیر تھے۔ وہاں کے تمام سادات بکمال عقیدت و محبت پیش آئے تھوڑی مدت آپ بھی وہاں ٹھہر گئے۔ سید عبد الرزاق ابن سید حسن عبد الغفور سید ابو العباس احمد
(۱) جیلانی کو حضرت محبوب یزدانی کی طرف کمال عقیدہ پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں آپکی عمر بارہ[۱۲] برس کی تھی۔ سید زادہ کو حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت کی آرزو اس قدر زیادہ پیدا ہوئی کہ اس کا بیان ممکن نہیں، ہر چند آپ کے والد بزرگوار اور دیگر رشتہ دار سید زادہ کو فہمائش کرتے کہ حضرت محبوب یزدانی کے پاس زیادہ نہ بیٹھو مگر کسی کی بات اثر نہ کرتی تھی یہانتک کہ شبانہ روز حضرت کے پاس رہنے لگے۔ لوگوں کا منع کرنا اور سمجھانا کارگر نہ ہوا۔

قطعہ

خدا جس کو اپنی طرف کھینچتا ہے	وہ کب روکنے سے کسی کے رُکا ہے
ہوا دل جو آشفتۂ زلف دلبر	وہ پابند زنجیر کب ہو سکا ہے

یہ صاحبزادے حضرت محبوب یزدانی کی خالہ زاد بہن کے بیٹے تھے۔ جب آپ کے والد سید عبد الغفور حسن جیلانی نے دیکھا کہ اس لڑکے پر کسی کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔

(۲) بارگاہ محبوب یزدانی میں حضرت نور العین کو سپرد کرنا

حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر کرکے عرض کیا کہ اے حضرت بزرگوار میں اپنے لڑکے کو خدا کی راہ میں آپ کے مقدم شریف پر قربان کرتا ہوں اور جو کچھ میرا حق اس کی گردن پر تھا بخش دیتا ہوں۔ **بیت**

سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

اسی طرح سید زادہ کی والدہ معظمہ نے بھی اپنے پیارے فرزند جگر گوشہ کو حضرت محبوب یزدانی کے سپرد کر کے اپنا حق بخش دیا۔

قطعہ

زہے ہمت مادر مہر ور — کہ پرورده بودش بداماں خویش
پسر را کہ پرورده بوده بجاں — بجاندار بسپرد چوں جان خویش

جب صاحبزادے کے والدین نے اپنے حقوق بخش کر خدا کے واسطے حضرت محبوب یزدانی کے سپرد کر دیا حضرت نے بھی دل و جان سے صاحبزادہ کو فرزندی میں قبول کیا اور نسبتیں خاندانِ سیادت اور واسطۂ قرابت کو تازگی بخشی اور سید زادہ کی تعلیم و تربیت میں دریغ نہیں رکھتے تھے۔ صاحبزادہ نے حضرت محبوب یزدانی کی اس قدر خدمت کی کہ کسی بشر سے ہونا ممکن نہیں۔

قطعہ

چناں راہ خدمت سپردہ بسر — کہ زاں جز نیاید ز نوعِ بشر
اگر کس چنیں خدمت آرد بجائے — چرا نزد خویشش نخواند خدائے

حضرت خواجہ نظام الدین یمنی جامع ملفوظ لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ میں تیس[۳۰] برس کامل حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ سفر اور حضر میں حاضر رہا۔ اس مدت میں مجھ کو یاد نہیں کہ حضرت محبوب یزدانی نے اگر کسی کام کے لئے ارشاد فرمایا سوائے صاحبزادہ نور العین کے کوئی سبقت نہ کرسکا۔

(۱) حضرت نور العین پر محبوب یزدانی کی نوازشات

مثنوی

چناں سر بہ سر حکمش نہادہ — کہ ازاں یراد خود بیروں فتادہ
اگر کارے بخاطر می رسیدش — بکام خاطرش از سر دویدش
سرِ حق اور سروری اولیا — دونوں نور العین کو شہ نے دیا
ہے ازل سے جن کی قسمت میں کمال — ان کو ملتی ہے یہ دولت لازوال

(۱) تھوڑا سا ذکر آپ کی خدمت گذاری کا کیا گیا۔ آپ کی عمر ایک سو بیس[۱۲۰] برس کی تھی بارہ برس کی عمر میں حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اڑسٹھ[۶۸] برس تک حضرت " محبوب یزدانی کی خدمت میں رہے۔ اور چالیس[۴۰] برس تک بعد حضرت محبوب یزدانی کے سجادۂ " ہدایت پر رونق افروز رہ کر بندگان خدا کو فیض پہونچاتے رہے۔ اور جمیع علوم معانی منطق فلسفہ حکمت، صرف و نحو سب کی تکمیل حضرت محبوب یزدانی سے کی۔

قطعہ

عمر یکہ بخدمت شدہ محبوب نواں داشت — باقی ہمہ بے حاصلی و بوالہوسی بود
سرمایۂ سودائے حیات دو جہانی — جز خدمت دلدار دگر خار و خسے بود

ایک دن حضرت محبوب یزدانی جامع مسجد دمشق میں رونق افروز تھے اور آپ کے چند اصحاب مثل خواجہ ابو المکارم اور شیخ علی اور شیخ تقی الدین اور انکے مثل بہت لوگ حاضر تھے معرفت سلوک اور حقائق کی باتیں انتہا درجہ کی پیش تھیں اسی درمیان میں حضرت نور العین کا ذکر آگیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھکو دو نعمتیں عطا کیں۔ ایک سِرّ اور دوسرے سر، دونوں کو فرزند نور العین کے اوپر سے قربان کر دیا۔

قطعہ

مرا از جہاں دار دارائے دیں — سِرّ بود موہوب و سر بر سرش
ز دریائے وجداں دُرِ درخشاں — نثارے شد آں ہر دو بر سرورش

(۲) حضرت محبوب یزدانی کے سامنے بزرگ زادگی کا ذکر آیا فرمایا بزرگ زادے، بزرگوں کے طریقہ پر کم پائے جاتے ہیں۔ اور میں ایسا بزرگ زادہ رکھتا ہوں کہ بزرگ زادہ نہیں بلکہ اس کا کام بزرگ پیدا کرنے کا ہے۔ اور لوگ اولاد کو اپنے پشت سے پیدا کرتے ہیں۔ میں نے نور العین کو اپنی آنکھوں سے پیدا کیا ہے۔ باوجودیکہ قرابت کی نسبتیں رکھتا ہوں

قطعہ

ہوئے شاہ سمناں کی آنکھوں سے پیدا — لقب نور العین انکو حضرت نے بخشا
دعا شہ نے دی تیری اولاد میں ہوں — ہمیشہ ولی اور مجذوب یکتا

فدا اشرفی جان و دل سے ہے ان پر — غلامی کا جن کی شرف میں نے پایا

بمقتضائے عالی خاندانی سیدزادہ کو حضرت محبوب یزدانی نے خطاب "نورالعین" عطا فرمایا۔

جب حضرت وہاں سے لوٹ کر شہر سمنان میں تشریف لائے تو حضرت محبوب یزدانی کی بڑی بہن جو کمال فضائل سے آراستہ تھیں ان کا دودھ منگوا کر صاحبزادہ کو پلوایا جس میں نسبت ظاہری بھی ظاہر ہو جائے جب دودھ پلا چکے فرمایا کہ مجھکو اس فرزند سے اس سے بڑھکر دوسری نسبت بھی حاصل ہے کہ میری خالہ زاد بہن جو سید عبدالغفور حسن جیلانی کی زوجہ ہیں یہ فرزند اُن سے پیدا ہوا ہے اس وقت میرے اور اس فرزند کے درمیان اور بھی نسبتیں ہیں کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ (از کتاب سنوات الاتقیاء، تصنیف شیخ ابراہیم سرہندی)

نسبتِ خاص حضرت محبوب یزدانی کی خاندانِ حضرت محبوب سبحانی سے

(۱) ایک نسبت خاص حضرت محبوب یزدانی کی خاندانِ حضرت محبوب سبحانی سے یہ بھی کہ آپ نسب مادری سے اولاد حضرت بی بی نصیبہ خواہر حضرت غوث پاک سے تھی۔

قطعہ

چہ حاجت نسبت شیرا سے برادر — کہ دارم نسبتِ دیگر بہ از شیر
چو نورِ واحد از خورشید تا بد — دہد از مشرق خاور تبا شبیر
نہاں نور یست از خورشید رخسار — کہ آں را در حسین و باحسن گیر

ے مسئلہ: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جا سکتا ہے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی، اور جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں، یہ حکم دودھ پلانے کا ہے (بہار شریعت) مسئلہ: مدت پوری ہونے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں (بہار شریعت)

ے شریعت مطہرہ میں مسئلہ رضاعت کا ثبوت اس طور پر کہیں نہیں ملتا اور نہ شریعت اسکی اجازت دیتی ہے لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سالم جو حضرت ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام تھے ان کیلئے خاص طور پر رضاعت ثابت فرما دی۔ مندرجہ ذیل حدیث ابو حذیفہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے غالبًا حضرت محبوب یزدانی نے بارگاہِ رسالت سے روحانی طور پر حضرت نورالعین کیلئے اجازت سمجھی (اشرف العلماء)

حدیث صحیح مسلم و سنن نسائی و ابن ماجہ و مسند امام احمد میں زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بی بی نے عرض کی یا رسول اللہ سالم (غلام آزاد کردۂ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے ابو حذیفہ کو یہ ناگوار ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اَرْضِعِیْہِ حَتّٰی یَدْخُلَ عَلَیْکِ تم اسے دودھ پلا دو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے ام المؤمنین ام سلمٰہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے فرمایا مَا نَرٰی هٰذِهٖ اِلَّا رُخْصَةً اَرْخَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً۔ ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص سالم کیلئے فرما دی تھی۔ حدیث ابن سعد و حاکم میں بطریق عمرہ بنت عبدالرحمٰن ص

(۱) اس سفر میں حضرت محبوب یزدانی مسجد صالحیہ دمشق میں سخت علیل ہو گئے۔ اس قدر بے تابی ہوئی کہ ہوش و حواس برجا نہ تھے۔ لوگوں کو امید زیست منقطع ہو گئی تھی۔ اس حالت میں چند اصحاب حضرت کے مثل حضرت خواجہ ابوالمکارم اور حضرت خواجہ ابوالوفاء خوارزمی اور حضرت شیخ علی سمنانی اور حضرت شیخ کبیر اور حضرت شیخ اصیل الدین اور حضرت شیخ سیف الدین معہ دیگر اصحاب حاضر تھے سب کو اس بات کی تمنا تھی کہ حضرت ہم کو اپنا قائم مقام کریں۔ ایک ساعت کے بعد جب حضرت ہوش میں آئے اور فرمایا کہ ایک مدت سے میری قائم مقامی دوسرے کے حوالے ہوئی۔ یعنی فرزند نورالعین کو یہ دولت نصیب ہوئی۔ کوئی صاحب اس کا خیال دل میں نہ رکھیں۔ "حق تعالیٰ نے اس سخت بیماری سے حضرت محبوب یزدانی کو صحت کامل عطا فرمائی۔ جب پوری صحت ہو گئی حضرت نورالعین کو بلایا اور کمالِ لطف و عنایت بزرگانہ آپ کے حال پر نثار کی۔

قطعہ

مرا ہر چہ یزداں عطا کردہ بود — ز لطف و عنایت دریں روزگار
ہمہ از سر لطف احساں شدہ — بفرق بلند تو چوں دُر نثار

(۲) ایک مرتبہ حضرت مسند عالی سیف خاں نے ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی کا علاقہ پرگنات اودھ سے لکھ کر بطور نذر خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں پیش کیا۔ حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ جس کے سپرد ساری دنیا کے پرگنات و قریات ہوں وہ اس جز و قریات کا کب مقید ہو سکتا ہے لیکن اس نذر کو فرزند نورالعین کے سامنے پیش کرو اگر ان کو ضرورت ہو گی قبول کریں گے جب حضرت نورالعین کے سامنے پیش کیا اور آپ حضرت محبوب یزدانی کے جواب سے بھی مطلع ہوئے "فرمایا کہ جس چیز کو حضرت محبوب یزدانی نے قبول نہیں فرمایا میں کیا اس کو قبول کروں گا۔

قطعہ

زہے بلند جہانے کہ چشم ہمت او — بسوئے جلوۂ کونین التفات نہ کرد

بقیہ ص۔ خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مضمون مذکور مروی کہ انھوں نے جب حال سالم عرض کیا فَاَمَرَهَا اَنْ تُرْضِعِيْهِ حضور نے دودھ پلا دینے کا حکم فرمایا انھوں نے دودھ پلا دیا۔ اور سالم اس وقت مرد جوان تھے جنگ بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ جوان آدمی کو اول تو عورت کا دودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پیئے تو اس سے پسر رضاعی نہیں ہو سکتا مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرما دیا۔

کسے کہ تابعِ متبوع خود شدہ البتہ   نظر بہ گوشہ چشماں بہ شش جہات نکرد

(۱) جب یہ خبر حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک پر پہونچی بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے سامنے بلایا کمالِ لطف وعنایت کرکے یہ بات فرمائی کہ فرزند عبدالرزاق اور اسکی اولاد کو خــزانۂ غیب میں ہم نے شریک کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں درخواست کی ہے کہ اگر اولاد و احفاد عبدالرزاق قناعت کریں گے ہرگز کسی کے محتاج نہ ہونگے۔ تھوڑی توجہ میں ان کو ہمت مرداں درکار ہوگی۔

قطعہ

ہمت مردان عالی اے پسر   ہر کجا خواہند آں جا حاضر است
ہمت شاں با توجہ ہمراہ است   ہمت ار نباید توجہ قاصر است

(۲) فرمایا کہ فرزندان نور العین عزیز الوجود ہوں گے اور اگر خلائق کے دروازوں پر جائیں گے خوار ہوں گے۔

بیت

شیر نر بوسد بہ ہمت مرد قانع را قدم
مادۂ سگ خاید بدنداں پائے مرد ہر درے

(۳) حضرت محبوب یزدانی کے سامنے بزرگوں کی اولاد کا ذکر آیا تو فرمایا کہ روحانیت ان بزرگوں کی اپنے اولاد کے ساتھ رہتی ہے۔ بہترین نشان سعادت اس گروہ کی تعظیم ہے۔ کیونکہ اولاد کی تعظیم سے انکے اجداد کی تعظیم ہوتی ہے۔

(۴) تقریباً حضرت نے فرمایا کہ جب فقیر جونپور میں گیا شیخ عبداللہ زاہدی میرے ملنے کو آئے ان کی عجیب حالت تھی کوئی چیز نشے کی کھائے ہوئے تھے نشے کے عالم میں تھے۔ ایسی بے ادبانہ باتیں کرنے لگے کہ حضرت کی خاطر نازک ناخوش ہوئی اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ حضرت کے چہرۂ مبارک پہ آثار جلال کے پیدا ہوئے چاہتے تھے کہ ان پر گرم نگاہ ڈالیں اور اپنا تصرف دکھلائیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ روحانیہ پاک حضرت شیخ فخرالدین زاہدی ظاہر ہوئے اپنی نورانی داڑھی کو پکڑ کر فرمانے لگے کہ یہ میرا فرزند ہے میری روح اسکے ساتھ ہے

اس کا قصور معاف کیجئے۔

ع   زروئے خواجہ زعصیاں بندہ می گزرند۔

(۱) حضرت محبوب یزدانی کو رحم آگیا حضرت محبوب یزدانی نقل کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ سلطان سنجر ایک بزرگ کی زیارت کو آیا تھا اور اس کے ساتھ عقیدۂ کامل رکھتا تھا جب تک وہ بزرگ زندہ رہے بادشاہ اپنے اعتقاد سے نہیں پھرا۔ اتفاقاً ان بزرگ کا انتقال ہوگیا۔ ان کے بیٹے بجائے باپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ ایک آدمی چوری کی تہمت میں گرفتار ہوا شیخ زادہ کے مکان پر اس نے پناہ لی بادشاہ کے سپاہی آئے اور گرفتار کرلے گئے۔ شیخ زادہ کو سخت ملال ہوا۔ اپنے والد بزرگوار کی قبر پر جاکر سر رکھ دیا اور بے اختیار ان سے امداد چاہی اس ملزم کو جب سپاہیوں نے بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ چاہتا تھا کہ اس کی سزا کرے دفعتاً ملزم کی دونوں آستینوں سے دو شیر نکل آئے چاہتے تھے کہ بادشاہ پر حملہ کریں ملزم نے اپنی آستین کے اشارے سے شیروں کو منع کیا۔ جب بادشاہ سنجر نے یہ دیکھا کمال عذر و معذرت اس کے ساتھ کیا۔

(۲) حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ حیات وموت میری برابر ہے۔ اور میں حیات وموت میں ہمراہ اپنے فرزندوں کے رہتا ہوں۔ ہرگز ہرگز یہ مجھ سے جدا نہیں۔

قطعہ

کسے کہ اولیــاء را مردہ داند   پس آں کس مردہ است ایں زندہ باشد
برآر از دل چنیں تصویر باطل   کہ الحق اولیا پائندہ باشد
فدایم داد عیش جاودانی   کہ ہم در مردگی با زندہ باشد
منم در مردگی ہمراہ زندہ   بہر جا روح من زائندہ باشد
بہر جا خواہیم ہستیم حاضر   کہ حاضر غائبم دانندہ باشد
اشرف از زندگی مردانہ مردہ   بہر جا خواند پیش آئندہ باشد

حضرت نور العین فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت محبوب یزدانی پر عجیب حالت پُرجوش پیدا ہوئی اپنے اصحاب کی نسبت بشارت آمیز باتیں فرما رہے تھے۔ جب میری نوبت پہونچی

دیر تک مجھ کو دیکھتے رہے آخر میں خوش ہو کر فرمایا کہ خبردار خبردار میں نے اپنے کو تم پر قربان کر دیا اور کسی چیز اور کسی نعمت میں تم سے دریغ نہیں رکھا اور تمہاری اولاد کیلئے
(۱) اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ ہمیشہ مقبول اور نیک رہیں اور تمہاری اولاد کے ہر طبقہ میں ایک شخص سالک اور مجذوب ہوتا رہے بلکہ ایک شخص ایسا پیدا ہو کہ میری خُو اور بُو اور میرے اوصاف اس میں بھرے ہوں۔ جبکہ زبان مبارک سے یہ دعائیہ کلمات سنے میں نے حضرت کے قدم پر سر رکھ دیا۔ حضرت نے میرے سر کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا۔

قطعہ

مرا در حالت دریاب دریاب — کہ دریا بیم دریا بیم گوہر
درخت بار ور ہم سایہ داریم — بہ جنباں تا بریزد شاخ من بر
لگے فرمانے یوں وہ شاہ سمنان — کہ اے فرزند نور العین ذیشان
درخت میوہ دار و بار ور ہوں — ہلاؤ شاخ کو میوہ ہو افزوں

(۲) ذکر نسب نامہ

حضرت حاجی عبدالرزاق نور العین جس کو فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا نے حامہ شریف میں جا کر بصحت تمام حضرت سید صالح آفندی نقیب الاشراف اور صاحب سجادہ خاندانِ قادریہ رزاقیہ کے سامنے کتاب قلائد الجواہر سے بتصحیح تمام لکھا ہے وہ یہ ہے۔

حضرت قدوۃ الآفاق حاجی مولانا عبدالرزاق نور العین بن حضرت سید عبدالغفور حسن جیلانی ابن حضرت سید ابو العباس احمد جیلانی الحموی ابن حضرت سید بدر الدین حسن جیلانی الحموی ابن حضرت سید علاء الدین علی جیلانی الحموی ابن حضرت سید شمس الدین محمد جیلانی الحموی ابن حضرت سید سیف الدین یحییٰ جیلانی الحموی (اول بغداد شریف سے ہجرت کر کے حامہ شریف میں استقامت اختیار کی) ابن حضرت سید ظہیر الدین احمد جیلانی ابن حضرت سید ابو النصر محمد جیلانی ابن حضرت سید عماد الدین ابو صالح نصر جیلانی ابن قاضی القضاۃ حضرت سید ابو بکر تاج الدین عبدالرزاق ابن حضرت سید غوث الثقلین نور القمر بن سید محی الدین عبدالقادر جیلانی

ابن حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ابن حضرت سید ابی عبداللہ جیلی ابن حضرت سید یحییٰ زاہد ابن حضرت سید محمد ابن حضرت سید داؤد ابن حضرت سید موسیٰ ابن حضرت سید عبد اللہ ابن حضرت سید موسیٰ الجون سبز رنگ ابن حضرت سید عبداللہ ابن حضرت سید حسن المثنیٰ ابن حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ابن حضرت سیدنا علی مرتضیٰ زوج سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱) حضرت نور العین نے مکتوبات اشرفی میں فرمایا ہے کہ فقیر ابو الحسن عبدالرزاق نے حضرت عمدۃ الاسلام و خلاصۃ الانام غوث الدہر قطب العصر امیر کبیر سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کی خدمت میں بہمراہی حضرت علی ثانی سید علی ہمدانی مقامات مختلفہ کا سفر کرتے ہوئے مقام مدینۃ الاولیاء میں پہونچے بطفیل حضرت محبوب یزدانی چار سو اولیائے کرام سے فیض حاصل کیا اور
(۲) یہ بھی خاتمہ مکتوبات اشرفی میں آپ نے لکھا ہے کہ اس فقیر بندہ عبدالرزاق نے ایک سال کے عرصہ میں حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں قرآن شریف ساتوں قرأت سے حفظ کر لیا تھا بعد اس کے تحصیل علوم شرعیہ میں مشغول ہوئے اور تمام علوم معقول و منقول و ریاضی و نجوم اور ہیئت و تفسیر و حدیث و فقہ وغیرہا چہاردہ علوم کی تعلیم ابتدا سے انتہا تک حضرت محبوب یزدانی سے حاصل کی۔ اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مجھ پر حضرت محبوب یزدانی نے اس قدر کرم فرمایا اور ایسی توجہ کی کہ اگر رونگٹے رونگٹے میرے بدن کے قوت گویائی پائیں شرح اس کی بیان میں نہ لا سکیں۔

ادنیٰ ترین خیال تربیت اس فقیر کے ساتھ حضور کو ایسا تھا کہ جس وقت حضرت محبوب یزدانی نے کعبہ شریف کے سفر کا ارادہ فرمایا اور جہاز پر بندر ازمیر (بندرگاہ ازمیر) میں ہمراہ حضرت کے
(۳) بہت سے بزرگان زمانہ سوار تھے۔ ان بزرگوں میں حضرت مولانا اعظم جمال الدین بدخشانی بھی اسی جہاز پر ہمراہ سفر تھے۔ اور طریقہ حضرت مولانا کا یہ تھا کہ بغرض تجارت جہاز پر سوار ہو کر ساری دنیا کا سفر فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کے علم اور معلومات کی یہ حالت تھی کہ اس کو کوئی بیان میں نہیں لا سکتا یعنی مختصر یہ کہ جامع معقول و منقول تھے۔ حضرت مولانا نے اس فقیر کے ساتھ بڑا کرم فرمایا۔ اور باوجود اس کے کہ میں بہت سے علوم الٰہی اور فنون نامتناہی حضرت محبوب یزدانی سے حاصل کر چکا تھا۔ لیکن جب خدمت حضرت مولانا میں اور بھی

عجائب و غرائب علوم معلوم ہوئے مثل علم ہیئت اور علم اقلیدس اور کتاب مجسطی کے
پڑھانے میں آپ کمال رکھتے تھے تو اس فقیر نے اپنی توجہ اس کے حاصل کرنیکی خدمت
میں مولانا کے پیش کی۔ اسی سفر ہیں میں نے حضرت مولانا سے پڑھنا شروع کیا جسوقت
جہاز ساحل بندر قسطنطنیہ پر پہونچا ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ پر جانے کا خیال پیدا ہوا
حضرت مولانا کا خیال روم کی طرف جانے کا ہوا کیونکہ کچھ مال تجارت اس ملک کے مناسب
(۱) آپ کے پاس تھے اور فقیر نے جس کتاب کو شروع کیا تھا اس کا مقدمہ بھی ابھی پورا نہیں
ہوا تھا جس وقت حضرت محبوب یزدانی نے کتاب مجسطی کی طرف پڑھنے کی توجہ حد سے
زیادہ پائی تو جہاز پر ایک جماعت سوداگروں میں سے جو اس جہاز میں تھے سب کو مخاطب
کرکے فرمایا کہ حساب مال اور اقسام مال تجارت مولانا کا تم لوگ قلمبند کرکے بتلاؤ کہ بازار مکہ
اور بازار مدینہ سے اگر کسی قسم کا مال روم میں لیا جاوے تو کتنا منافع ہوگا۔ اور وہ اسباب
جو روم سے چین کو لے جاتے ہیں تو اس مال کے بڑھنے میں کتنا فائدہ ہوتا ہے تمام سوداگر
جتنے سوار تھے مولانا کے مال موجودہ جتنے تھے ہر مقام کے لحاظ سے ہر چیز کے خرید و فروخت
کا اندازہ کرتے ہوئے کہ چین اور جس جگہ جو نرخ کی زیادتی اور کمی کے اعتبار سے نفع
ہوتا ہے بیان کیا۔ اور نقود معین کرکے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کیا۔ اور
اس فقیر عبدالرزاق کو حضرت محبوب یزدانی کا حال خوب معلوم تھا کہ تین روز کے خرچ سے زیادہ
کبھی آپ کے پاس جمع نہ رہا ہمیشہ سے یہی طریق حضرت کا تھا اور وہ تعداد معین جو سوداگروں
نے مولانا کے منافع کی سامنے بیان کی حضور نے فرمایا جہاز کے ہر گوشے میں جاؤ اور حساب
سے جتنی اشرفیاں مولانا کے منافع کی سوداگروں نے بتلائی ہے تلاش کرکے لے آؤ۔ جب
لوگ جہاز کے گوشے گوشے میں تلاش کرنے لگے تو ایک لاکھ بیس ہزار اشرفیاں رائج سکہ
حساب کرنے والوں نے جو تعداد بیان کی تھی اُسی کے موافق برآمد ہوئی حضرت محبوب یزدانی
نے فرمایا کہ اشرفیاں مولانا کی خدمت میں پیش کرکے ان کے خزانچی کے سپرد کرو اور کہدو کہ
جس وقت میرے فرزند علی الاطلاق سید عبدالرزاق کی کتاب جس علوم کی ان کو خواہش ہے
پڑھا دیں گے تو علاوہ اس زر نقد کے جو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

اسی قدر اور آپ کی نذر کیجائیں گی۔ حضرت مولانا نے قبول فرمایا اور فقیر کے پڑھانے میں مشغول
(۱) ہوئے ایک سال تک جہاز میں حضرت مولانا کی صحبت رہی جب واپسی کا وقت ہوا اور
میری کتاب ختم ہوئی بغرض ایفاء وعدہ ایک لاکھ بیس ہزار اشرفیاں اور بطریق انعام مولانا
کی خدمت میں پیش کیا نہ کہیں سے منگوایا نہ کسی سے قرض لیا۔ مثل سابق جہاز ہی میں سے تلاش
کرکے عطا کیا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فرزند عبدالرزاق نورالعین نے اس قدر میری
خدمت کی کہ کسی بشر نے مجھکو اس قدر ممنون احسان نہیں کیا جتنا فرزند نورالعین نے کمال
خدمت گذاری سے مجھکو اپنا گرویدہ بنالیا۔

بیت

اگر بندہ در کار مولیٰ بود   نہ مولیٰ بود بلکہ مولیٰ بود

(۲) مدت تیس سال تک میرے بقیہ آب وضو کو پوشیدہ طور سے اس فرزند نے نوش
کیا ہے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں میں نے دعا کی ہے کہ آثار اس آب حیات کے اور برکتیں
اور فوائد اس کے فرزند نورالعین اور ان کی اولاد میں قیامت تک باقی رہے گی بحرمت النبی
وآلہ الامجاد۔

(۳) حضرت محبوب یزدانی اول سفر میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی سے اجازت
اور خلافت لے چکے تھے۔ جب ملک عراق و عرب سے صاحبزادۂ نورالعین کو ساتھ
لئے ہوئے شہر بخارا میں تشریف لائے اور خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے
ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا بچہ کون ہے؟ حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا کہ یہ میرا
فرزند ہے۔ اور میں نے ان کو اپنی فرزندی میں قبول کیا ہے یہ لڑکا اولاد غوث الثقلین سے
ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا تمہارا فرزند میرا فرزند ہے۔ اور شیخ الاسلام وقت ہوگا۔
حضرت محبوب یزدانی نے عرض کیا جب آپ اتنی بڑی بشارت اس فرزند کیلئے
فرماتے ہیں تو واسطے برکت کے ان کے ہاتھ کو اپنے دست ارادت کے نیچے لے لیجئے
حضرت خواجہ نے قبول کیا اور اپنی توجہ باطنی سے مالا مال کر دیا۔ بعد اس کے خدمت
بابرکت حضرت شیخ خلیل اتا سی قدس سرہ صاحبزادہ کو حاضر کیا شیخ نے سب کی دعائیں دیں

اوراوصاف ظاہری و باطنی سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی جن جن بزرگوں کے پاس پہونچے انہوں نے صاحبزادہ کے حق میں بکمال توجہ باطنی مہربانی فرماتے اور لقب شیخ الاسلام کے ساتھ سب نے ملقب کیا۔

(۱) کرامت حضرت نورالعین

ایک دن حضرت محبوب یزدانی کے سامنے عطاء علم کا تذکرہ پیش ہوا کہ اولیاءکرام کو خدانے وہ قوت بخشی ہے کہ ایک ادنیٰ جاہل کو اگر چاہیں دم میں عالم علم غیبی بنا دیں۔ اوران کو علم غیبی عطا کرنا اور پوشیدہ سچی باتوں کا ظاہر کر دینا آش جو کھانے سے زیادہ آسان ہے۔ حضرت محبوب یزدانی کے قلب مبارک اور خیال مقدس میں کبھی کبھی یہ خطرہ آتا تھا کہ حضرت نورالعین کا تصرف کسی دوسرے پر اپنی آنکھوں سے ایسا دیکھیں کہ بالکل میرا تصرف اس میں سرایت کر گیا ہے۔ جیساکہ استاذ شاگرد کی تربیت کا اثر شاگرد میں دیکھنے سے اس کو پورا بھروسہ ہو جائے کہ میری تعلیم کامل طور سے اس شاگرد میں اثر پذیر ہوگئی ہے۔ اگر کوئی نقصان دیکھتا ہے اس کی اصلاح کرتا ہے اس وقت نورالعین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ امیر علی بیگ ترکی کو زمانہ ہوا کہ اس خاندان شریف کی خدمت وملازمت کا شوق اس کے دل میں بیٹھ گیا ہے اور اب یہ چاہتا ہے کہ خدارسی اور قرب الٰہی کا طریقہ اختیار کرے۔ اور کسی نے اس پر دست تصرف نہیں رکھا اور نہ تربیت باطنی کی ہے۔ میرے سامنے تم امیر علی بیگ کی طرف توجہ علم غیبی کرو جب میں اس کا اثر دیکھوں گا تمہارے تصرف پر مجھکو اعتماد اور بھروسہ ہو جائے گا حضرت نورالعین نے بطور عاجزی اور انکساری کے عرض کی کہ جہاں آسمان رہنمائی وہدایت کا آفتاب اور زمانے کا پیشوا اور امامت کا سلطان جمشید جناب رحم وکرم کی محل سرائے شرافت میں جلوہ افروز ہو وہاں میری کیا طاقت ہے اور اللہ تعالیٰ اس آفتاب عالم تاب پہ زوال نہ ڈالے۔ بحرمت النبی وآلہ الامجاد۔

بیت

تیرا رُخِ آفتاب ہر نظر ہو صفا میں خوب سے بھی خوب تر ہو

ہرایک شاہ جس کے زیر پر ہو ہما ہمت کا ہووے مثل شہ باز

اور ذات بابرکات اسرار الٰہی کا مظہر ہے اور صفات والا درجات کے نامتناہی انوار کا سرچشمہ ہے۔ آسمان اور زمین کا ماویٰ وملجا ہے تندرستی وصحت کی گودوں میں ہمیشہ پلا کرے

مثنوی

قیامت تک رہے یہ دَراماں میں جو میں مانگوں ملے مجھکو جہاں میں
تیرے احکام عالم میں ہوئے جاری ہے جیسے جسم میں جاں جان جہاں میں
فقط کون ومکاں پر حکم کیا ہے ترا فرماں ہو جاری لامکاں میں
ترے اقبال کے مطلع سے سورج رہے روشن زمین وآسماں میں
قیامت تک تمہیں میں کیا دعا دوں رہو بعد از قیامت بھی جہاں میں
مقابل تیری عظمت کا نہیں ہے کہیں کوئی زمین وآسماں میں
جسے دیکھو مثال قرۃ العین وہ داخل ہو گروہ عارفاں میں
بزرگوں کے مجالس کے رہو صدر صدارت ہو تری ہر اک زماں میں
یمانی پر نگاہ لطف ہو جائے گِنا جائے گروہ مومناں میں

آفتاب عالمتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی کیا مجال کہ تصرف وجذبہ کے زور میں اپنے کو دشواری میں ڈالے اور غریب ستارہ کی کیا طاقت کہ صاف اور روشن آفتاب کے سامنے تصرف کا دم مارے۔

بیت

خورشید سے کہنا کہ میں ہوں چشمۂ انوار معلوم ہے سب کو کہ سہا کو نہیں زیبا (سہیل)

(۱) جب حکم آمادگی میں زیادہ مبالغہ اختیار کیا فرمان کے بجا آوری نہ کرنے کو آداب اصحاب ارادت کے خلاف جانا امیر علی بیگ کی تربیت کے لئے کمربستہ ہو گئے اور سر جھکا دینے کے سوا چارہ نہ دیکھا۔ حضرت نورالعین مراقبہ فرما کر امیر علی بیگ کے باطن پر تصرف فرمانے کیلئے متوجہ ہوئے اور ان کی روحانیت میں جذبہ پیدا فرمانے لگے ایک پہر گذرا تھا کہ تصرف کی نشانیاں اور تصوف کی روشنیاں امیر علی بیگ کے مبارک چہرہ

اور بلند پیشانی پر چمکنے لگیں کہ بعض ایسی کہ علماء قرب وجوار جو بیٹھے تھے اس کو نہ سمجھتے تھے۔ کچھ پڑھے لکھے درویشوں کی حالت کے منکر بھی بیٹھے تھے حضرت محبوب یزدانی نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ امیر علی بیگ ایک ترکی ان پڑھ آدمی ہے اب جس کو تمام علوم سے کوئی مشکل مسئلہ معلوم نہ ہو وہ اس سے پوچھے اگر وہ ① نہ بتائے تو میں اس کا ضامن ہوں علماء نے ارشاد کے موافق عجیب وغریب مشکل مسائل خصوصاً علم ہیئت فلکیت اور علم منطق کے باریک سوالات دریافت کئے ایک کے دس جواب وہ بھی ٹھیک ٹھیک دیئے اور اس طرح باریکیاں بیان کیں کہ علماء کی سمجھ میں اس کی گنجائش نہ تھی بلاشبہ اس سرکار کے آفتاب توجہ کا ایک ذرہ کسی پر پڑ جائے تو ایک عالم اس کی روشنی سے چمک اٹھے۔"

اشعار

اولیاء ہیں مظہر شان خدا — علم حق ہے علم ان کا برملا
جس کو چاہیں بخشدیں دم میں کمال — عالم کامل کریں بے قیل وقال
کھل گیا جب ان میں اسرار نہاں — راز مخفی ہو گئے سارے عیاں
یاد آیا مجھ کو قول مولوی — خوب فرمایا ہے سرِّ معنوی
علم حق در علم صوفی گم شود — ایں سخن کے باور مردم شود

ثناخوانی اشرفی کچھ سہل سمجھا ہے
کہاں سے تو نے پایا اس قدر زور سخندانی

قطعہ

ذرا بھی چمکے گر خورشید اطلاق — چمک اٹھے اسی دم سارا آفاق
جو پڑ جائے کسی پر نور خورشید — تو بالکل ملک لے بے مثل جمشید

فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا نے وہ قصیدہ جو حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھا ہے اس میں سے تین شعر مناسب شان حضرت نور العین سمجھ کر لکھتا ہے۔

ابیات

وہ نور العین زیب مسند سجادۂ اشرف
جو تھے فرزند پیر دستگیر غوث صمدانی
شرف کیا ذات عالی کو ملا ہے دونوں نسبت سے
ادھر محبوب یزدانی ادھر محبوب سبحانی
اگر یہ مرتضٰے ثانی تو وہ ہیں مصطفٰے ثانی
جو یہ سلطان سمنانی تو وہ ہیں شاہ جیلانی

① حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ایک شب غیب سے فقیر کو الہام ہوا کہ اے اشرف دنیا میں سب سے بڑھ کر تم کو کون نعمت ہم نے دی۔ میں نے عرض کیا کہ الٰہی کچھ نعمتیں بے حد تو نے مجھ کو عطا کیا لیکن شکرانہ چار نعمتوں کا ادا نہیں کر سکتا اور قیامت کے دن بھی انہیں چار نعمتوں پر مجھ کو فخر ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ ایک تو یہ کہ مجھ کو اپنے حبیب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں پیدا کیا۔ دوسرے یہ کہ شرف ملازمت اور حصول ارادت وبیعت حضرت شیخ علاء الحق والدین سے مجھ کو مشرف فرمایا تیسرے یہ کہ مجھ کو دولت معرفت اور وجدان نصیب کیا اور چوتھی یہ کہ دو موتی دریاء حقائق اور دو جوہر کان دقائق سے مجھ کو نصیب کئے دو گوہر، ایک فرزند نور العین دوسرے شیخ کبیر العباسی۔ انشاء اللہ تعالیٰ انوار ولایت اور آثار ہدایت آپ کی قیامت تک باقی رہے گی۔

② حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر کو ایک سو چودہ مشائخ سے نعمت معرفت حاصل ہوئی۔ جس کو میں نے جہاں سنا ان کے پاس وہاں پہونچا اور ان سے فیضیاب ہوا لیکن یہ صدقہ میرے مرشد کا تھا جو ہر جگہ سے فیض حاصل کیا اگر میرے بدن کے سب رونگٹے زبان ہو جائیں اور ہر زبان میں سو ہزار بیان کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے تاہم شکرانہ دولت مخدومی ومرشدی ادا نہیں کر سکتا۔

قطعہ

ہر سر موئے من زباں گردد — ہر زباں در خوے بیاں گردد

سرِ موئے بیانِ شکرانہ   نتوانم چو صد نشاں گردد

① الحمدللہ کہ یہ نعمتیں جو مشائخ زمانہ سے مجھ کو نصیب ہوئیں وہ سب اپنے فرزند نورالعین کے اوپر سے قربان کر دیں اور ہر نعمتوں میں ان کو حصہ دیا۔

اشعار

ایک سو چہاردہ مشائخ سے   نعمتیں پائیں شہ نے پے در پے
کیا وہ سب عطائے نورالعین   اپنا ثانی بنایا باصد زین
دم میں قطرہ کو کر دیا دریا   کیا اپنا سا گوہر یکتا
بخت یاور ہو گر تو ایسا ہو   شیخ رہبر ہو گر تو ایسا ہو
شیخ کیسا کہ غوث عالم ہو   خلوت خاص حق کا محرم ہو
غوث اعظم کے ہو قدم بقدم   پہونچے عالم کو اس سے فیض اتم

قطعہ

جہاں کے اولیاء اللہ سے جو نعمتیں پائیں
وہ نورالعین کے اوپر سے قرباں کر دیا میں نے
دُرِ دریائے عرفاں جس قدر تھی میرے سینے میں
وہ نورالعین کے دامان دل میں بھر دیا میں نے

② کرامت حضرت نورالعین

قتلغ خاں جونپوری نے ایک موقع پر حضرت نورالعین کے بارے میں کوئی ایسی بات ناگوار کہی تھی جس سے حضرت محبوب یزدانی کو ملال ہوا اور ان کو توفیق معافی چاہنے کی نہ ہوئی ایک رات کو اپنے کوٹھے پر سو رہے تھے کہ تین قلندر ہاتھ میں چھری لئے ہوئے آ گئے اور قتلغ خاں کو دے مارا۔ اور کہنے لگے تمہیں نے حضرت نورالعین کے بارے میں نامناسب بات کہی ہے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ وہ حضرت محبوب یزدانی اشرف سمنانی کے فرزند ہیں۔ قتلغ خاں نے ان قلندروں سے بڑی معذرت کی اور صبح کو حضرت قاضی حجت کی

سفارش لے کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور کمال عاجزی سے معافی طلب کی۔

① حضرت محبوب یزدانی نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ اٹھارہ پشتوں تک میرے فرزندان کے لئے جو کوئی برا چاہے گا یا برائی کریگا۔ مردانِ غیب اس کی جان کے دشمن ہو جائیں گے۔ ابھی میں زندہ ہوں اور تو میرے نورالعین کی غیبت کرتا ہے۔ میری موت اور زندگی برابر ہے۔

اشعار

اسی فیض و بخشش سے میں حشر تک   کروں گا تصرف بزیرِ فلک
کہیں اولیاء کو بھی آتی ہے موت   کسی کی کبھی روح ہوتی ہے فوت
جہاں جو کرے گا مصیبت میں یاد   وہ پائے گا میری مدد سے مراد
خدا کے ولی کو جو مردہ کہے   سمجھ لیجیو خود وہی مردہ ہے
فنا ہے تو ہے نفس ہی کو فنا   مگر روح کو ہے دوامی بقاء
نہیں جس کو کچھ معرفت سے خبر   وہی اس سے منکر ہے اے ذی ہنر
جہاں میں ہوں میں زندہ و پائدار   جہاں دار ہوں اور دولت مدار
جہاں سلسلہ حلقہ جنباں ہوں میں   حکومت کا دورِ دوراں ہوں میں
مرے سلسلے کو دیا جس نے چھوڑ   تو عالم نے زنجیر دی اس کی توڑ

② ذکر خلفائے نورالعین و تاریخ وفات حضرت نورالعین

(مخدوم آفاق)
۸۷۲ھ

آپ کا مزار حضرت محبوب یزدانی کے قبہ کے اندر پورب جانب واقع ہے۔

حضرت حاجی الحرمین سید ابوالحسن عبدالرزاق مخاطب بہ خطاب نورالعین اولادِ حضرت غوث الثقلین کے بعد خلفاء کا نام جہاں تک فقیر اشرفی کو اپنی تحقیقات سے ملا

درج کرتا ہے۔

① حضرت نور العین کے پانچ صاحبزادے تھے۔ ایک حضرت سید شمس الدین، جو بہت بڑے عالم اور فاضل تھے مگر حیات کم پائی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ناکتخدا اپنے والد کے سامنے انتقال کر گئے جن کا مزار بنگلہ صحن آستانہ کے دکھن واقع ہے۔ آپ کے مزار پر آپ کا نام کندہ ہے۔

حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ نے حضرت نور العین سے اخیر وقت میں ارشاد فرمایا تھا کہ آستانہ روح آباد اور خطۂ جونپور حرسہ اللہ عن الکسود اور قصبۂ جائس اور اطراف ردولی موئی لسوڑھی، یہ مقامات ہمارے خاص ہیں۔ ان مقامات کا خیال رکھنا۔

چنانچہ بموجب وصیت حضرت نور العین نے اپنے فرزند اکبر اور خلیفۂ اول حضرت مولانا سید شاہ ابی محمد الحسن شریف کو جس کے حق میں حضرت محبوب یزدانی نے خطاب "حسن احسن الوجوہ واکبر الوقوہ خواہد بود"، فرمایا۔ لفظ وقوہ کا ترجمہ منتہی العرب سے نقل کیا گیا (یعنی مراتب جذبہ وسلوک میں بہتر اور درگاہ شریف کے متولی ونگراں سجادہ نشین ہو نگے) بعطاء خرقۂ خلافت مثال اجازت اپنا قائم مقام اور صاحب سجادۂ آستانہ روح آباد درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد کر کے آپ کے تعلق ہدایت وارشاد اور تعلیم اور تربیت سلوک مریدان ومعتقدان جوار کچھوچھہ شریف فرمایا۔ آپ کی اولاد میں اکثر اولیاء بلند پایہ پیدا ہوتے جس کا ذکر میرے فرزند اور خلیفہ اور برادر زادہ مولوی حکیم سید نذر اشرف اشرفی نور اللہ قلبہ بنور العرفان نے اس رسالہ کے تتمہ میں بالتفصیل درج کیا۔

اسی سلسلہ عالیہ حسنیہ اشرفیہ میں فقیر سید ابو احمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی جامع رسالۂ ہذا کو خلافت اور ارشاد سجادہ نشینی باخذ بیعت خاندانی حسنیہ اشرفیہ علی الاتصال پہونچی ہے۔ حضرت مخدومی حاجی سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی سجادہ نشین زاد اللہ فیضانہٗ سے جو فقیر کے بڑے بھائی ہیں۔

بتاریخ ۲۸ محرم خاص روزِ وصالِ حضرت محبوب یزدانی رسم خرقہ پوشی ودیگر مراسم سجادہ نشینی کے عرس کے متعلق یہ فقیر ادا کرتا ہے۔ اس خاندانِ حسنی میں کثرت اولاد نہیں ہوتی

صرف چند نفوس قدسیہ ذریت سلسلۂ ہذا سے موجود ہیں جن کا ذکر تتمہ رسالۂ ہذا میں میرے خلیفہ موصوف الصدر نے کیا ہے۔ حضرت سید حسن کی تاریخ (سید حسن سجادہ نشین اکبر ۸۹۸ھ) ہے

آپ کے صاحبزادہ سید محمد اشرف بن حسن کی تاریخِ وفات (شیخ ۹۱۰ھ) ہے۔

دوسرے صاحبزادۂ خورد سید ابی عبد اللہ الحسین قدس سرہ جن کے حق میں حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا تھا کہ "حسین ثانیٔ ما است از وے خاندان بزرگ صادر گردد"۔ آپ کی تاریخ وفات (مخدوم الآفاق ۹۰۲ھ) ہے۔ آپ اپنے فرائضِ منصبی تعلیم وتربیت مریدان کے لئے جونپور میں تشریف لیجاتے مگر مستقل قیام اپنے بڑے بھائی سید ابی محمد ن الحسن کے پاس رکھتے تھے۔ اور باتفاق باہمی خاص روزِ عرسِ حضرت محبوب یزدانی یعنی ۲۸ محرم کو بڑے بھائی سید ابی محمد ن الحسن فاتحہ عرس شریف کرتے۔ اور ایک دن پیشتر تاریخ وصال سے یعنی ۲۷ محرم کو آپ فاتحۂ عرس کرتے۔ اب تک دونوں خاندانوں میں یہی قاعدہ ادائے مراسم عرس اور فاتحہ چلا آیا ہے۔

تیسرے صاحبزادہ حضرت مولانا سید حاجی احمد قتال قدس سرہ جن کو حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا تھا "احمد ثانی مسمی باسم نبوی وموصوف بہ صفات مصطفوی، واز تو فرزند عزیز الوجود صاحب الجود شوند"۔

حضرت نور العین نے آپ کو خرقۂ خلافت اور مثال اجازت عطا فرما کر صاحب ولایت قصبۂ جائس کا سجادہ نشین بنایا اور اس جوار کے مریدان ومعتقدان کی تعلیم اور ہدایت آپ کے تعلق فرمائی ہیں۔ اس قصبۂ جائس میں حضرت محبوب یزدانی نے زمین خرید کر ایک خانقاہِ عالیشان مع تہ خانہ تیار کرائی تھی۔ اور ایک مکان چلہ کشی اور گوشہ نشینی کے لئے علیحدہ بنایا تھا ① اور اس مکان کی محراب میں ایک اینٹ نصب کی تھی جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت محبوب یزدانی کو عطا فرمائی تھی اور اس پر اسم "اللہ"، بہ خط عربی لکھا ہے۔ اس خاندان میں بھی بڑے بڑے اولیاء اللہ جلیل القدر پیدا ہوئے۔ یہاں بھی بہ رسم قدیم آخر عشرۂ محرم میں فاتحہ وعرس ہوتا ہے۔ اور حضرت مولانا حاجی احمد قتال کی تاریخ وفات (پیر دستگیر ۹۰۶ھ) ہے۔

چوتھے صاحبزادہ حضرت مولانا سید شاہ فرید الدین قدس سرہ جن کی نسبت حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: "بیا فرید ثانی کہ از تو بوئے محبت الٰہی وخلت نامتناہی می آید"۔

آپ کو حضرت نور العین نے بہ عطائے خرقۂ خلافت ومثال اجازت صاحب ولایت موئی اطراف ردولی کا کیا۔ اور اس اطراف کے مریدان ومعتقدان سلسلۂ اشرفیہ کی خدمت تعلیم وتربیت آپ کے سپرد کردی۔ آپ کی تاریخ وفات (نہیں ملی) ہے۔

حضرت مولانا سید ظہیر الدین محمد آبادی حضرت نور العین کے خلفاء صاحب کمال اور جلال سے تھے۔

مکتوبات اشرفی میں حضرت محبوب یزدانی نے سید حمید الدین محمد آبادی کو تحریر فرمایا تھا کہ وقتاً فوقتاً سید ظہیر الدین محمد آبادی کی صحبت میں جایا کرنا۔ میرے فرزند نور العین کے وہ خلیفہ صاحب درجات عالیہ ہیں۔ آپ کا مزار متصل محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڑھ بیرون قصبہ سمت مغرب واقع ہے۔ اس مقام کا نام زمین ہے۔

آپ کے روضۂ منورہ کے متصل تالاب عمیق ہے، قصبے کے اندر آپ کا مزار ہے۔ حوالی روضہ میں نخلستان بکثرت ہیں۔ آپ کی اولاد مقام آملو متصل مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں قیام پذیر ہے۔ اور سلسلۂ بیعت بھی جاری ہے۔ ایک بیاض میں فقیر جامع رسالۂ ہذا نے حضرت نور العین کے چند خلفاء کے نام لکھے دیکھے وہ بھی نقل کر دیئے جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبدالعزیز قدس سرہٗ۔ حضرت خواجہ ابوالفتح گوالیاری قدس سرہٗ

حضرت خواجہ وصی اشرف قدس سرہٗ۔ حضرت قاضی سید یٰسین کنجھوی علم بردار۔

آپ کا مزار کچھوچھہ شریف سے چار کوس پر لب تالاب موضع کنجہا میں واقع ہے۔ آپ کے خاندان میں سلسلہ بیعت کا بھی جاری ہے۔

بارھواں صحیفہ

① حضرت محبوب یزدانی کے بعض خلفائے کرام کے بیان میں۔

② قال الاشرف سلسلة المشائخ مسلسلة تصل الیٰ شجرة المقصود من ربط عنقه بربقها عتق من رق المتعددة

ترجمہ:- حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ سلسلہ مشائخ کا مسلسل ہے۔ درخت مقصود کی طرف پہونچتا ہے۔ جس نے کہ باندھا اس کو کسی رسی سے وہ آزاد ہوا غلامی متعددہ سے۔

③ **مثنوی**

اولیاء اللہ کا یہ سلسلہ — مصطفیٰ سے ہے مرے رب تک ملا
تھے قرین مصطفیٰ حیدر ولی — واقف سر خفی وہم جلی
ان کے حسنین وحسن بصری ہوئے — خاص نائب اور خلیفہ شاہ کے
یہ اجازت اور خلافت برملا — خواجگان چشت کے حصہ میں آ
غوث عالم اشرف سمناں کو جب — پہونچی یہ دولت بفضل ولطف رب
آپ نے جس کو خلافت کی عطا — ہوگیا وہ قوم کا شیخ ھُدیٰ
دیکھئے محبوب یزدانی کی شاں — فیض سے جن کے منور ہے جہاں
آپ نے جس کو خلیفہ کردیا — سینہ میں انوار عرفاں بھر دیا
جو مسلسل اس میں آکر ہوگیا — خلق میں وہ مرد برتر ہوگیا

اشرفی جس پر ہو لطف کردگار　　اس کو ملتی ہے یہ دولت پائدار

① ذکر مجمل حضرت نور العین خلیفۂ اول صاحب سجادہ اجل محبوب یزدانی

اعظم العلماء وافضل الخلفاء حضرت قدوۃ الآفاق حاجی الحرمین سید عبدالرزاق نور العین حضرت محبوب یزدانی کے ہمشیرزادہ اور صاحب سجادہ تھے۔ جن کے حالات گیارہویں صحیفہ میں درج کئے گئے ہیں۔ یہاں اسی قدر کافی اور بس ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی نے جو ایکسو چودہ مشائخ سے فیضان و برکات حاصل کئے تھے وہ سب آپ کو عطا فرمائے۔

② ذکر حضرت شیخ کبیر العباسی قدس سرہ

آپ کے بعد حضرت شیخ کبیر العباسی کے اوپر حضرت محبوب یزدانی اسقدر عنایت فرماتے تھے کہ بعض محل میں حضرت کے صاحبزادہ کو رشک آجاتا تھا مگر یہ خطرہ اسوقت صاحبزادہ کے خاطر نازک سے رفع ہوا جب سفر سیلان میں حضرت کبیر کی کرامت عظیمہ مشاہدہ کی اس وقت سے آپ کی عظمت دل میں پیدا ہوگئی۔

③ حضرت کبیر العباسی قدس سرہ کو جب کسی وقت بہار کی فصل میں جذبۂ قوی پیدا ہوتا تو عالم وجد میں مستانہ کسی نہ کسی طرف نکل جاتے۔ جب اپنی حالت میں آجاتے تھے تو وہاں سے لوٹتے۔ ایک مرتبہ حالت وجد میں آپ پر عجب کیفیت پیدا ہوئی تھی۔ اور صحرا کی طرف مستانہ وار نکل گئے۔ موضع مسرن جو دوست پور ضلع سلطانپور کے قریب ہے اسی حالت میں وہاں پہونچے۔ جب عالم شعور میں آئے تو موضع مذکور کی مسجد کے گوشہ میں جا بیٹھے اور سر بجیب استغراق ہوتے۔ وہ زمانہ ماہ پھاگن کا تھا جسمیں اہل ہنود کی ہولی ہوتی ہے۔ مرد و عورت گاتے بجاتے مسجد کے دروازے تک آئے اور بیہودہ حرکتیں کرنے لگے اور شور و غوغا مچانے لگے۔ ایک شخص ان میں سے گدھے پر سوار آپ کے سامنے آیا اس نے اس قدر شور مچایا کہ آپ عالم بیخودی سے ہوش میں آئے جب آپ کی نظر

اس پر پڑی۔ اس خر سوار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "دور باش" ہاتھ سے اشارہ کرنا تھا کہ وہ خر سوار کیا دیکھتا ہے کہ میں کوہستان سیلان میں ہوں۔ ہر طرف سر مارتا ہے اور دوڑتا ہے کہیں راہ نہیں پاتا۔ مجبور ہو کر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ عصر کی نماز کے وقت ایک صاحب ظاہر ہوئے تو دو کلچہ روٹی اور ایک پیالہ پانی خر سوار کو دیا۔ اسی طرح سات برس تک اس کا راتب روزانہ پہونچایا کرتے تھے۔

اتفاقاً حضرت محبوب یزدانی بارادۂ سفر بیت اللہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً چلے۔ حضرت کبیر سے ارشاد فرمایا کہ اس سفر میں تم میرے ساتھ ہمراہ رہو۔ عرض کیا۔ زہے سعادت جو حضور مجھ کو ہمراہ رکھیں۔

ہمیشہ کا معمول یہ تھا کہ جب حضرت محبوب یزدانی کہیں سفر کو تشریف لے جاتے تو حضرت شیخ کبیر کو واسطے حفظ مقام اپنی خانقاہ میں چھوڑ جاتے۔ جب آپ کا گذر دامن کوہ سیلان میں ہوا اور وہیں اترے قلندران ہمراہی گھاس اور لکڑی کی فکر میں جنگل میں پھرنے لگے۔ ایک وحشتناک صورت ریچھ کی طرح ان لوگوں نے دیکھی جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ آدمی ہے۔ اس کی کیفیت حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں عرض کی۔ چند خدام کو حکم دیا کہ اسکو میرے پاس لاؤ۔ جب اس کو حاضر کیا فرمانے لگے تیرا ماجرا کیا ہے اور یہاں تجھ کو کون کھانا دیتا ہے۔ اگر تو اس کو دیکھے تو پہچان لے گا عرض کیا کیونکر نہ پہچان لوں گا کہ حیوان اپنی پرورش کنندہ کو پہچانتا ہے۔ حضرت نے شیخ کبیر کو طلب کیا وہ حاضر ہوئے۔ اس شخص کی صورت دیکھکر آپ شرمندہ ہو گئے۔ اور اس شخص نے اٹھ کر حضرت کبیر کے قدموں پر سر رکھدیا اور عاجزی کرنے لگا۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اب وقت کرم کا ہے اس کی خطا معاف کرو حضرت کبیر نے
① عرض کیا کہ ذرہ بے نور کو کب یہ تاب ہے آفتاب کے سامنے اپنی روشنی دکھلائے۔ فرمایا کہ اسکے درد دل کی دوا تمھارے ہاتھ میں ہے۔ آخر بموجب ارشاد حضرت محبوب یزدانی اس کی خطا معاف کی۔ اور تلقین کلمۂ شہادت کر کے اس کو مرید کیا اور اس کے لب کے بال اپنے ہاتھ سے تراشے جو بہت بڑھ گئے تھے۔ فرمایا کہ آنکھ بند کر۔ ایک پلک ہلانے کی دیر میں اس شخص نے اپنے کو اسی گاؤں میں پایا جہاں اس کا مسکن تھا۔ اور اس سے اپنے گھر پہونچ کر عجیب و

غریب باتیں ظاہر ہوئیں۔ اور کیوں نہ ہوتیں کہ وہ شخص ایک ولی کامل کے ہاتھ پر مرید ہو گیا تھا جب حضرت نور العین نے حضرت شیخ کبیر کی یہ کرامت دیکھی تو آپ کی خاطر نازک سے وہ خیال رشک آمیز شیخ کبیر کی جانب سے جاتا رہا۔

حضرت محبوب یزدانی کی عنایت اور توجہ خاص اس خط کی عبارت سے ظاہر ہوتی ہے

① مکتوب شریف یہ ہے

عریضۂ فرزند اعز اکرم شیخ الاسلام وسلالۃ الاکابر شیخ کبیر طال اللہ عمرہٗ در اشرف اوقات رسیدہ و بمضمون او مطلع گشت آں فرزند بدعا ر ایمان و مزید نعمت دارین مخصوص است۔ کیفیتے کہ بعض نمودہ بودہ اند معلوم شد۔ درویشاں بہ صباح بہ سفر اند و آں فرزند کاغذہائے امانت برابر کردہ بہ جہت ملاقات بیایند، ایں بلاد بفرمانِ مشائخ چشت قدس اللہ ارواحہم مفوض بر آں فرزند شدہ است۔ اوقات شریفۂ خود را بطاعت مامور دارند۔ و نام آباء و اجدادِ خود تازہ گردانند بہیچ مخلوق نہ پردازند و خلائق را دعوت کنند و بہ سخن جُہّال و عوام و دیو مردم التفات نہ نمایند، غم ایمان خوردہ کار دیں کنند و آنکہ مزاحمت مستقیم و مقسیم اسماعیل برادر در باب آں فرزند و خیل خانۂ آں فرزند نوشتہ بودند۔ درویشاں در مہم خیل خانہ و فرزندان آں فرزند فاتحہ خواندہ ہر عامل و ہر عہدہ دارے کہ در باب آں فرزند و خیل خانہ و فرزنداں در افتد برافتد۔ و ازیں جہان بے اولاد برود، و گمان آنست کہ دکۂ ایماں ہم بخورد آں فرزند از برگزیدگان اند ہر کہ مزاحمت و تشویش نماید بدارین بہی نیاید خود التفات بر آں نہ نماید حوالۂ پیران چشت بکنند۔ و اولاد و احفاد آں فرزند را ہمیں حکم است بر حکم قولہ تعالیٰ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ پ۲۷ ع۳۔

و آنچہ فرستادہ شدہ است خرچ بکنند و ہنگام بے خرچی بدیں درویش باز نمایند۔ وظیفۂ دیگر چنانکہ حوالہ شدہ است صبح و شام معمول دارند و در دعا ر مسلماناں بجد باشند۔ و ایں درویش را بدعا ر ایمان یاد آرند انشاء اللہ تعالیٰ بخیر مقرون گردد۔ ماہ محرم و در حاشیہ

ایں کلمات بود و فرزنداں و عزیزاں و سایرِ مریدان را دعا خوانند۔ برادر اعز قدوۃ السالکین مفخر الاکابر خواجہ نتھو بدعوت دارین مخصوص است۔

کتبہٗ :۔ درویش اشرف

ترجمہ مکتوب شریف

از حضرت محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عزیز گرامی فرزند شیخ الاسلام وسلالۃ الاکابر شیخ کبیر طال اللہ عمرہ کا مکتوب مبارک گھڑیوں میں پہونچا اور اس کے مضمون سے واقف ہوا۔ پیارے فرزند! ایمان اور دنیا و آخرت کی نعمتوں کی زیادتی کے ساتھ مخصوص ہے۔ بعض مذکورہ حالات معلوم ہوئے۔ فقرا ر صبح کے وقت سفر میں روانہ ہو رہے ہیں (لہٰذا) وہ صاحبزادے امانت کے کاغذات ترتیب دیکر ملاقات کے لئے آجائیں یہ شہر مشائخ چشت (قدس اللہ ارواحہم) کے حکم سے انھیں صاحبزادے کے سپرد کیا گیا ہے۔ اپنے بہتر اوقات کو فرمانبرداری میں ہی گذاریں۔ اپنے آبا ر و اجداد کے نام کو روشن رکھیں۔ کسی بھی مخلوق کے ساتھ مشغول نہ ہوں اور جملہ مخلوقات کو دعوت حق دیتے رہیں جہلا و عوام اور شیطان صفت لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ ایمان کا درد لئے ہوئے دین کا کام کریں۔ اور اسماعیل بھائی نے مذکورہ صاحبزادے اور اس کے اہل خانہ کے متعلق جس پریشانی اور تقسیم کی رکاوٹ کا ذکر کیا ہے تو درویشوں نے اس صاحبزادے کی اولاد و اہل خانہ کے حق میں دعا کی ہے اب جو بھی عامل اور عہدہ دار اس صاحبزادے اور گھر کے افراد و اولاد کے معاملہ میں دخل اندازی کریگا تباہ ہو جائیگا اور اس دنیا سے بے اولاد مرے گا اور خطرہ ہے کہ نازک دولتِ ایمان کو بھی کھو بیٹھے۔ وہ صاحبزادے برگزیدہ لوگوں میں ہیں۔ جو بھی رکاوٹ و پریشانی میں ڈالے گا دونوں جہان میں محروم رہے گا۔ بذات خود اس پر توجہ نہ دیں بلکہ پیرانِ چشت کے حوالے کر دیں اور اس صاحبزادے کے جملہ اولاد اور پوتوں کو اللہ کے فرمان کے مطابق یہ حکم ہے کہ۔

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔ پ۲۷ ع۳ (کنز الایمان)

اور جو کچھ بھیجا گیا ہے اس کو استعمال کریں اور بوقت ضرورت اس فقیر کی جانب رجوع کریں

اور دوسرے وظائف جو دیئے گئے ہیں صبح وشام معمول میں رکھیں اور مسلمانوں کے لئے دعا میں کوشش جاری رکھیں اور اس فقیر کو ایمان کی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بھلائی پائیں گے محرم کے مہینہ میں یہ کلمات تحریر ہوئے۔ اور بچوں اور عزیزوں اور تمام مریدوں کو دعا کہیں۔ عزیز بھائی قدوۃ السالکین مفخر الاکابر خواجہ نتھو دونوں جہاں کی دعاؤں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

کتبہ درویش اشرف

① ذکر شیخ محمدؒ دُرِّ یتیم قدس سرہٗ

حضرت شیخ محمد دریتیم قدس سرہ وہ اپنے والد ماجد کے خلیفۂ برحق اور خلیفۂ اصدق تھے۔ حضرت شیخ کبیر آپ کی کم سنی میں انتقال کر گئے تھے اور آپ کو حضرت محبوب یزدانی کے سپرد کر گئے تھے۔ حضرت نے تعلیم ظاہری و باطنی پورے طور سے کر کے خاص اپنے حجرہ میں توجہ فرماتے تھے۔ اور ان کے نکاح میں خود قصبۂ سرور پور میں تشریف لے گئے تھے اور تمام نعمتوں سے مالامال کر دیا تھا۔ اور پیار سے دریتیم کہہ کر پکارتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ یہ بچہ میرے فرزند شیخ کبیر کی یادگار ہے۔

② ایک روز کچھ صوفیوں کی جماعت سفر کرتے ہوئے قصبۂ سرور پور میں اتری اور اپنی کرامت کا اظہار کر کے دکان کھولی۔ جوار و دیار کے لوگوں نے مشاہدۂ کرامت کیا۔ سب لوگ معتقد ہو گئے حضرت دریتیم کو جو وہاں کے صاحب ولایت تھے یہ بات ناپسند گذری حضرت حاجی عبد الرزاق نور العین کی خدمت میں ایک عریضہ ان جماعت خود نما کا حال لکھکر بھیجا حضرت نور العین نے جب عریضہ ملاحظہ کیا اس کی پشت پر اپنے قلم مبارک سے لکھدیا "کل صبح کے وقت جواب رقعہ معلوم ہوگا" جب صبح ہوئی درویشان خود نما کی جماعت میں شور و غوغا ہو رہا تھا جب دریافت کیا تو اس جماعت کے سر حلقہ کو دیکھا اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ عجیب باعزت لوگ ہیں کہ اپنی ولایت میں مسافر کو نہیں ٹھہرنے دیتے کہ چند روز آرام کرے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ آدھی رات سے کچھ زیادہ رات گئی تھی کہ ایک گروہ قلندروں کا چھرے ہاتھ میں لئے ہوئے اور سیخیں لے کر پہونچے اور اس جماعت کے سر حلقہ کو پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ جب اپنے پیران طریقت سے مدد چاہی تو روحانیہ حاضر آئیں اور ان قلندروں سے بے حد عذر و معذرت کی یہاں تک کہ قلندروں نے اس سر حلقہ کو پناہ دی۔ روحانیہ پیران سلسلہ نے کہا کہ اسی وقت اسباب باندھو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ ہم اسباب باندھ رہے ہیں۔

مثنوی

شیر جس بن میں آکے رہتا ہے　　واں کوئی جانور ٹھہرتا ہے ؟
بھول کر آئے اس میں گر روباہ　　کیوں نہ ہو جائے اس کا حال تباہ

(۱) ذکر حضرت شیخ شمس الدین فریادرس اودھی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شمس الدین ابن شیخ نظام الدین صدیقی اودھی۔ وہ بہت بڑے عالم و فاضل اور جلیل القدر تھے۔ تحصیل علوم عربیہ حضرت مولانا قاضی رفیع الدین اودھی سے کیا تھا بیعتِ ارادت بھی آپ ہی سے کی تھی۔ جب خواہش تکمیل علوم باطنی اور اشغالِ سلوک مولانا سے کی انھوں نے فرمایا کہ اے فرزند جو کچھ کہ علم ظاہری تمہارے نصیب میں تھا وہ تم کو مجھ سے ملا۔ لیکن تعلیم علوم صوفیہ اور تکمیل طائفۂ علیہ تمہاری ایک سید کے ہاتھ میں ہے جو عنقریب یہاں تشریف لائیں گے خبردار خبردار انکی ملازمت کو غنیمت جاننا کہ تمہارے کام کی کنجی ان کے ہاتھ میں ہے۔ جب چند روز گذرے حضرت محبوب یزدانی ملک بنگالہ سے آرہے تھے۔ اور ایک عرصہ تک مقام روح آباد درگاہ کچھوچھہ میں قیام فرمایا۔ کبھی کبھی فرماتے تھے کہ ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے۔ اتفاقاً حضور روح آباد سے دو تین دن کے بعد خطۂ اودھ میں تشریف لائے اور مقام مصلی میں ٹھہرے۔ تمام علماء و مشائخ شہر حضرت کی زیارت کو آئے سب کے پیچھے حضرت شیخ شمس الدین آئے۔ دور سے جیسے آپ کی نگاہ ان پر پڑی فرمایا کہ فرزند شمس الدین ہم تمہارے واسطے آئے ہیں۔ اس بات کے سنتے ہی آپ کے قلب میں آتش عشق بھڑک اٹھی اور کمال صدق و اخلاص سے سر نیچا کر دیا اور حضور کو دریافت کرنے لگے کہ دفعتاً حضرت شیخ شمس الدین پر کیفیت وجد طاری ہوئی قلب کی حرارت بڑھی۔ حضرت محبوب یزدانی نے ایک کٹورہ پانی ان کو پلایا مزاج درست ہو گیا۔ اور چند روز تک آپ نے ان کو خلوت میں گوشہ نشین کیا۔ دس دن گذرے تھے کہ حضرت شمس الدین پر جذبۂ قوی پیدا ہوا حضرت نے خادم سے فرمایا کہ خبردار شمس الدین کے حال سے غافل مت رہنا۔ ایک گھنٹہ گذرا تھا کہ حضرت شیخ

شمس الدین پر ایسی حالت پر جوش ظاہر ہوئی۔ ہر چند لوگ حفاظت کرتے تھے مگر آپ خلوت کے باہر نکل آئے بمشکل تمام لوگوں نے پکڑ کر خلوت کے اندر کر دیا اور دروازہ مضبوط بند کر دیا۔ جب چلہ کشی ختم ہو گئی حضرت محبوب یزدانی نے ان کو خرقۂ خلافت اور مثالِ نیابت عطا کر کے انواع مقاماتِ منتہیانہ سے مشرف کر کے فرمایا کہ "اشرف شمس و شمس اشرف از ہم جدا نہ اند" تربیت مریدان خطۂ اودھ آپ کے سپرد کی۔

ایک مرتبہ حضرت محبوب یزدانی سفر حج کے لئے آستانہ روح آباد سے چند منزلیں طے کر کے خطۂ اودھ خانقاہ حضرت مولانا مخدوم شیخ شمس الدین فریادرس اودھی میں نزول فرمایا۔ حضرت مخدوم نے بعد ادائے خدمت و ضیافت حضرت محبوب یزدانی سے عرض کیا کہ اس سفر میں حضور مجھ کو اپنے ساتھ لے چلیں۔ آپ کی جدائی کا غم مجھ سے اٹھایا نہیں جائیگا۔ فرمایا کہ تمھاری خاطر مجھ کو مدنظر تھی اور تم کو اپنے ساتھ لے چلتا مگر یہ ولایت جو ہمارے خلفاء و مریدین سے بھری ہوئی ہے تمہارے جانے سے خالی رہ جائے گی، تم سب کے اوپر توجہ اور نگرانی کرو گے۔ جب حضور کے ہمراہ قصبہ منگلسی تک پہونچانے گئے اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے بعدِ نصائح مناسب حال و وقت فرما کر واپس کیا اور فرمایا کہ جو کچھ فتوح اور نعمتیں اس سفر میں مجھ کو اولیاء زمانہ سے ملیں گی وہ تم کو دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب حضرت مخدوم شمس الدین قصبۂ منگلسی سے واپس آنے لگے اپنے ذوق عشق اور صدمۂ مفارقت میں یہ اشعار پڑھتے تھے جو خاص ان کا کلام ہے۔

غزل

فراق روئے مبارک مرا چناں باشد　　کہ بہر آدم از روضۂ جناں باشد
بلا آں چناں است فراق جمال میمونت　　کہ وقت مرگ رواں در بدن رواں باشد
زچشم مردم چوں نور می شود بیروں　　چگونہ روشنی چشم مردماں باشد
ہمہ نصیب بود بہر ماز رخسارت　　کہ برگ گل چمن از ماہ آسماں باشد
زچشم ما و جمال تو فرق دانی چیست　　ہمانقدر فرق کان بفرقداں باشد

مرا کہ ذرۂ تو شمس کرد از توجہ٘ را   چگونہ ذرۂ خورشید در جہاں باشد

(۱) قصبہ منگلسی سے خطۂ اودھ تک چار پانچ کوس تک الٹے قدم آئے حضرت محبوب یزدانی کی طرف پشت نہ کی۔ جب حضرت محبوب یزدانی سفر سے لوٹے تو بموجب اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفیٰ۔ جو کچھ تبرکات مشائخ مختلفہ سے پائے تھے سب کچھ حضرت شمس الدین کو عنایت فرمائے۔ یہاں تک کہ ایک پیسہ جو ایک درویش غار نشیں سے حضرت نے پایا تھا وہ بھی آپ کو عنایت کیا۔ سچ ہے وعدۂ اکابر دین ایسا ہی ہوتا ہے۔

مثنوی مولوی روم

وعدہ باشد حقیقی دل پذیر   وعدہا باشد مجازی طاسہ گیر
وعدۂ اہل کرم گنج رواں   وعدۂ نااہل شد رنج رواں

(۲) کتاب مسمیٰ بہ اسرار حقیقت

اجودھیا اسلامی نظارہ میں منشی لچھمی نرائن صدر قانون گو ضلع فیض آباد۔ قوم کائستھ ساکن سریواستو یا نے جن کو بزرگوں کے تاریخی حالات کا ازحد شوق تھا کچھ مختلف کتابوں سے اور جناب مولانا حاجی عبدالکریم جو اودھ کے تاریخ مجسم تھے۔ ان کی تصانیف سے انتخاب کرکے لکھا ہے۔ اس میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت شیخ شمس فریادرس آپ کا نام حضرت شاہ شمس الدین صدیقی اودھی تھا۔

(۳) اور حضرت شاہ شمس فریادرس کے نام سے جو شہرت ہے۔ عام طور سے وہاں کے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جو مصیبت میں آدھی رات کے وقت مزار شریف پر حاضر ہو کر اپنے مطلب کی التجا کرے تو حق تعالیٰ ان کی برکت اور طفیل سے حاجت رفع فرماتا ہے۔ بلکہ بالخصوص دفع ظالم کے لئے آپ کا مزار تالاب اٹوہ گوشہ شمال و جنوب میں ایک بلندی پر واقع ہے۔ یہ حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کے خلفاء اعظم میں تھے کچھ زمین واسطے عرس اور مرمت درگاہ قدیم زمانہ سے معاف کی چلی آتی تھی مگر وہاں

کے متولی معمولی طور سے عرس کر دیتے ہیں جن کے نام سند معافی عطا ہوئی ہے خانقاہ کو ویران اور بے مرمت کر رکھا ہے احاطۂ روضہ کی دیواریں منہدم ہو گئی ہیں آپ کی تاریخ وفات یہ ہے۔

قطعۂ تاریخ

بہفتم محرم روز جمعہ   رسید ند برضواں مثال شمع
ز ہجرت نود و ہفت صد بود سال   کہ با ملک علوی شدہ ہم مقال

(۱) آپکے صاحبزادے حضرت شاہ بدیع الدین قدس سرہ سے تین صاحبزادے وجود میں آئے ایک حضرت شاہ احمد، دوسرے حضرت شاہ جہانگیر، تیسرے حضرت شیخ الہ داد، اولاد حضرت شیخ احمد موضع کولاپور، پرگنہ منگلسی، ضلع فیض آباد میں آباد ہیں۔ اور مزار حضرت شیخ احمد کا بیرون موضع اسی گاؤں میں ہے اور آپ کا عرس بھی ہوتا ہے اور زمینداری اسی موضع کی آپکی اولاد کے نام ہے موضع کولا میں شیخ نصرت علی اور ان کے صاحبزادے امتیاز حسین مع دیگر برادران خاندانی آباد ہیں۔ اور حضرت شیخ جہانگیر سے حضرت مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ پرگنہ منگلسی ضلع فیض آباد کے قریب موضع کولا آپ ہی کے نام سے موسوم ہے۔ یعنی موضع علاء الدین پور کے نام سے مشہور ہے وہاں آپ کی اولاد سے قاضی بشارت علی وغیرہ جن کے تعلق اس پرگنہ کا عہدۂ قضا ہے۔ اور حضرت شیخ ابوداؤد الہ داد کی نسل سے مولوی محمد نصیر صاحب ہیں جو کہ بڑے زبردست عالم تھے تاریخ سیر المتاخرین وغیرہ میں لکھا ہے کہ مولانا محمد نصیر فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ میں بڑے زبردست عالم تھے۔ اور انھوں نے ملک ایران کا بھی سفر کیا تھا۔ ماہ رجب المرجب ۱۱۳۹ھ کو انتقال فرمایا۔

رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن

(۲) ذکر حضرت سید عثمان

حضرت اجل السادات سید عثمان بن سید خضر، حضرت محبوب یزدانی کے بہترین خلفاء اور بڑے مرتبہ والے تھے۔ آپکی نسبت حضرت اسرار محرمانہ اور انوار مخصوصانہ فرماتے تھے۔ اور یہ حضرت اپنی ولایت کے سادات سلسلہ گیسودراز سے تھے۔

حضرت محبوب یزدانی نے بکمال شفقت وعنایت مثال ارشاد اور خرقۂ خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔

① ذکر حضرت شیخ سلیمان محدثؒ

حضرت قدوۃ المحدثین وعمدۃ المفقہین شیخ سلیمان محدث حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء اعظم سے تھے۔ حدیث کی اسناد بڑے بڑے نامی محدثین سے پائی تھیں۔ حضرت فرماتے تھے کہ ہندوستان میں فن حدیث کے استاد کم پائے گئے۔ مگر شیخ سلیمان محدث فن حدیث میں یکتا دیکھے گئے۔ اور کتاب حصن الحصین پیش کی اور حضرت محبوب یزدانی سے سند حدیث بابا ابوالرضا حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں تصحیح حدیث کی۔

② ذکر حضرت شیخ معروف الدیمویؒ

حضرت شیخ معروف الدیموی پیشواء اصحاب اور خلاصۂ احباب حضرت محبوب یزدانی سے تھے اور جامع الفضائل اور صاحب الشمائل تھے۔ بعد تحصیل علوم غریبہ اور تکمیل معلوم عجیبہ، دغدغہ سلوک راہ خدا دل میں پیدا ہوا۔ اسی زمانہ میں حضرت محبوب یزدانی خدمت مرشد میں تھے۔ حضرت شیخ معروف کا میل اطراف وجوانب کے مشائخ کی طرف ہوتا تھا۔

③ ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ تمہارے دروازۂ مقصود کی کنجی سید اشرف جہانگیر کے ہاتھ میں دی گئی ہے اور تمہارے دل کی درد کی دوا ان کے دواخانہ میں ہے آپ نے خواب میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں؟ ہاتف نے کہا کہ وہ تھوڑے دنوں میں ادھر تشریف لائیں گے۔ اور اپنے ہمائے دولت کا سایہ تمہارے سر پر ڈالیں گے۔ تھوڑے دن نہیں گذرے تھے کہ آوازۂ ولایت حضرت محبوب یزدانی کا ہر چھوٹوں

بڑوں کے کانوں میں پہنچنے لگا۔ اور آپ شہر جونپور میں مرشد کی خدمت سے رخصت ہو کر قیام پذیر تھے۔ حضرت شیخ معروف یہ خبر سن کر خوش ہوئے اور شہر جونپور کی طرف روانہ ہوئے۔ شرف ملازمت حضرت محبوب یزدانی جونپور میں حاصل کر کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے۔ چند روز ریاضت اور مجاہدۂ عبادت میں مشغول رہ کر شرف لباس خرقہ سے مشرف کئے گئے اور خلافت نامہ عنایت فرمایا گیا۔ آپ کے بارے میں بھی ① یہی ارشاد فرمایا کہ "اشرف معروف اور معروف اشرف ایک ہیں" اور بعض سادات خاندانی سے منقول ہے کہ سلطان السلاطین ابراہیم شاہ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگلے زمانہ میں جنید وشبلی کے مانند ولی اللہ تھے۔ ہمارے زمانہ میں بھی کوئی ایسا ہوگا کہ میں اس کی ملازمت سے مشرف ہوں۔ اسی شب میں خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اس زمانہ میں ایسے آدمی ہیں کہ جنید وبایزید سے کم نہ ہوں گے۔ صبح کو بادشاہ جونپور سے کمر ملازمت مستحکم باندھ کر شیخ معروف الدیموی کی خانقاہ کیطرف روانہ ہوئے۔ آپ کی خلوت کا دروازہ مضبوط بند تھا۔ جب بادشاہ نے جستجو کی تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ معروف جنگل کی طرف پھر رہے ہیں۔ بادشاہ جونپور نے دار الخلافہ جونپور سے نکل کر قصبہ الدیموی میں محض بخواہش حضوری حضرت شیخ معروف کے اپنا مسکن اور قلعہ بنایا۔

② حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ فرزند معروف اولیاء مکتوم سے ہیں

رباعی

چناں سرّ ولی معلوم باشد — چو در کتم خفا مکتوم باشد
بجز عرفاں چنیں موصوف نبود — بجز معروف کاں معروف نبود

③ ذکر حضرت شیخ احمد قتالؒ

حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء جلیل الشان سے حضرت شیخ احمد قتال قدس سرہ تھے۔ لطائف اشرفی میں منقول ہے کہ آپ قوم ترکان لور سے تھے۔

قصبہ سجھولی جو متصل اکبر پور آباد تھا۔ اس میں کچھ لوگ آپ کے ہم خاندان آباد تھے۔ قرینہ مقتضی ہوتا ہے کہ قصبہ لور پور اسی خاندان والوں نے بعد ترک سکونت سجھولی اپنے نام سے آباد کیا ہو۔ یہ قصبہ سجھولی حضرت محبوب یزدانی کی بددعا سے ویران ہوگیا اس کا مفصل تذکرہ نویں صحیفہ ذکر کرامات میں آچکا۔ اور چند اشخاص اسی خاندان ترکان لور سے قصبہ سوبیہہ ضلع بارہ بنکی میں سکونت پذیر ہیں۔ اور ملک بنگال میں قرب وجوار لکھنوتی میں اسی خاندان ترکان لور سے کچھ لوگ آباد ہیں اور حضرت

(۱) شیخ احمد قتال قدس سرہ کا مزار فائز الانوار موضع قتال پور قریب اترولیا ضلع اعظم گڈھ میں واقع ہے۔ آپ کے اولاد واحفاد اب تک وہاں آباد ہیں۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب قتال پور میں بغرض زیارت مزار مبارک حاضر ہوا۔ عجیب انوار اور برکات دیکھے۔ آپ کے مزار مبارک کے گرد نہر کے نام سے ایک خندق بھی ہے۔ آپ کے فرزندان حضرت کا عرس بھی کرتے ہیں۔

(۲) ذکر حضرت شیخ رکن الدین شہباز و شیخ قیام الدین

حضرت شیخ رکن الدین شاہباز و شیخ قیام الدین منجملہ اصحاب ثلثہ صاحب طیروسیر تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی عنایت اور کرم آپ پر حد سے زیادہ تھا۔ دوسری بار جب حضرت ولایت کو تشریف لے گئے اپنے ہمراہ دونوں صاحبوں کو لاتے۔ آپ قوم اتراک لاچین سے تھے۔ ان حضرات پر توجہ اس قدر تھی کہ دوسروں پر نہ ہوگی۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ زمانہ اسد بن سامان جو سلاطین خاندان بہرامیہ سے تھے۔ سلسلہ جدۂ مادری حضرت کا آپ کے اجداد سے ملتا ہے۔

(۳) سلطنت ملک عراق اور اس کے نواحی میں اسی خاندان نے کی تھی۔ آپ کی آخرین جدۂ اولاد سلطان العارفین خواجہ احمد یسوی اتراک لاچین سے تھیں۔ سلسلۂ ابراہیمیہ امیہ سنانیہ سامانیہ مادری رشتہ تھا۔ اس خصوصیت کے سبب سے یہ حضرات بمقابلہ اوروں کے مخصوص تھے۔

(۱) لب دریائے گھاگھرہ مقام بنی پورہ جہاں حضرت محبوب یزدانی خود قیام کرنا پسند فرماتے تھے آپ کو عنایت کیا۔ اب اس جگہ کا نام مقام مشہور ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب زیارت مزار فائز الانوار حضرت شاہ رکن الدین شاہباز قدس سرہٗ سے مشرف ہوا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ قیام الدین قدس سرہ کا مزار موضع شاہ پور ضلع بستی میں واقع ہے۔ اور آپ کے مزار کے برابر آپ کے پوتے شاہ علیم الدین قدس سرہ کا مزار ہے۔ کتاب بحر ذخار میں لکھا ہے کہ آپ کے انتقال

(۲) کے دو برس کے بعد جب دریائے گھاگھرہ کاٹتا ہوا قریب مزار پہونچا اور آپ کی روح پاک سے مقابلہ ہوا، آپ کی قوت روحی دریا پر غالب آئی خون کے مانند دریا کا پانی سرخ ہوگیا۔ چونکہ مشیت ایزدی وہاں دریا جاری کرنے کی تھی اس لئے حضرت نے ایک راج کو خواب دکھلایا کہ تو میری قبر کو کھود کر لاش باہر نکال ورنہ دریا برد ہوجائے گی۔ اب میری قبر دوسرے مقام پر بنے گی۔ اور ایک رئیس کو خواب دکھلایا کہ تیری باغ میں صندل کا درخت ہے اس کی لکڑی کاٹ کر میری مزار کے صندوق کے لئے حاضر کر۔ چنانچہ صبح کو ادھر سے راج حاضر ہوا اُدھر سے وہ رئیس صندل کی لکڑی لادے ہوئے پہونچا۔ دریا بالکل متصل قبر شریف آگیا تھا۔ حضرت شاہ رکن الدین شاہباز اور ان کے پوتے شاہ علیم الدین کا جب مزار کھودا تو دونوں قبروں سے دو صندوق برآمد ہوئے اور لاش مبارک مسلم اس میں موجود تھی اس بات کا خیال ہوا کہ اب آپ کو کہاں دفن کیا جائے۔ آپ نے کسی مقام کی ہدایت نہیں کی۔ اس وجہ سے دونوں بزرگوں کی لاش صندوق میں اسی موضع میں آپ کی اولاد کے گھر رکھ کر چلے گئے کہ جہاں جس مقام پر دفن کا حکم دیں گے وہیں دفن کئے جائیں گے۔ چار مہینہ کے بعد خواب دکھلایا کہ دریا کے متصل ایک سنبھل کا درخت ہے وہاں کبھی کبھی ہم بیٹھتے تھے اسی مقام پر دفن کرو۔ جب فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا آپ کے مزار فائز الانوار کی زیارت کو گیا تھا اس وقت دریا آپ کے مزار سے سو قدم کے فاصلہ پر قریب آگیا تھا۔ وہاں کے مخدوم زادے مرد وعورت سب مرید ہوئے۔ اور مولانا سید محمد تقی مرحوم صاحب سجادہ کو فقیر نے

بعطائے خرقہ شرف خلافت سے مشرف کیا۔ وہاں کے پیرزادگان سے یہ کہکر آیا تھا کہ آئندہ جب دریا کاٹتا ہوا مزار شریف کے قریب پہونچے تو مجھ کو اطلاع دینا۔ چالیس برس کے بعد دریا بڑھتا ہوا جب عین چبوترۂ مزار شریف سے مل گیا تو مولوی سید محمد تقی میرے خلیفہ نے مجھ کو آکر اطلاع کی۔ میں نے حضرت مخدومی و مرشدی حاجی سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی زاداللہ فیضانہٗ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا۔

تیسرے دن آپ نے فرمایا کہ مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ دو بزرگ شرق رو انھیں مزاروں پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں اور تم کو اجازت دیتا ہوں کہ دونوں قبروں کو کھود کر لاشیں نکالو اور سمت جنوب و مشرق جہاں جدید روضہ بغرض منتقل کرنے کے بنا ہے اس میں لیجا کر دفن کرو۔

چنانچہ اس فقیر نے بموجب ارشاد عالی وہاں حاضر ہو کر چندے قیام کر کے دو صندوق جدید تیار کرائے اور گرد مزار شریف پردہ کر کے دونوں صندوقوں میں دونوں بزرگوں کی لاشیں ایک چادر جدید میں مکفون کر کے تختہ صندوق بند کیا اور جوار و دیار کے مریدان کو اطلاع دی کہ سب حاضر ہوں سیکڑوں آدمی جمع ہو گئے۔ اس فقیر نے بجماعت مریدان لاش مبارک اپنے کاندھے پر اٹھائی اور مقام مدفن میں پہونچائی اس وقت کا حال بیان نہیں کر سکتا کہ میرے قلب پر کس قدر کیفیت پُرجوش تھی۔ رقت کا یہ عالم تھا کہ ضبط کی تاب نہ تھی۔ سب لوگ کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے مقام روضۂ عالی میں دفن کیا۔

(۱) یہ عجیب کرامت حضرت کی ظاہر ہوئی کہ اول دو سو برس کے بعد مزار مقدس منتقل کرنے کا حکم دیا لیکن لبِ دریا ہی مدفن پسند کیا پھر تین سو برس کے بعد اس فقیر حقیر سے یہ کام کرایا۔ سب لوگ از حد خوف زدہ تھے کہ کیونکر مزار مبارک کھودا جائے۔ چونکہ یہ فقیر اس کام کا مجاز تھا اس لئے پہلے میں نے کلمۂ شہادت پڑھ کر دو چار اینٹیں نکالیں۔ اس کے بعد محض آپ کی اولاد کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا ان لوگوں نے یہ خدمت کی۔ آپ کی اولاد امجاد سے چند مکان مخدوم زادوں کے وہاں آباد ہیں اور سلسلۂ بیعت بھی ان سے

(۱) اب تک جاری ہے اور کچھ لوگ موضع خانقاہ بندول ضلع اعظم گڈھ میں جہاں آپ کے پوتے سید منقی کا مزار ہے سکونت رکھتے ہیں یہ فقیر وہاں بھی حاضر ہوا۔ آپ کی اولاد کو سلسلۂ بیعت میں داخل کیا اور شہر گورکھپور میں محلہ جعفرا بازار میں مولانا حبیب اللہ اور مولانا ضیف اللہ مرحومین آپ کے اولاد سے سکونت رکھتے تھے اور آپ کے پوتے مولوی سبحان اللہ اور ان کے فرزند مولوی لطف اللہ مع دیگر فرزندان موجود ہیں۔

(۲) ذکر مولانا شیخ اصیل الدین جرّہ باز

حضرت مولانا شیخ اصیل الدین جرہ باز، آپ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء ثلثہ صاحب طیر و سیر میں تھے۔ جہاں حضرت کا ارشاد ہوتا ہوا پر پرواز کر کے چلے جاتے بعد ریاضت و مجاہدہ شرف خلافت سے مشرف ہوتے آپ پر خالص توجہ حضرت کی رہتی تھی۔ آپ کے لئے جائے قیام مقام بیگانو میں متعین ہوئے۔

(۳) ذکر مولانا شیخ جمیل الدّین سپید باز

حضرت مولانا شیخ جمیل الدین سپید باز، یہ تیسرے خلیفہ حضرت کے صاحب طیر و سیر تھے۔ اصحاب ثلثہ سے یہ تین تھے جن کا ذکر آچکا۔

حضرت محبوب یزدانی نے بعطائے تاج دلق خلافت و مثال اجازت سے سرفراز کیا۔ عنایت ظاہری و باطنی آپ کے حال پر حد سے زیادہ تھی۔ آپ سے خوارق عادات
(۴) بکثرت ظاہر ہوئے۔ ایک دن حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ جہاز پر سوار تھے۔ کچھ سامان کھانے پینے کی ضرورت ہوئی۔ جہاز پر سامان نہ تھا حضرت محبوب یزدانی نے آپکی طرف اشارہ کیا فی الفور جہاز سے پرواز کر کے غائب ہو گئے ایک پہر کے بعد پورا سامان کھانے کا اٹھائے ہوئے جہاز پر موجود ہوئے۔

① ذکر مولانا قاضی حجت

حضرت مولانا قاضی حجت جو قابلیتِ علمی سے آراستہ اور دلائل عقلی و نقلی سے پیراستہ مجلس علماء میں عجیب و غریب نکات علمی بیان فرماتے اور بحث و تقریر میں بے مثال تھے یہاں تک کہ قاضی حجت کے نام سے موسوم ہوئے

جب حق تعالیٰ نے توفیقِ سلوک عطا کی حضرت محبوب یزدانی کے حضوری میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ صادق العقیدت تھے۔ تھوڑے دنوں ریاضت اور مجاہدہ کرکے بعطاء خرقہ و مثال شرف خلافت سے مشرف ہوئے اور ان کا مسکن اور مقام قیام متصل روح آباد ایک موضع میں قرار پایا۔

② ذکر حضرت مولانا شیخ عارف مکرانی

حضرت مولانا شیخ عارف مکرانی، جو علوم شریعت اور طریقت سے بہرہ کامل رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی نے بعد ریاضت شدیدہ فرمایا کہ جب مراتب سلوک طے کر چکے اور انوار سبعہ سے باہر آئے شرف لباس خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ سے ظہور کرامات اور خوارق عادات اس قدر سرزد ہوتے کہ اگر لکھا جائے ایک دفتر ہو جائے۔

قطعہ

شرف یاب کیسے ہوئے شیخ عارف — کہ سرِّ معارف کے ٹھہرے مکاشف
ہوئے عارفِ کامل و شیخ واصل — کرے کیا بیاں کوئی اوصاف واصف

③ ذکر مولانا شیخ ابو المکارم خجندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شیخ ابو المکارم خجندی قدس سرہ، حضرت محبوب یزدانی کے اصحاب مخصوصہ سے تھے۔ آپ کے خلفاء نے ایک کتاب ملفوظ آپ کے حالات میں

جمع کر کے لکھی ہے۔

اس قدر اس میں آپ سے اسرار معرفت درج کئے ہیں کہ ایسے ملفوظ کم ہونگے آپ کے تصانیف سے شرح عوارف اور کتاب لمعات اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ گروہِ مشائخ نے یہ کہا۔ یہ مرغوب اور محبوب طبایع ہے۔ بعد طے منازلِ انوارِ سبعہ بشرف خرقۂ خلافت سے مشرف کئے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

① ذکر مولانا امیر شیخ ابو المکارم ہروی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا امیر شیخ ابو المکارم ہروی جو حضرت محبوب یزدانی کے معزز اور محترم خلفاء سے تھے۔ ابتدا میں آپ ایک امیر زادہ تھے امرائے دولتِ امیر تیمور لنگ سے۔ جس وقت کہ حضرت محبوب یزدانی بخارا میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی کے ملاقات کو گئے تھے اور اپنے مرید امیر علی بیگ کے مکان پر قیام فرمایا تھا۔

حضرت شیخ ابو المکارم نے حضرت محبوب یزدانی کی ملازمت سے دل میں وہ اثر لیا کہ اپنی دولت و امارت چھوڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چونکہ علوم ظاہری سے بہرہ کافی رکھتے تھے۔ چند روز بطریقِ سلوکِ مشائخ ریاضت میں رہے۔ حضرت کی " توجہ سے مالا مال ہو گئے۔ بارہ سال سے زیادہ خدمتِ عالی میں رہے۔ طرح طرح کے مکاشفات اور غرائبِ واردات آپ سے ظاہر ہوتے جس کی شرح ممکن نہیں۔

جب اس راہ سلوک میں قابلیت کامل پیدا کی حضرت محبوب یزدانی نے بعطائے خرقہ و مثال شرف خلافت سے مشرف فرمایا اور ان کے انواعِ مکارم اخلاق کو ملاحظہ فرما کر خطاب ابو المکارم سے مخاطب فرمایا اور سمرقند میں جائے قیام تجویز فرمائی۔ وہاں آپ سے بہت لوگ مرید ہوتے اور اکثر لوگوں کو اطراف سے بعد تکمیل منازل سلوک شرف خلافت سے مشرف فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

① ذکر مولانا شیخ صفی الدین ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شیخ صفی الدین ردولوی تخلص سیفی نعمانی کہ صفائے علوم سے آراستہ تھے۔ اصول فقہ وغیرہ جمیع علوم میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ علوم دینی میں آپکی تصانیف بکثرت ہیں۔ اسی سے آپ کی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ علم فقہ میں اس قدر کمال تھا کہ لوگ
② آپ کو نعمان ثانی کہتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ملک ہندوستان میں جس کسی کو جامع علوم اور تمامی قابلیت سے آراستہ دیکھا وہ شیخ صفی الدین تھے۔ آپکی ارادت کا سبب یہ ہوا کہ حضرت شیخ صفی الدین نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مرد نورانی مقدس صورت والے ظاہر ہوئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا اور کمال تعظیم سے لا کر بٹھلایا۔ اس وقت حضرت شیخ صفی الدین کے ہاتھ میں ایک کتاب اصول فقہ کی تھی۔ ان بزرگ نے فرمایا میں جانتا ہوں تم نے بہت اوراق سیاہ کئے ہیں۔ اب وہ وقت آیا کہ سیاہ کو سفید کرو اور انوار جاوید سے صفحۂ دل کو روشن کرو۔ یہ بات آپ کے دل میں موثر ہوئی اور آپ پر کیفیت پیدا ہوئی۔ عرض کیا کہ میں آپ کا مرید ہوتا ہوں۔
③ تعلیم سلوک فرمائی، فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی اپنے بندے کو اپنے قرب کا مرتبہ نصیب کرے تو حضرت خضر کو حکم فرماتا ہے کہ اس شخص کو کسی میرے خاص ولی سے ملنے کی ہدایت کرو۔ اب میں آپ کو بشارت دیتا ہوں اس مرد کی کہ ان کے انوار ولایت سے جہاں روشن ہے۔

مثنوی

جہان معرفت را بادشاہ است زنورش پر زماہے تا بماہ است
ضلیلان جہاں را دستگیر است دلش روشن ز دانش دلپذیر است

اس سعادت کا وقت ظہور قریب پہونچا۔ اسی زمانہ میں آپ کے قصبہ میں ان بزرگ کا قدم مبارک آئے گا جن کے آپ مرید ہوں گے۔ خبردار خبردار ان کی ملاقات کو غنیمت جاننا اور ان کے فرمان سے درگذر نہ کرنا۔

قطعہ

بصنف اولیاء ذاتش مزید است بہ صاحب وحدت آں روئے وحید است
چو دار درج گنج او سینہ بسینہ در گنجینہ را سیّد کلید است

① چند روز کے بعد حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کا قدم مبارک قصبہ ردولی میں آیا جامع مسجد میں ٹھہرے۔ حضرت شیخ صفی الدین بموجب بشارتِ خواب حضرت کی خدمت میں فی الفور حاضر ہوئے۔ جیسے حضرت کی نظر آپ پر پڑی فرمایا برادرم صفی الدین صفا لائے ہو" آؤ۔ جب حاضر ہوئے بہ ادب تمام بیٹھ گئے۔ حضرت نے فرمایا سچ ہے کہ حق تعالیٰ جب کسی بندہ کو چاہتا ہے کہ اپنے مرتبۂ قرب سے سرفراز کرے اور اپنے کسی دوست سے ملا دے تو حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام کو فرمان ہوتا ہے کہ اس طالبِ صادق کی ہدایت کریں۔ اس بات کے سننے سے حضرت شیخ صفی الدین کا اعتقاد خلوص کے ساتھ آپ کی نسبت بڑھ گیا۔ اسی وقت مرید ہوئے۔ حضرت محبوب یزدانی نے خادم سے فرمایا کہ تھوڑی مصری لاؤ جس سے بھائی صفی کو شربت دردِ سلوک بخشوں۔ خادم نے ہرچند
② تلاش کیا مصری نہ ملی۔ عرض کرنے لگا کہ مصری نہیں ہے۔ حضرت محبوب یزدانی خود اٹھے اور تلاش کر کے مصری کی ایک ڈلی لائے اور اپنے ہاتھ سے مخدوم صفی الدین کے منھ میں ڈالدی اور دعا کی کہ حصول نور الانوار مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ سے میں نے خواہش کی ہے اور دعا کی ہے کہ تمہاری اولاد اور احفاد سے علم نہ جائے۔ آپ کی خاطر سے چالیس روز حضرت ٹھہرے اور بعد تکمیلِ راہِ سلوک حضرت شیخ صفی الدین کو خرقۂ خلافت اور مثالِ اجازت عطا فرمایا۔

حضرت شیخ صفی الدین نے ایک قصیدہ حضرت محبوب یزدانی کے مناقب میں لکھا تھا اس کو حضرت مولانا ابو المظفر لکھنوی قدس سرہ نے جب دیکھا اصلاح دینی چاہی۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ اشعار درویشانہ اور جوشانہ ہیں ان میں اصلاح کی حاجت نہیں
③ ہے۔ آپ کا مقبرہ مزار مبارک بیرون قصبہ ردولی سمت شمال باغ میں واقع ہے۔ ایک قصیدہ حضرت شیخ صفی الدین سیفی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد رحلت حضرت محبوب یزدانی کے

سوادِ روضہ کی تعریف میں تحریر فرمایا تھا جس کے چند اشعار فقیر کو جو یاد آگئے درج کرتا ہے۔

اشعار

اے معلیٰ بنائے قدس حرم　　عرش از کرسئ تو مشتے کم
گنبدت راچہ نسبت است بہ چرخ　　متزلزل کجا و مستحکم
مشعل دودۂ شبستانت　　سرمۂ دیدۂ جن و آدم
وحدت آباد و کثرت آباد　　دیدنی داشت روز و شب باہم
ایمن از آفتم بدار اماں　　چوں زصیادِ آہوان حرم
ایں قدر بس ترا کہ آسودہ است　　درحریم تو اشرف عالم
فیض و آب و ہوائے روح آباد　　دم جان بخش عیسیٰ مریم
خاک پر نور مرقدش گوید　　مغرب آفتاب سمنانم
اے کہ نقادِ دارِ ضربِ کمال　　اشرفی ساز قلب سیفی ہم

(۱) حضرت محبوب یزدانی کو حضرت شیخ صفی اپنی حویلی کے اندر لے گئے۔ آپ کے بیٹے حضرت مخدوم محمد اسماعیل چالیس روز کے تھے۔ حضرت کے قدم مبارک پر لاکر انکو ڈال دیا۔ فرمایا کہ یہ بھی میرا مرید ہے۔ حضرت نے اپنی ارادت میں قبول فرمالیا۔ حضرت اس کے بعد ردولی تشریف نہیں لے گئے۔

(۲) حضرت مخدوم اسماعیل قدس سرہٗ جب پانچ چھ برس کی عمر کو پہونچے اس زمانہ میں حضرت قطب الابدال شیخ العالم شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری قدس سرہ سیر و سفر کرکے ردولی میں آکر مقیم ہوئے تھے۔ لڑکپن میں حضرت مخدوم اسماعیل قدس سرہ کی پشت پر دستِ کرم پھیرتے اور فرماتے کہ تیری پشت میں میرا ایک فرزند ہے۔ جب حضرت مخدوم اسماعیل قدس سرہ سن شعور کو پہونچے اور اپنے باپ سے تعلیم اور تربیت اور خلافت و اجازتِ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ حاصل کی اور اپنے بڑے صاحبزادے کو بعد تکمیلِ علم، تعلیم سلوک اور تربیت باطنی سے مشرف کرکے اپنا خلیفہ بنایا۔ مگر آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ عبدالقدوس قدس سرہ نے جب اپنے والد سے طلب ارادت کی تو انھوں نے جواب دیا کہ تم شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کے سلسلہ میں فیضیاب ہوگے۔

میرے لڑکپن میں حضرت شیخ العالم اپنا دست کرم میری پشت پر پھیرتے اور فرماتے تھے کہ تمہاری پشت میں ایک ہمارا فرزند ہے مگر بزمانۂ شعور حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ حضرت شیخ العالم اور آپ کے صاحبزادہ شیخ عارف رحلت کرچکے تھے تو حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ نے حضرت شیخ محمد بن عارف بن شیخ احمد عبدالحق کے ہاتھ پر شرف بیعت حاصل کی۔ آپ کے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ جب حضرت شیخ العالم نے مجھ کو اپنا فرزند فرمایا تو درمیان میں دو واسطے کیوں ہوئے۔ چنانچہ ایک دن حضرت عبدالقدوس قدس سرہ
(۱) مزار حضرت شیخ العالم پر حاضر تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مزار مبارک شق ہوا اور مزار سے آپ باہر تشریف لاکر حضرت شیخ عبدالقدوس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت میں قبول فرمایا۔

حضرت محبوب یزدانی، جس زمانہ میں حضرت شیخ اسماعیل قدس سرہ جو والد حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہ کے ہیں۔ جبکہ وہ چالیس دن کے تھے۔ ردولی میں تشریف لے گئے اس کے بعد پھر حضرت کو ردولی جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ردولی سے لوٹ کر حضرت محبوب یزدانی نے آستانہ روح آباد معروف درگاہ کچھوچھہ میں مستقل طور سے استقامت اختیار فرمائی۔
(۲) چالیس برس تک آستانہ روح آباد میں مقیم رہے ۸۰۸ھ میں رحلت فرمائی۔

معلوم ہوا کہ حضرت شیخ العالم قدس سرہ نے مخدوم شاہ اسماعیل کی صغرسنی میں بعدِ ترکِ سفر، ردولی میں اعتکاف فرمایا۔ اور حضرت محبوب یزدانی کے انتقال کے بعد پچیس برس تک آپ ردولی میں زندہ رہے۔ بہرحال نہ تو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی
(۳) قدس سرہ نے اپنی تصانیف میں حضرت محبوب یزدانی اور حضرت شیخ العالم کی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ اور نہ کسی کتاب سے ثابت ہوا ہے۔ عوام الناس میں جوان دونوں بزرگوں کے ملنے کا قصہ مشہور ہے۔ محض غلط معلوم ہوتا ہے۔ جامع رسالہ ہذا فقیر اشرفی کو بار بار یہ خیال ہوتا تھا کہ عوام الناس کی روایت کی کچھ اصل بھی ہے؟ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ العالم کے مزار کی جدید مرمت ہورہی ہے اور نئے پتھر لگائے جاتے ہیں اور آپ مزار شریف سے نکلے ہوئے ملاحظہ فرمارہے ہیں اور آپ جس طرف خرام فرماتے ہیں آپ کے پیچھے پیچھے برادرم شاہ التفات احمد مرحوم و مغفور چلتے ہیں۔

آپ کا قد میانہ ہے، رنگ سانولا، جسم مبارک دبلا، ریش مبارک کے بال بہت گھنے نہیں تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ العالم احاطۂ مقبرہ کے باہر زیر درخت املی چبوترہ پر پیر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ میں نے جاکر باادب تمام سلام کیا اور عرض کیا کہ میرے جد سلطان سید اشرف جہانگیر محبوب یزدانی سے آپ کو ملاقات کی نوبت آئی ہے۔ حضرت نے ان لفظوں سے فرمایا کہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی میر سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی سے اس فقیر کو نوبت ملاقات کی نہیں آئی ہے اور مجھ غریب اور مسکین کے حق میں کچھ ایسے کلمات دعائیہ فرمائے کہ جس کا اثر روز افزوں دیکھتا ہوں۔ اس وقت سے برادرم شاہ التفات احمد مرحوم سے مجھ کو کمال محبت پیدا ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ شیخ کی عنایت کی نظر ان پر خاص طور سے ہے اور ان کو میرے ساتھ رابطۂ اخلاص برادرانہ تا حیات قائم رہا۔ اسی زمانہ سے میرے دل سے یہ خطرہ نکل گیا کہ درحقیقت ان حضرات میں ملاقات کی نوبت نہیں آئی۔ اگر حضرت شیخ العالم صاحبِ ولایت ردولی شریف حضرت محبوب یزدانی کی آمد میں وہاں موجود ہوتے تو آپ کو اس بات کی حاجت نہ تھی کہ مولانا صفی الدین ردولوی اور شیخ سماء الدین ردولوی کو وہاں کی خلافت عطا فرماتے۔

آپ کی ذریت میں محلہ خان کے پورہ میں اکثر لوگ آباد ہیں۔ جب یہ فقیر وہاں حاضر ہوا تھا جناب شاہ کرم رحمان آستانہ صفوی اشرفی کے سجادہ نشین تھے۔ چنانچہ ایک سال فقیر بزمانہ عرس اپنے ہاتھوں سے ان کو خرقہ پہنایا تھا۔ اب سنتے ہیں کہ آپ کے صاحبزادہ حضرت والا درجت جناب فرید میاں صاحب کی توجہ بجانب عرس جد اعلیٰ کسی قدر کمی پر ہے۔ اگر صاحبزادہ کو سلسلۂ عالیہ اشرفیہ میں بیعت ہوتی تو ضرور طریقۂ آبائی ملحوظ رکھتے۔ چونکہ آپ نے دوسرے خاندان کے کسی بزرگ سے ارادت حاصل کی ہے اس وجہ سے اگر آبائے سلسلہ کی طرف کم توجہی کریں تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ خدا اس خاندان میں برکات خاندانی سلسلہ محبوب یزدانی جاری رکھے۔ اکثر اس خاندان کے لوگوں نے اب تک سلسلۂ اشرفیہ کے تعلق کو نہیں چھوڑا ہے۔

① ذکر حضرت شیخ سماء الدین ردولوی

حضرت شیخ سماء الدین ردولوی جو علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ تھے
② حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء جلیل الشان سے تھے۔ آپ کو پابندی سنت اور اتباع شریعت کا حد سے زیادہ خیال رہتا تھا۔

اول مرتبہ جب حضرت محبوب یزدانی اس راستہ سے گذرے حضرت شیخ سماء الدین ہمراہ حضرت کے ہو گئے۔ اور مقام روح آباد میں حاضر ہو کر چار سال کامل ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے۔ اور انوار سبعہ کے طے کرنے میں کچھ وقفہ ہوا۔ سخت ریاضت جہر کر کے منزل مقصود تک پہونچے۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ہمارے مریدوں میں دو شخصوں کو طے کرانے انوار سبعہ میں دقت پیش ہوئی تھی مگر بفضل خدا دونوں کی تکمیل پوری ہو گئی۔ ایک شیخ سماء الدین۔ دوسرے شیخ ابوالمکارم۔ جب ان دونوں حضرات کے منازلِ سلوک طے ہو گئے۔ شرفِ خلافت سے بعطائے خرقہ و مثال مشرف فرمایا۔ اور قصبہ ردولی میں دار الخلافت مقرر ہوا۔

③ نقل ہے کہ شیخ سماء الدین ردولوی کو ایک درویشِ قصبہ سے کچھ نزاع
" ہو گئی اور مقام قیام کے لئے کچھ مخالفت ہو گئی آپ نے حضرت محبوب یزدانی
" کی خدمت عالی میں عرض داشت بھیجی۔ جب حضرت مضمون عرض داشت سے مطلع ہوئے
" فرمایا کہ حق تعالیٰ سے میں نے خواہش کی ہے کہ جو کوئی کمینہ غلامانِ اشرفی سے مخالفت
" کرے گا خراب ہوگا۔ اور یہ مضمون ان کی عرضی کی پشت پر لکھ کر ان کے پاس
" روانہ کیا۔ چند روز نہیں گذرے تھے کہ حضرت مسند عالی نے اس فقیر کی پوری تنبیہ
" کر دی۔ آپ کا مزار انوار اندرون قصبہ ایک قبر خام موجود ہے۔

(۱) ذکر ملّا کریم

لطائف اشرفی میں ہے کہ حضرت ملا کریم جو ردولی سے سمت جنوب ایک دو کوس پر قیام فرماتے تھے۔ بہت بڑے مردِ کامل اور عالم دانشمند تھے۔

(۲) بحالت قیام ردولی حضرت محبوب یزدانی جب حضرت شیخ صفی الدین کے مہمان تھے ان کی تعریف سنی کہ ملّا کریم مرد عالم اور درویش کامل ہیں۔ اور یہاں سے ان کے قیام کا مقام قریب ہے۔ حضرت نے ارادہ کیا کہ میں ان کی ملاقات کو جاؤں۔ جب ان کو حضرت کے ارادۂ تشریف فرمائی کی خبر پہونچی۔ ہندی زبان

(۳) میں انھوں نے فرمایا کہ "ہے ہے سید پاک ہمرے گھر آویں چھیری کے منہ کھونڑا سمائے" میں خود ان کی ملاقات کو کل حاضر ہوں گا۔ جب حاضر ہوئے تو کہنے لگے کہ شاہباز مثل سید اشرف جہانگیر کے ہونا چاہئے۔ کہ کونین جس کے دونوں بازو کے قبضہ میں

(۴) ہے۔ حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ ہندوستان میں مولانا کریم ایک مردِ دانشمند دیکھے گئے۔ یہ بڑے درجہ والے بزرگ تھے۔

جناب شاہ محمد یحیٰ سابق تحصیلدار مرحوم جو اولادِ مخدوم شیخ صفی الدین ردولی سے تھے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا سے نقل فرماتے تھے کہ حضرت ملا کریم اس پایہ کے بزرگ تھے کہ بڑے بڑے بزرگان صاحب طریقت آپ کی زیارت

(۵) کو جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی اور شیخ صفی الدین ردولوی اور شیخ سماء الدین ٹکرّ ردولوی ملّا کریم کی ملاقات کو گئے۔ آپ نے اندر سے بزبان ہندی آواز دی "کواہا" یعنی کون ہے حضرت شیخ العالم شیخ عبدالحق ردولوی قدس سرہ نے بکمال عاجزی فرمایا کہ "احمد موچی" ہے۔ فرمایا کہ "تیری دوکان بڑی ترقی کے ساتھ جاری ہوگی"۔ اس کے بعد پوچھا اور "کواہا" حضرت مخدوم شیخ صفی الدین نے کمالِ عاجزی سے جواب دیا کہ "صفی جولاہا" ملا کریم نے فرمایا کہ "تیرا تانا دور تک پھیلے گا"، اس کے بعد پھر پوچھا اور "کواہا" شیخ سماء الدین نے

جواب دیا کہ شیخ "سماء الدین ٹکر ردولوی" اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ "ات بڑ نام کے لئے" یعنی اتنا بڑا نام کون لے گا۔ چنانچہ حضرت شیخ العالم شیخ عبدالحق ردولوی کی دوکان فقر کی اتنی ترقی پذیر ہوئی کہ مشرق سے مغرب تک سلسلہ پہونچا۔ اور حضرت شیخ صفی الدین کے اولاد کی اس قدر کثرت ہوئی کہ ردولی اور دریاآباد اور گنگوہ شریف اور مختلف قریات میں آپ کی اولاد ہے۔ اور

(۱) شیخ سماء الدین ٹکر کا مزار قصبہ ردولی میں محض خام ایک شخص کے دروازہ کے سامنے واقع ہے۔ نہ ان کا عرس ہوتا ہے نہ چراغاں نہ مجمع قوّالان۔ خاص خاص لوگ جو واقف ہوتے ہیں جاکر مزار پر فاتحہ پڑھ لیتے ہیں۔

خاندان صفوی سے ایک صاحب زادہ نقل کرتے تھے کہ میں محلہ حسان کے پورہ سے دوپہر کے وقت حضرت شیخ العالم کی خانقاہ میں جا رہا تھا۔ راستہ میں دل چاہا کہ آپ کے مزار پر فاتحہ پڑھتا چلوں دیکھا کہ ایک گلاب کا پھول تر و تازہ مزار پر رکھا ہے۔ بعد فاتحہ پڑھنے کے جی چاہا کہ اس پھول کو لے چلوں۔ قبر سے

(۲) اٹھاکر دو چار قدم چلا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی "کون ہمارا پھول لے جاتا ہے"، خوف زدہ ہوکر وہیں مزار پر پھول رکھ کر چلا آیا۔

(۱) ذکر حضرت شیخ خیرالدّین سدہوری

حضرت شیخ خیرالدین سدہوری جو بہت بڑے فاضل اور عالم جامع فروع و اصول اور علم میں قابلیت کامل رکھتے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت محبوب یزدانی خطۂ اودھ میں تشریف رکھتے تھے۔ مولانا خیرالدین سدہوری وہیں حاضر ہوکر شرف ملازمت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا یہ سبب ہوا کہ چند مسئلہ علم اصول اور فقہ کے آپ پر ایسے مشکل ہوئے کہ کسی جگہ ان کا حل نہ ہوسکا۔ بڑے بڑے علماء کے پاس حل مسائل کے لئے گئے مگر کسی سے آپ کی تسکین نہ ہوئی۔ خاص کر مولانا علاّم الدین جائسی کے پاس جاکر مسائل بالا میں چند روز گفتگو رہی

مگر قول فیصل نہ ہوا۔ مولانا خیر الدین کو مسائل علوم اس قدر مستحضر تھے کہ کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ خانقاہ حضرت شیخ شمس الدین اودھی میں حضرت محبوب یزدانی مقیم تھے۔ وہیں پر مولانا خیر الدین نے حاضر ہو کر شرفِ ملازمت حاصل کیا۔ بغیر ان کے

(١) بیان کئے ہوئے حضرت محبوب یزدانی نے جو مسائل مشکلہ ان کے ذہن میں تھے حل کر دیئے۔ جب حضرت مولانا خیر الدین کی تسکین خاطر ہوئی ان کا اعتقاد حضرت کیطرف حد سے زیادہ ہوا۔ دوسرے دن شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضور کی خدمت میں چار سال حاضر رہے۔ اور طریق ریاضت اور مجاہدہ میں کوشش بلیغ کے ساتھ سرگرم رہے۔ جب قابلیت باطنی پیدا ہوئی حضرت محبوب یزدانی نے بعطائے

(٢) خرقہ وخلافت نامہ شرف اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔ جس دن حضرت شیخ خیر الدین کو خلافت ملی۔ اس روز بارہ آدمی شرفائے خطۂ اودھ سے بشرفِ ارادت مشرف ہوتے۔ ان میں سے ایک شیخ سدّھا کے اعتقاد لانے کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن حضرت شیخ خیر الدین وضو کر رہے تھے۔ وضو کے درمیان آپ پر ایک حالتِ کیفیت پیدا ہوئی۔ اسی حالت میں بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ خادم پانی ڈالتا جاتا تھا آپ کا وضو تمام نہیں ہوتا تھا۔ ایک شخص نے بنظر اعتراض کہا کہ وضو کرنے میں حد سے زیادہ پانی صرف کرتے ہیں۔ جب یہ خبر حضرت محبوب یزدانی کے گوش مبارک تک پہونچی فرمایا کہ جو حالت فرزند خیر الدین رکھتے ہیں اگر دونوں جہان کے دریا کا پانی اپنے وضو میں صرف کریں تو یہ اسراف نہ ہوگا۔

چو صوفی را بگیرد حالتِ عشق اگر ریزد جہاں اسراف نبود

(١) ذکر حضرت مولانا قاضی محمدؒ سدھوری

(٢) حضرت مولانا قاضی محمد سدھوری بہت بڑے زبردست عالم اور فاضل تھے۔ مخصوص علم اصول میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاءِ خصوصیت مآب سے تھے:

آپ کی بیعت کا سبب یہ ہوا کہ حضرت محبوب یزدانی نے مریدان کو براہ کو مستفیض فرماتے ہوتے قصبہ سدھور میں نزول فرمایا۔ تمام چھوٹے بڑے سکنائے قصبہ حضرت مخدوم خیر الدین کے ہمراہ حضرت کے استقبال کو نکلے۔ قاضی محمد بھی اس جماعت میں تھے۔

(١) حضرت محبوب یزدانی نے بعد ملاقات کے استفسار فرمایا کہ جناب قاضی صاحب کو اس گروہ کا علم کس خانوادہ سے حاصل ہوا قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضور سے، فرمایا کہ

(٢) خوشتر و بہتر، تقریباً حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ بندہ کو جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی خصوصیت کی شرف سے مخصوص کرے تو اس بندے کو توفیق دیتا ہے کہ کسی صاحبِ دولت کے قدم پر سر رکھے اور یہ اشعار حضرت نے پڑھے۔

اشعار

کسے کو راسعادت پیش آید دریغ از وے نباشد ہیچ نعمت
اگر توفیق باشد ہم عنانش ببوسد او رکاب اہل حشمت
اگر مقصود باشد بر سر او ہما از غیب آرد ظل دولت

حضرت محبوب یزدانی کی پالکی کو ایک طرف قاضی محمد اور دوسری طرف شیخ خیر الدین اپنے کاندھے پر اٹھا کر اپنے مکان پر لے گئے۔ خدمت اور ضیافت حد سے زیادہ کی، یہاں تک کہ حضرت کے تمام اصحاب خوش ہوتے۔ دوسرے دن صبح کو

(٣) حضرت محبوب یزدانی نے قاضی محمدؒ کو طلب فرما کر شرف بیعت سے مشرف کیا۔ اور اسرار راہ سلوک ابتداء سے انتہا تک تعلیم فرمانے میں دریغ نہیں کیا۔ قاضی صاحب حضرت کے ہمراہ ہو گئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی قصبہ جائس کی طرف تشریف لیجانے لگے تو قاضی محمد کو تعلیم کے لئے حضرت شیخ خیر الدین کے سپرد کیا قاضی صاحب آپ کی پالکی کے ساتھ پیادہ پا جائس تک پہونچانے آئے۔ وہاں حضرت کے ہمراہ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے۔ بعد طے ہونے انوار سبعہ کے بعطائے خرقہ وخلافت نامہ شرفِ خلافت سے مشرف فرمایا۔

① ذکر حضرت مولانا قاضی ابو محمد عرف معین مٹھن سدہوری

② حضرت مولانا قاضی ابو محمد عرف معین مٹھن سدہوری بھی حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے کبریٰ سے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی جائس کو تشریف لیجانے لگے۔ قاضی صاحب نے اپنے چھوٹے بڑے لڑکوں کو حاضرِ خدمت کر کے شرف بیعت سے مشرف کرایا۔

① ذکر حضرت مولانا ابو المظفر محمد لکھنوی

② حضرت مولانا ابو المظفر محمد لکھنوی مشاہیر علمائے زمانہ سے تھے اور فصاحت وبلاغت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی نظر عنایت بمقابلہ دوسروں کے آپ پر زیادہ تھی۔ چند روز آپ کی خاطر سے حضرت محبوب یزدانی جامع مسجد لکھنؤ
③ میں ٹھہرے۔ مولانا نے ایک قصیدہ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں لکھ کر پیش کیا۔ اور پڑھ کر سنایا۔ آپ کو نہایت پسند آیا فرمایا کہ زمانہ میں سخن گوئی تم پر ختم ہوگئی۔ مولانا نے نہایت تعظیم سے سر جھکا دیا۔ حضرت مولانا خیر الدین سدہوری بھی ہمراہ تھے۔ آپ نے بھی کچھ اشعار حضرت کے مناقب میں لکھے مولانا قاضی ابو المظفر لکھنوی نے اس پر اصلاح دی۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس پر اصلاح کی حاجت نہیں۔ کیوں کہ یہ اشعار درویشانہ اور جوشانہ ہیں۔

حضرت کی عنایت قاضی ابو المظفر پر اس قدر تھی کہ دوسروں پر اتنی نہ ہوگی۔ اور یہ بات محض تائید الٰہی پر منحصر ہوتی ہے جس پر پیر مہربان ہو جائے۔

قطعہ

ز التفات عزیزاں کسے برد بہرہ — کہ ہم چوں یوسف زبخت بہرہ مند بود
صفائے صدق نیاز اے عزیز حاصل کن — کہ التفاتِ عزیزانت سود مند بود

① ذکر حضرت علام الہدیٰ مولانا علام الدین جائسی

حضرت علام الہدیٰ مولانا علام الدین جائسی تو بہت بڑے علامۂ زمانہ، ہر علوم میں یگانہ، خلفائے نامدار حضرت محبوب یزدانی سے تھے۔

اس دولت کے پانے کا سبب یہ تھا کہ جس زمانہ میں حضرت محبوب یزدانی اوّل مرتبہ مع خدم وحشم شاہانہ قصبۂ جائس میں اترے رات بھر غوغاءِ ذکرِ طالبان اور شور وشغب ذاکران، اہل قصبہ کے کانوں میں پہونچا۔ ایک رات مولانا علام الدین جائسی اپنے گھر میں بیٹھے تھے شور وغوغائے ذکر سن کے کہنے لگے کہ کہاں سے یہ غوغائی فقیر آئے ہیں مولانا کو
② سات مسئلے ایسے مشکل در پیش تھے کہ علماءِ جوار سے حل نہیں ہوسکے مولانا چاہتے تھے کہ ملک بنگالہ کا سفر کریں اور وہاں کے علماء سے حلّ مسائل کریں۔ رات کو قاضی صاحب بزرگان قصبۂ جائس کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے گئے کہ صبح کو رخصت ہونگے۔ ادھر سے حضرت محبوب یزدانی بھی مع قلندران ہمراہی زیارتِ مزارات کو نکلے۔ مقبرۂ منورۂ حضرت
③ شیخ بدر الدین پر دونوں کا پہونچنا ہوا۔ مولانا نے حضرت کے ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ دریافت کرنیکی احتیاج نہیں۔ ہم لوگ غوغائی آدمی ہیں۔ اس بات سے مولانا بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت کے قدم پر سر رکھدیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ تو ایک چھوٹی سی بات تھی ہم لوگ بڑے بڑے بار اٹھانے والے ہیں۔ اس کے بعد دونوں بزرگوار ساتھ ساتھ بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرتے
④ رہے۔ حضرت محبوب یزدانی نے بات کرتے کرتے بکمال فصاحت وبلاغت ان ساتوں مسئلوں کو اپنی تقریرِ دل پذیر سے حل کر دیا، مولانا کے دل میں حضرت کی طرف سے کمالِ اعتقاد پیدا ہوا۔ پھر حضرت کی خدمت میں اس قدر عذر ومعذرت کیا کہ آپ کی خاطرِ نازک سے شکوہ جاتا رہا۔

⑤ صبح کو مولانا ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ خدمتِ عالی میں حاضر ہوکر شرفِ بیعت وارادت سے مشرف ہوئے اور اپنے لڑکوں کو بھی حضرت کا مرید کرایا۔ اور بعد ریاضت و

مجاہدہ حضرت محبوب یزدانی نے بعطائے خرقہ وخلافت نامہ ماذون ومجاز کیا۔ مولانا نے شرفائے اہلِ قصبہ کو ہدایت کرکے حضرت کے سلسلۂ ارادت میں داخل کیا اور ایک مجمع میں باآواز بلند اظہار کیا کہ عرصہ تین سال کا ہوتا ہے کہ ہم مع اکابر قصبۂ جائس حضرت شیخ سلیمان ردولوی کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ آیندہ آپ صاحب میرے پاس آنے کی تکلیف نہ کریں۔ کیوں کہ یہ ولایت ایک سیّد کے سپرد ہوئی ہے کہ سیّاحِ زمینِ ولایت ہے انھیں دنوں میں وہ اپنے قدم مبارک سے اس دیار وجوار کو رونق بخشیں گے۔ بعد اُس کے اِس جوار کے لوگ نصیب بیعت وارادت انھیں سے حاصل کریں (۳) گے۔ تمہارا خطہ اُن کے سپرد ہوا ہے۔ تمہارے حال کے محافظ وہی ہوں گے۔ آپ لوگ دل میں کچھ ملال نہ کیجیئے گا۔ کہ چند باتوں میں وہ مجھ سے زیادہ ہیں۔ ایک تو سیّد آلِ رسول، دوسرے حافظ سبعہ قرأت کے۔ حضرت شیخ سلیمان کا فرمانا ظاہر ہوا جو حضرت محبوب یزدانی یہاں تشریف لائے جو اس جوار کی سرفرازی اور دولت مندی کا موجب ہوا۔ ایک عرصہ تک حضرت محبوب یزدانی نے قصبہ جائس میں قیام فرمایا۔

(۱) ذکر حضرت شیخ کمال جائسی

وقتِ رخصت شیخ کمال جائسی کو اپنی خانقاہِ عالم پناہ میں اپنا قائم مقام کیا اور مریدانِ قصبہ وجوار کی تعلیم وتربیت حضرت شیخ کمال جائسی کو سپرد کی۔ وہ جامعِ ریاضت و مجاہدہ تھے۔ کئی برس تک حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ سفر وحضر میں رہے اور بہت کچھ مجاہدے کئے۔ جب انوارِ سبعہ طے ہوئے شرفِ خلافت سے مشرف فرمایا اور خلافت نامہ اور خرقہ حضرت نے عطا فرمایا۔

(۲) جب حضرت محبوب یزدانی سوئے روح آباد روانہ ہوئے حضرت شیخ کمال کو اپنی خانقاہ میں جو زمین قصبۂ جائس میں خرید کر تیار کرائی تھی اپنا نائب کرکے بٹھلایا۔ چند مدت آپ نے اس خانقاہ میں بسر کی۔ ایک دن آپ کے یہاں کچھ دعوت کا سامان تھا۔ اسمیں دیگچۂ وغیرہ ظروف کی ضرورت پکانے کے لئے تھی۔ اور اس کا انتظام قصبہ والوں کے سپرد تھا

(۱) بروز دعوت نہ کوئی دیگچہ لایا نہ پکوانے کا انتظام کیا۔ حضرت شیخ کمال کو غصہ آگیا فرمانے لگے ان کے گھروں میں آگ لگے جنھوں نے وعدہ وفا نہ کیا۔ یہ بات زبان سے نکلنی تھی کہ قصبہ میں آگ لگ گئی۔ اور تمام قصبہ جل گیا۔ اور چار ہزار آدمی جل گئے۔ شیخ کمال کو جب یہ باعثِ شرمندگی کا ہوا راہِ روح آباد میں سر رکھا۔ اور پرواز کرکے پلک ہلانے میں (۲) حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں پہونچے۔ جب آپ کی نظر شیخ کمال پر پڑی جلال میں آکر فرمایا کہ اے خاکسار مرے فرزندوں کو تونے آگ میں جلا دیا۔ اور انکا خانماں برباد کر دیا۔ غرض کہ شیخ کمال کو حضرت کی قدم بوسی میسّر نہ ہوئی۔ پشت خانقاہ وحدت آباد پر پڑے رہے۔ بعد مدتِ دراز کے حضرت نور العین کی سفارش کرائی۔ ایک مٹی کے طشت میں آگ بھر کر سر پر اٹھائے ہوئے حضرت محبوب یزدانی کے سامنے آئے۔ فرمایا (۳) جب تو درویشوں کے طریقہ سے گناہ معاف کرانے آیا ہے تیرا ایمان سلامت جائے گا تو اور تیری اولاد ہمیشہ سرگرداں و پریشان رہیں گے۔

(۱) ذکر حضرت سید عبدالوہابؒ

حضرت سید السّادات عالی جناب سید عبدالوہاب، حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء خصوصیت مآب سے تھے۔ حضرت کی خدمت اس قدر کی کہ دوسرے سے ممکن نہیں۔

ایک دن کسی خاص ضرورت سے شیخ عبدالکریم دہلوی کے پاس بھیجے گئے۔ راہ خطرناک تھی مگر اپنی نظر میں کچھ نہ لائے۔ اور روانہ ہوگئے۔ جب جواب لے کر آئے تو (۲) چلتے چلتے آپ کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی نے اپنی نعلین مبارک ان کو عطا کی۔ سید نے نعلین مبارک کو اپنے سر پر رکھ کر عمامہ میں باندھ لیا، چالیس دن تک سر پر باندھے ہوتے پھرتے رہے۔ حق تعالیٰ نے اس مدت میں ان کے گھر میں رفاہیت اور آسودگی بہت پیدا کی۔

① ذکر حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ

حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ بے حد زہد و تقویٰ سے آراستہ تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء با اخلاص سے تھے۔ اور حضور کی نظر عنایت آپ پر بے انتہا تھی۔ اور آپ پر اسرار معرفتِ الٰہی اس قدر مکشوف تھے کہ بکمال تقویٰ کبھی بے نمازی کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ مقام اجودھیا میں جب ابراہیم مجذوب
② کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بظاہر نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ان کی خدمت میں جاکر اس بات کا خیال ہوا کہ مجھ کو کچھ تبرکات عنایت کریں۔ کہیں سے آپ کے لئے کھانا آیا تھا آپ اس کو کھانے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ آ اشرف جہانگیر میرے ساتھ کھا۔ حضرت محبوب یزدانی بہ آرزوئے تمام کھانا کھانے لگے جب تھوڑا کھانا باقی رہا شیخ ابراہیم مجذوب نے فرمایا کہ اپنے خادم کو بلاؤ اور کھلاؤ۔ جب ان کو بلایا تو انھوں نے کہا کہ بے نمازی کا
③ جوٹھا نہ کھاؤں گا۔ شیخ ابراہیم مجذوب کو اس بات کے سننے سے جلال آگیا۔ اپنا تکیہ اٹھا کر چاہتے تھے کہ شاہ راجہ کے سر پر ماروں حضرت محبوب یزدانی درمیان میں آگئے اور بہت کچھ عذر کیا انھوں نے فرمایا کہ میرے قہر کا ہاتھ اٹھ چکا اس کی ضرب کہیں پڑنا چاہئے ایک پختہ مکان کئی منزل کا اونچا اسی مقام پر تھا آپ نے اس پر تکیہ جو مارا سارا مکان گر پڑا جب وہاں سے رخصت ہوتے حضرت محبوب یزدانی نے شاہ راجہ سے فرمایا یہ کیا تم نے بے عقلی کی بات کی جوان کے ساتھ نہ کھایا اور ان کو بے نمازی کہا۔ شاہ راجہ نے ہندی زبان میں یوں کہا" یہ پرکھ آپن الیسوں کہاں اپنے وسیوں کہنا "۔ یہ سن کر محبوب یزدانی ہنس پڑے اور فرمایا کہ مرید طالب صادق کو اسی درجہ کا اعتقاد رکھنا چاہئے۔

قطعہ

بجائے خود سخن چوں مستقیم است   ولے شرمندہ را تمیز باید
کہ در وے واحد در ہر مکان است   بہ نسبت ہر کسے یک چیز باید

حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے سادات نقوی ہیں۔

① آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ابنہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید جعفر ثانی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید باقر رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید جعفر رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید احمد اصفہانی رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید تاج الملک رضی اللہ عنہ ابنہ حضرت سید رضا عرف شاہ راجہ۔ حضرت سید رضا
② مجرد رہے۔ تاریخ وفات سنہ ۸۶۰ھ ہے۔
آپ کے بعد آپ کا سلسلہ سید مخدوم الملک ابن نظام الدین ابن سید احمد الدین ابن سید احمد اصفہانی سے جاری ہوا جن کو آپ نے اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا اور جو آپ کے
③ برادر زادہ تھے۔ آپ کی اولاد میں اس وقت مقام درگاہ شاہ راجہ جو قریب ماہل ضلع اعظم گڈھ ہے سید محمد علی اور سید احمد علی اور سید فرزند علی اور سید باقر حسین اور سید بدر علی اور سید ارتضیٰ حسین اور سید حافظ علی اور سید انور علی اور سید سرور علی اور سید ضامن علی شاہ مجذوب صاحب کیفیتِ عالیہ موجود ہیں۔ علاوہ ان کے ریاستِ پٹیالہ میں حضرت کی اولاد بڑے بڑے منصب اور بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہیں۔

④ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا جب حضرت شاہ راجہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں حاضر ہوا وہاں ایک کرامتِ عجیبہ دیکھی کہ تمام میلہ میں ایک مکھی بھی نظر نہیں آتی۔ باوجود اس کے کہ وہاں کئی سو گائے قصاب ذبح کر کے گوشت فروخت کرتے ہیں۔ جو لوگ وہاں آتے ہیں خرید کر گوشت پکاتے ہیں اور دس بیس بیس سیر گوشت خرید کر اپنے گاؤں میں لے جاتے ہیں۔ یہ مشہور ہے کہ شاہ راجہ صاحب کے میلہ کا گوشت بہت عمدہ خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ بعد عرس کے یہ کرامتِ عجیبہ دیکھی گئی کہ اس زمین پر ہڈی اور خون اور آلائش گوبر وغیرہ کہیں ایک تولہ بھر نظر نہیں آتا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیب سے خود بخود صاف ہو گیا۔

آپ کی اولاد میں اکثر لوگ مرد و عورت فقیر اشرفی سے مرید ہوئے۔ آپکا مزار مبارک خام ہے۔ گرد روضہ احاطہ پختہ ہے۔ آپ کے مزار کے برابر آپ کے برادرزادہ صاحب سجادہ حضرت مخدوم الملک کا مزار ہے۔ اور خرقۂ عطیہ حضرت محبوب یزدانی آج تک آپکے خاندان میں محفوظ ہے۔ آپ کا دیوان فارسی میں ہے۔ تخلص راجہ رکھا ہے۔

(۱) ذکر حضرت جمشید بیگ قلندر ترک

حضرت جمشید بیگ قلندر ترک امرائے قوم ازبکیہ سے تھے جب حضرت محبوب یزدانی باحشم وخدم سلطانی مع قلندران ہمراہی یاغستان میں پہونچے گروہ کے گروہ ترکانِ قومِ ازبکان شرف بعیت سے مشرف ہوئے۔ گھوڑے اور بکریاں اس قدر نذر کیں کہ جس کا شمار نہیں۔ اس زمانہ میں امیر تیمور لنگ صاحبقرآں سمرقند میں تھے۔ جب ان کو یہ خبر پہونچی کہ شاہزادۂ سمانیاں امیرزادۂ ملوک سمناں یہاں تشریف لائے ہیں کئی ہزار گھوڑے لوگوں نے ان کی نذر کی ہیں اور قوم ازبک اور برمک اور قفچاق اور لاچین کئی ہزار ان کے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امیر تیمور صاحبقرآں نے جب دریافت کیا یہ کون ہیں جنکی خدمت میں اس قدر ازدحام ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت میر سید اشرف جہانگیر خاندانِ سلاطینِ سادات سمنان و سامان سے ہیں اور ترک سلطنت کر کے فقر اختیار کیا ہے۔ لوگ انکے دستِ مبارک پر کثرت سے بعیت کرتے ہیں اور حضرت احمد یسوی کے خاندان کے نواسہ ہیں۔ مریدانِ خاندانِ جدّ مادری حسن عقیدت سے پیش آئے ہیں اور اپنے اخلاص سے گھوڑے وغیرہ لوگوں نے نذر کئے ہیں۔ اس وجہ سے ان کی زیارت کا بڑا شور و غوغا ہو رہا ہے۔ آخر الامر

(۲) امیر صاحبقرآں نے فرمایا کہ میں نے اس سید زادہ کو دیکھا ہے کہ انھوں نے فقر اختیار کیا ہے میں نے چاہا تھا کہ ان کی خدمت میں کچھ ملک نذر کروں انھوں نے قبول نہیں کیا اور ان میں داعیۂ جنگ و ملک گیری نہیں ہے۔ خورشید بیگ کو حکم دیا کہ تم تحفہ نذر وغیرہ لے کر سید صاحب سے ملو۔ حضرت محبوب یزدانی کو یہ بات ناپسند ہوئی۔ اسی روز آپ نے وہاں سے کوچ کر دیا اور قندز

(۳) کی طرف روانہ ہوئے۔ تمام نذریں گھوڑے اور بکریاں اور جملہ سامان فقراء کو للہ دے دیا۔

جمشید بیگ بھی اسی جماعت کے لوگوں سے تھے جو ہمراہ حضرت کے ہوئے اور بہمراہی حضرت

(۱) روح آباد میں حاضر رہے۔ اور بعدِ تکمیلِ انوارِ سبعہ شرف خلافت و ارشاد بعطائے خرقہ وخلافت نامہ ان کو مشرف فرمایا۔ عمارت روضۂ مبارک اور حوض گردِ روضہ آپ ہی کے اہتمام سے تیار ہوئے اور آپ کو حضرت محبوب یزدانی نے سلسلۂ عالیہ یسویہ میں تعلیم فرمائی تھی۔ اسی سلسلہ میں آپ اپنے ملک میں جا کر لوگوں کو مرید فرماتے تھے۔ اور آپ کی شہرت اس دیار میں حد سے زیادہ پائی گئی۔

(۲) ذکر حضرت قاضی شہاب الدین ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی جو مقتدائے علماء زمانہ اور پیشوائے بلغائے یگانہ تھے۔ جس زمانہ میں حضرت محبوب یزدانی جونپور میں تشریف فرما تھے

(۳) اور آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ الناس کلھم عبد لعبیدی حالت کیفیت میں صادر ہوا تھا۔ علماء کی ایک جماعت تعصب سے آپ کے خلاف ہو گئی تھی۔ حضرت قاضی صاحب نے حضرت کی خدمت حد سے زیادہ کی حضرت نے ان کو خطاب ملک العلماء عطا فرمایا۔ اور تکمیلِ سلوک و ریاضت شدیدہ کے بعد بعطائے خرقہ وخلافت نامہ آپ کو اشرف الخلفاء میں داخل فرمایا۔

(۴) منقول ہے کہ جب حضرت قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں حاضر ہوئے اس وقت چار خیال آپ کے دل میں تھا۔ اوّل یہ کہ حضرت محبوب یزدانی مجھ کو کوئی خاص خطاب عنایت فرمائیں۔ اور دوسرے وہ کتاب عنایت کریں جس کو میں نے کبھی نہ دیکھا ہو۔ تیسرے وہ غذا کھلائیں جس کو میں نے کبھی نہ کھایا ہو چوتھے مخالفین جو یہ مشہور کرتے ہیں کہ حضرت اپنے تلووں میں خلفاء ثلاثہ کے نام لکھے رہتے ہیں وہ مجھ کو دکھلا دیں۔ جیسے قاضی صاحب آئے حضرت محبوب یزدانی کے خیمہ کے طناب سے

(۵) الجھ کر ان کی پگڑی گر گئی۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا ملک العلماء دستار اپنے سر پر رکھ لو خطاب تو مل گیا۔ اس کے بعد حضرت نے ایک جلد ہدایہ قاضی صاحب کو عنایت کیا۔

اس وقت قاضی صاحب کو خیال گذرا اس کتاب کو بارہا میں نے طلبہ کو پڑھایا ہے۔ حضرت
① محبوب یزدانی نے فرمایا کہ یہ کتاب اول خاص مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور فقیر نے
اپنی جانب سے اس کا حاشیہ لکھا ہے۔ یہ کتاب تمہاری نظر سے کبھی نہیں گذری۔ اور خادم
سے فرمایا کہ مطبخ میں کچھ کھانا تیار ہے؟ خادم نے عرض کیا شیر برنج تیار ہے۔ حضرت نے فرمایا
قاضی صاحب کو پیش کرو وہ کھائیں۔ اس پر بھی خیال قاضی صاحب کا یہ گذرا کہ شیر برنج کوئی
کھانا ایسا نہیں جسے، کو میں نے کبھی نہ کھایا ہو۔ حضرت محبوب یزدانی نے یہ فرمایا کہ جنگل کے
ہرن اور نیل گاؤ جہاں میرا قیام ہوتا ہے آکر دودھ دے جاتے ہیں یہ تم کو کہاں نصیب ہوگا
اس کے بعد حضرت محبوب یزدانی نے دونوں پیر اپنے قاضی صاحب کے سامنے پھیلا دیئے
جس پر چمڑے کے موزے پہنے ہوئے تھے فرمایا بابا شہاب الدین ظنوا بالمؤمنین خیرًا
آج میرے موزے کی مسح کو تین دن ہو گئے تم میرے موزوں کو کھینچ لو کہ میں وضو جدید کر کے
پہن لوں قاضی صاحبؒ کے سامنے دونوں تلوے حضرت کے ہو گئے دیکھا کہ مثل آئینہ کے
② صاف ہیں۔ بعد صُدورِ ان چار باتوں کے قاضی صاحب شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور
بعد تکمیلِ سلوک حضرت محبوب یزدانی نے بعدِ عمل مقراض بعطائے مثال شرف خلافت سے
مشرف فرمایا۔ مُلا محمود نے ارادہ کیا کہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کلام کا
استفسار کروں کہ حضور نے کس معنوں سے فرمایا ہے۔ قاضی شہاب الدین ملک العلماء نے کہا
کہ تم کو آدابِ مشائخ پورے طور سے معلوم نہیں میں عرض کروں گا۔ چنانچہ جب قاضی موصوف
③ خدمت عالی میں حاضر ہوئے تو اس وقت حضرت محبوب یزدانی کچھ شطحیاتِ مشائخ بیان فرما رہے
تھے کہ خواجہ بایزید بسطامی نے سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی اور خواجہ فرید الدین عطار نے
لیسَ فی جبتی سوا اللہ اور حضرت منصور نے انا الحق فرمایا ان کلمات طیبات کی تاویلات
بعنوان شائستہ فرما رہے تھے۔ قاضی صاحب نے موقع پا کر عرض کیا کہ حضور کے ملازمان کی نسبت
بھی لوگ اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ عَبْدٌ لِعَبِیْدِی منسوب کرتے ہیں اس وقت حضرت پر
④ ایک حالت پر جوش پیدا ہوئی اور جلال میں آکر فرمایا کہ کس روسیاہ نے درویشوں کے
راز کو مجلسِ علماء میں بیان کیا۔ اسی وقت اس کا منہ کالا ہو گیا جس نے یہ راز درویشاں

① مجلس علماء میں بیان کیا تھا اور پھر حضرت محبوب یزدانی نے قاضی صاحب کی طرف مخاطب
ہو کر فرمایا کہ بابا قاضی تم نے صرف کی کتابوں میں پڑھا ہوگا کہ "کل" دو قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا کل،
کل جزئی دوسرا کل، کل کلی، پہلا کل دلالت کرتا ہے بعض پر کہ بعض آدمی میرے بندے کے
بندے ہیں۔ پس نفس و شیطان دونوں میرے بندے ہیں۔ متبعان نفس و شیطان بعض میرے
بندے کے بندے ٹھہرے۔ اب تو سمجھ گئے کہ میں نے ان معنوں سے کیا کہا۔ یعنی مراد اس کل سے
کل جزئی ہے!

② ذکر حضرت مولانا حاجی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حاجی فخر الدین جو زیورِ علوم سے آراستہ اور مسائل تصوف میں
دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ اور موضع اوسیرہٹ نواحی پرگنہ الکلی ضلع جونپور میں آپکا مسکن
تھا۔ اس اطراف کے مریدان و معتقدان کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد ہوئی تھی حضرت
③ محبوب یزدانی کے ہمراہ زیارت و طواف کعبہ شریف اور حج میں حاضر رہے۔ حضرتِ
محبوب یزدانی کے دربار میں بمشقت تمام ہر کام میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن حضرت
محبوب یزدانی کی نظر آپ کی محنت و مشقت پر پڑی۔ فرمایا کہ فرزند فخر الدین تم نے بہت
خدمت کی اب تم کسی خدمت میں مشقت نہ کرو۔

④ ذکر حضرت مولانا شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شیخ داؤد برادرِ حضرت مولانا حاجی فخر الدین تھے۔
حضرت محبوب یزدانی کی شرف خلافت سے مشرف اور مقبول نہیں ہوئے
" تھے۔ آپ کو آپ کے بھائی مولانا حاجی فخر الدین کے سپرد کیا گیا تھا بغرض تعلیم باطنی
کہ مراتب انوارِ سبعہ طے کرائیں۔

(۱) ذکر حضرت مولانا رکن الدین و شیخ آدم عثمان

(۲) حضرت مولانا قاضی رکن الدین جو علوم ظاہری اور علوم باطنی کے مخزن تھے۔
حضرت محبوب یزدانی نے بعد طے انوار سبعہ بعطائے خرقہ و خلافت نامہ مشرف
بہ تشریف خلافت فرما کر موضع دونیری متصل حاجی پور مقام قیام تعین فرمایا۔ آپ نے وہاں
ایک خانقاہ تیار کی۔ اس جوار کے لوگ آپ کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپکو
حضرت شیخ آدم عثمان کے سپرد فرمایا تھا کہ باہم اتفاق سے رہنا۔ جس وقت شیخ آدم عثمان
قدس سرہ کو حاجی پور کی طرف حضرت محبوب یزدانی نے روانہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ گھوسی سے
″ دریائے کوسی تک پورب اور اتر دامن کوہ نیپال تک تم کو دیا اس درمیان تم سب پیر بھائی
اپنے اپنے مقام کی جگہ تقسیم کر کے استقامت اختیار کرنا۔

(۳) ذکر شیخ تاج الدین و نور الدین

حضرت شیخ تاج الدین اور حضرت شیخ نور الدین دونوں حضرات علوم شرعیہ میں قابلیت بے مثال رکھتے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی خدمت مرشد ملک بنگال سے ادھر تشریف لا رہے تھے راستہ میں موضع دونیری آیا وہاں بسبب بارش چند روز ٹھہرے اس قیام میں حضرت کے دونوں صاحبوں کو آپ کی طرف کمال عقیدت پیدا ہوئی۔ اور
″ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ وہاں سے حضرت کے ہمراہ دونوں صاحب روح آباد تک چلے آئے۔ یہاں کچھ دن چلہ کشی اور ریاضت میں رہے جب کشف اسرار ہو گیا شرف خلافت سے مشرف کئے گئے۔ اور ان کے لئے حکم ہوا کہ تم اپنے وطن میں جا کر سلسلہ جاری کرو لیکن شیخ آدم عثمان سے اختلاف نہ کرنا اور ان کی اتباع میں رہنا۔
″ غرض یہ تینوں بزرگوار دیار حاجی پور میں تشریف لے گئے اور ان کیلئے جائے قیام موضع کو دیو کے لئے حکم ہوا۔

(۱) ذکر حضرت مولانا شیخ الاسلام ساکن احمد آباد گجرات

(۲) حضرت شیخ الاسلام گجراتی جو علوم عربیہ اور فنون عجیبہ مخصوص علم ہیئت اور نجوم میں اپنا
نظیر نہیں رکھتے تھے۔ جب شرف قدمبوسی حضرت محبوب یزدانی سے گجرات میں مشرف
(۳) ہوئے۔ اول مرتبہ بطریق امتحان چند مسائل علمی حضرت سے دریافت کئے جواب شافی
″ پائے مگر اپنی خودنمائی سے شور اور غوغا بیہودہ کرنے لگے یہانتک کہ لڑنے کی نوبت آگئی
ایک دن جامع مسجد دار الخلافت احمد آباد میں جمعہ کے دن ایک جمعیت کثیر لے کر آئے
″ اور پریشان باتیں بہت کچھ کہیں۔ حضرت محبوب یزدانی کو انکا یہ طرز عمل ناپسند آیا جب رات
(۴) کو اپنے گھر گئے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آواز ہیبت ناک سے کہتا ہے کہ خبردار
سید سے مقابلہ نہ کر اور اگر تو کریگا جانتا ہے کہ اس وقت روحانیہ پاک تیرے بزرگوں کی
سید پاک کے پاس حاضر ہو کر بہت کچھ معذرت کی۔ صبح کو شیخ الاسلام نے حاضر خدمت ہو کر
″ درخواست معافی قصور چاہی۔ حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہماری طرف سے وفا اور
(۵) تمہاری طرف سے جفا، اب نہ وفا نہ جفا بلکہ محل صفا ہے اسیوقت حضرت شیخ الاسلام شرف
بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اس سفر میں حضرت محبوب یزدانی دو سال کامل دیار گجرات
میں ٹھہرے اور حضرت شیخ الاسلام رات دن آپ کی ملازمت میں رہتے تھے۔ ایکدم جدا
″ نہیں ہوتے تھے اور بکمال ادب تہ دل سے آپ کی خدمت کرتے تھے۔ جب قابل
اور لائق تکمیل باطنی میں ہوئے بعطائے خرقہ و خلافت نامہ ماذون و مجاز کئے گئے۔ اور اس
اطراف کے مریدان اور محبان کی تعلیم آپ کے سپرد کی گئی۔ اور اس اطراف کے لوگ سب
آپ کی اطاعت میں دیئے گئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی وہاں سے دہلی کیطرف روانہ
(۶) ہوئے۔ رسالہ اشرف الفوائد اور فوائد الاشرف وہاں کے احباب کے لئے تحریر فرما کر
″ ان کو عطا فرمائے۔ چنانچہ دیباچۂ کتاب میں اس کا اشارہ کیا ہے کہ ہمارا خاندان نوربخشیہ
نے اس شان و شوکت کے ساتھ سلطنت کی ہے کہ ہمارے خاندان کے غلاموں نے
″ بھی بادشاہت کی۔ یعنی سلطان اسماعیل سامانی جو آپ کے مورث مادری تھے انکے

(١) دو غلام سبکتگین اور الکتگین تھے۔ سلطان محمود غزنوی سبکتگین کے بیٹے تھے۔ یہ شان حضرت محبوب یزدانی کی خاندان نسب مادری کی تھی۔ سلطان اسماعیل سامان کی دختر
(٢) فرخ زاد بیگم سید علی اکبر مدنی کے ساتھ منکوحہ ہوئیں۔ ان سے سید شمس الدین محمود نور بخشی قدس اللہ سرہ جو مرتبہ نقباء کو درجہ فقر میں پہونچے تھے آپ کے پانچ پشتوں میں سلطنت اور امارت رہی۔

ذکر حضرت شیخ مبارک گجراتی (٣)

حضرت شیخ مبارک گجراتی رئوسائے دیارِ گجرات سے تھے۔ عالم باعمل اور صوفی باشغل تمام صفات پسندیدہ سے آراستہ تھے۔ اس قدر حضرت محبوب یزدانی کی خدمت مالی و بدنی کی کہ کسی سے ایسی خدمت نہ ہوسکے گی۔ گجرات سے حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ آستانہ روح آباد تک آئے اور بعد چلہ کشی و ریاضت کے شرف خلافت اور اجازت سے مشرف ہو کر گجرات کی طرف روانہ کئے گئے نقارہ اور علم واسطے حضرت شیخ الاسلام گجراتی بدست شیخ مبارک بھیجا گیا۔ اور حضرت شیخ الاسلام کے پاس شیخ مبارک کے لئے خط سفارش کا لکھا۔ مکتوباتِ اشرفی میں جو خطوط حضرت نے ان کے نام تحریر فرمائے ہیں اس سے قدر و منزلت حضرت شیخ الاسلام کی پائی جاتی ہے۔

ذکر حضرت شیخ حسین دونیروی (٤)

حضرت شیخ حسین حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کے اصحاب کبار اور احباب نامدار سے تھے۔ اس قدر عنایتِ صوری و معنوی آپ کے حال پر تھی کہ دوسرے لوگوں پر
(٥) اتنی نہ تھی۔ آپ خاندان خلجی اور دودمان محمدی سے تھے دولت اور مالِ دنیاوی بہت کچھ رکھتے تھے۔ جب توفیق ازلی رفیق ہوئی حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کے سلسلۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ بعد ریاضت شدیدہ جب آپ میں تہذیب باطنی پیدا ہو گئی

بعطائے خرقۂ خلافت و اجازت مشرف کر کے مقام سکونت ان کا موضع دونیری میں ہوا۔
(١) اس اطراف کے آدمی آپ کی طرف رجوع ہو کر سرحد چمپارن اور دربھنگا تک داخلِ سلسلہ تھے۔ بادشاہِ بنگالہ کو آپ کے ساتھ کمالِ اعتقاد تھا۔ بہت کچھ زرِ خطیر آپ کے فقراءِ خانقاہ کے لئے بھیجتا تھا۔

(٢) ذکر حضرت شیخ صفی الدین مسند عالی سیف خاں

حضرت شیخ صفی الدین مسند عالی سیف خاں عالی مراتب صاحب جاہ و جلال تھے باوجود اس کے کہ ملک اودھ کے صوبہ دار تھے لیکن آپ چاہتے تھے کہ تعلقاتِ دنیا سے بالکل دست کش ہو جائیں مگر حضرت محبوب یزدانی نے نہیں مانا۔ فرمایا کہ مطلب کام سے نہ ترکِ روزگار سے۔

حق تعالیٰ نے بعض بندوں کو عالی جاہ اور اپنا مقرب درگاہ کیا ہے۔ چنانچہ شیخ ابوسعید ابوالخیر اور دوسرے بزرگوں کا تذکرہ فرمایا۔

شعر

حاجت بکلاہ ترکی داشتنت نیست درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

ہر چند کہ مسند عالی اس بات کے خواستگار ہوئے کہ حضرت محبوب یزدانی کی توجہ سے
(٣) آپ کو جذبۂ قوی حاصل ہو۔ حضرت محبوب یزدانی نے جو خرقۂ خلافت حضرت مسند عالی کو عنایت فرمایا تھا اس کو قبائے شاہی کے نیچے پہنتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی لباس کے ساتھ حضرت محبوب یزدانی کے سامنے آئے۔ آپ نے یہ مصرع پڑھا۔

ع۔ چنیں خرقہ زیر قبا داشتند۔

ذکر حضرت شیخ محمود کنتوری (٤)

حضرت شیخ محمود کنتوری، وہ قدوۂ احباب اور زبدۂ اصحاب حضرت سے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی نظرِ عنایتِ ظاہری و باطنی آپ پر بے حد تھی اور بے پایاں۔

اکثر حضرت کی ملازمت میں آپ نے سفر کیا ہے۔
(۱) جب آپ کی تکمیل سلوک ہوگئی لباس خلافت واجازت سے ملبوس کرکے اپنے
وطن کی طرف بھیجے گئے کہ اس اطراف کے لوگوں کو سلسلۂ بیعت میں داخل کریں اور
استفادہ پہنچادیں۔ ایک دن مقام کنتور سے حضرت کی دعوت کرکے آپ کو اپنے مسکن
قصبۂ نیچولی میں لیگئے قریب قصبہ جب حضرت پہونچے دوڑکر سیّد محمود نے آپ کی پالکی
میں کاندھا دیا اور مکان میں لاکر اتارا۔ اسی زمانہ میں اس قصبہ کو سید محمود نے آباد کیا تھا۔
جب حضرت کا گذر وہاں ہوا سالار سیف الدین بانی قصبہ مذکور نے حضرت کا استقبال کرکے
دعوت کی استدعا کی۔ اور غالبًا اسی دن نئے مکان میں تمام عزیزوں کی دعوت کی تھی اور
جوار و دیار کے لوگ حاضر ہوئے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی ان کے گھر ٹھہرے
قوال بھی حاضر تھے گانا شروع کردیا۔ حضرت محبوب یزدانی کو کیفیت ورقت پیدا ہوئی
حویلی کے اندر بیبیوں نے جب حضرت کی رقت کا حال سنا کہنے لگیں خدا خیر کرے کہ پہلے
اس مکان میں آتے ہی درویشوں نے رقت کی اچھا نہیں ہوا۔ پہلے دن اس مکان میں
آئے اور رونا ہوا۔ حضرت محبوب یزدانی کی کیفیت جب فرو ہوئی اور مجلس تمام ہوئی
سالار سیف الدین کو بلاکر فرمایا کہ جاؤ اپنے گھر کی عورتوں سے کہدو کہ خاطر جمع رکھیں۔ ہم نے
تمہاری اولاد کی جڑ کو اپنی آنکھوں سے پانی دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے آثار وانوار
باقی رہیں گے۔ وہاں سے حضرت قصبہ کنتور میں تشریف لائے اور سید محمود کنتوری کے گھر
ٹھہرے۔ انھوں نے بڑے دھوم کے ساتھ حضرت کی دعوت کی۔ وہاں سے حضرت
شیخ سعد اللہ کیسہ دار کے گھر تشریف لائے۔ اور سادات کنتور نے باری باری سے حضرت
محبوب یزدانی کی دعوت کی۔ آپ نے بہ نسبت سادات کنتور فرمایا کہ "یہ سادات صحیح النسب
ہیں" اور حکم فرمایا کہ اس نواح کے لوگوں میں جو عالی نسب ہوں ان سے قرابت کرنا۔ اور غیر کفو میں
قرابت نہ کرنا۔ جب حضرت محبوب یزدانی وہاں سے رخصت ہوئے حضرت شیخ سعد اللہ نے
درخواست کی کہ خرقہ مرحمت ہو ان کی یہ درخواست منظور فرماکر شرفِ خلافت سے بعطاءِ
خرقہ مشرف کرکے فرمایا الفقرآء کنفسٍ واحدٍ بہ تخصیص خاندانِ چشت اہلِ بہشت

رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ متحد المعنیٰ ہیں۔

(۱) ذکر حضرت مولانا عبد اللہ دیار بنارسی قدس سرہ

حضرت محبوب یزدانی جب شہر جونپور سے بنارس تشریف لے گئے اور ایک تبخانہ
کے قریب خیمہ کھڑا کئے۔ حضرت مولانا شیخ عبد اللہ دیار بنارسی صدیقی حضرت محبوب یزدانی
(۲) کے خلفاء جلیل القدر سے تھے۔ ان کی خاطر سے وہاں چندے قیام فرمایا۔ اور وہاں کے
لوگوں کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا جب بنارس گیا
لاٹ والی مسجد میں تھوڑی دیر ٹھہرا۔ گوشۂ شمال مغرب کی طرف خود بخود طبیعت کا میلان ہوا
ایک قبہ کے اندر حاضر ہوا۔ ایک مزار فائز الانوار نظر آیا کشش قلبی سے معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ
حضرت عبد اللہ بنارسی کا ہے۔ وہاں کوئی بتلانے والا نہیں تھا۔ دل پر عجیب کیفیت پیدا
ہوئی۔ مجھ ہیچ کارہ کو اپنے خاندان کا خادم سمجھ کر کشش فرمائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) ذکر حضرت مولانا درّ البحر مدینۃ الاشرف

حضرت مولانا شیخ درالبحر سمندر کے نیچے ایک شہر حضرت محبوب یزدانی نے
اپنے نام نامی پر مدینۃ الاشرف موسوم کرکے بسایا تھا اور تین برس آپ اس شہر میں قیام
(۴) فرمارہے تھے۔ حضرت شیخ درالبحر قدس سرہ کو بعطائے خرقہ وسند خلافت نامہ اپنی طرف
سے اپنا قائم مقام کرکے چلے آئے۔ آپ کے مرید حضرت شیخ کیکل قدس سرہ سے
حضرت نظام یمنی کی ملاقات جہاز پر ہوئی وہ اپنی قوت باطنی سے پانی کے باہر نکل آئے
ان کا بیان تھا کہ ہمارے مرشد خلیفہ سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ ہیں۔ آپکے
مریدوں کے علاوہ دس ہزار طالب صادق ذاکر و شاغل، آپ کے خدام میں وہاں
رہتے ہیں۔ اس میں سے ایک میں ہوں تو حضرت نظام یمنی نے ان سے کہا کہ تمہارے
دادا پیر سلطان سید اشرف جہانگیر اس جہاز پر سوار ہیں جن سے تم منسوب کرتے ہو۔

(۱) اسی وقت وہ جست کرکے جہاز پر آگئے۔ اور بعد قدمبوسی دیر تک حضرت محبوب یزدانی سے اپنی زبان میں باتیں کرتے تھے جو سمجھ میں نہیں آتی تھی لباس ان کا قوم پریزادوں کے ایسا تھا۔

(۲) ذکر حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سید نورالدین بن سید اسد الملت والدین ظفرآبادی آپ کو بیعت حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی سے پہلے سلسلۂ سہروردیہ میں تھی۔ بعد اس کے جب حضرت محبوب یزدانی اول مرتبہ ظفرآباد تشریف لے گئے اور آپ سے
(۳) جب بصدق ارادت پیش آئے تو حضرت محبوب یزدانی نے خرقۂ خلافت اور خلافت نامہ اجازت سے مشرف فرمایا۔ اور جائے استقامت ظفرآباد ہی میں تجویز فرمائی اور اس جوار کے مریدوں کی تعلیم آپ کے سپرد کی۔ (رحمۃ اللہ علیہ۔)

(۴) ذکر حضرت ملک محمود رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ملک محمود ملک الامراء رئیس و امیر موضع بھدونڈ۔
(۵) آپ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء خصوصیت مآب سے تھے۔ ایک درویش نے حضرت کو ایک پتھر نذر کیا تھا۔ اور اس میں یہ تاثیر تھی کہ جب تک منہ میں رکھے رہو بھوک پیاس نہ معلوم ہو۔ اگر کمر میں باندھ لو تو راستہ کتنا ہی چلو تکان نہ معلوم ہو۔ حضرت کے اصحاب نے اس پتھر کی خواہش کی آپ نے فرمایا اس کا مستحق فرزند ملک الامراء ملک محمود ہے چنانچہ جس وقت حضرت محبوب یزدانی سفر سے روح آباد میں واپس آئے آپ نے وہ پتھر ملک الامراء کو عنایت فرمایا اور زمین آستانۂ روح آباد بھی ملک الامراء کے علاقہ کی زمین تھی جس کو اپنے مرشد حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں نذر کیا۔ ابتک
(۶) آپ کی اولاد موضع بھڈونڈ میں موجود ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا سے ان میں سے اکثر لوگوں نے بیعت کی ہے۔

اس خاندان میں ملک بنیاد علی اور ملک درگاہی اور ملک عباد علی اور ملک مہدی حسین اور رعایت علی و منصب علی و ملک مخدوم بخش وغیرہ بڑے خوش عقیدہ لوگ جامع رسالۂ ہذا کے سامنے موجود تھے۔

(۱) ذکر حضرت بابا حسین کتابدار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا حسین کتابدار حضرت محبوب یزدانی کے خدام خصوصیت مآب میں سے تھے اور ہمیشہ سفر و حضر میں حضرت کے ہمراہ رہتے تھے۔ اور کتب خانۂ اشرفی ہمیشہ آپکی نگرانی میں رہا۔ آپ کی ذریت سے کچھ لوگ اپنے کو منسوب کرتے ہیں (ان میں شیخ نبی بخش اور فضل کریم اور میاں بیچو اور شیخ حسین علی اور عباد اللہ اور عبدالمجید اور محمد بشیر اور محمد نظیر اور محمد یٰسین اور منشی ابن ہدایت اللہ اور مصطفی ابن باب اللہ مجاور اور میاں جی واحد ساکن موضع سسواں) اور مزار مبارک کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کی تحقیق نہ ہوئی کہ کہاں ہے۔

(۲) ذکر حضرت سید حسن علم بردار

حضرت سید حسن گنجوی کے ہاتھ سفر و حضر میں ہمیشہ حضرت محبوب یزدانی کی جماعت کا علم رہتا تھا۔ آپ کا مزار لب تالاب موضع مذکور واقع ہے۔ آپ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء ذیشان سے تھے۔ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کی اوائل عمر میں اس خاندان سے کوئی صاحب عید بقرعید میں علم لے کر آستانۂ روح آباد میں آیا کرتے تھے۔

(۳) ذکر حضرت شیخ جمال الدین راوت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جمال الدین راوت حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء صاحب کرامت سے تھے۔ آپ ہی سے درپن ناتھ جوگی عرف کمال پنڈت سے مقابلہ ہوا تھا۔ اور آپ ہی

(۱) سے وہ زیر ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک موضع راوت پارہ کچھوچھہ سے ڈھائی کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہاں آپ نے ایک تالاب نیر کے نام سے کندہ کرایا تھا۔ ایک مسجد قلندری بہت وسیع لب تالاب واقع ہے۔ صحن مسجد سے ملحق آپ کا مزار ہے۔

(۲) فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا جب آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا عجیب بابرکت اور بافیض مقام پایا۔ آپ کی اولاد میں حضرت شیخ رجب صاحب کمال موضع گڑھا میں رہتے تھے۔ اب تک آپ کی مسجد و مزار وہاں موجود ہے۔ آپ کپڑا بننے کا کام کرتے تھے۔ کچھوچھہ شریف سے جب آپ کے پیر موضع مذکور میں گئے تو شیخ رجب کی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ پیر کی دعوت کے واسطے گوشت مچھلی کچھ ہونا چاہیئے۔ حضرت
(۳) شیخ رجب نے کارگاہ میں ہاتھ ڈال کر ایک روہو مچھلی نکال کر بی بی کو دی اور کہا لو پکاؤ اور مرشد کو کھلاؤ۔ اسی خاندان میں شیخ عبدالرزاق موضع نصراللہ پور میں تھے اور فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا سے بیعت حاصل کی تھی۔ اس خاندان سے حافظ رحمت اللہ جلالپور میں سکونت رکھتے ہیں۔ ان کے والد ماجد بڑے ذاکر و شاغل تھے۔ ان کے گھر میں بھی اکثر لوگ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا سے بیعت ہوئے۔ اور اب تک ان کے خاندان میں یہ دستور ہے کہ تقریبات شادی وغیرہ میں اپنے جدّ حضرت جمال الدین راوت کے مزار پر نذر لے جایا کرتے ہیں۔

(۴) ذکر حضرت مولانا عزیز الدّین شجرہ نویس رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عزیز الدین شجرہ نویس آپ بھی حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء عالیشان سے تھے۔ مریدوں کے لئے شجرہ لکھنا آپ کے تعلق تھا۔ شجرہ آپ ہی کے ہاتھ سے تقسیم ہوتا تھا۔ آپ کا مزار گھڑیال خانہ سے پورب کی طرف پوشیدہ تھا۔ شاہ عزیز اشرف مرحوم کے مکان کی بنیاد کھد رہی تھی کہ مولانا عزیز الدین خواب میں نظر آئے۔ اور شاہ عزیز اشرف سے یہ کہا کہ میرا نام مولانا عزیز الدین شجرہ نویس ہے میں حضرت محبوب یزدانی کے مریدوں کو شجرہ لکھ کر تقسیم کیا کرتا تھا۔ میری قبر کی ہڈیاں کھودی جاتی ہیں

یہ خواب دیکھکر شاہ عزیز اشرف مرحوم اپنے مکان سے آستانہ روح آباد میں پریشان آئے اور بنیاد کھودنے والوں کو منع کر دیا۔ میر واجد حسین مرحوم رئیس عظیم آباد محلہ ٹیڑھی گھاٹ نے اس مزار کا چبوترہ ڈیڑھ گز بلند بنا دیا ہے۔ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کے سامنے جب
(۱) شاہ حلیم الدین پر آپ کا ظہور ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ علاوہ میری قبر کے حضرت محبوب یزدانی کے نو خلفاء کے اور مزارات اسی جگہ ہیں۔ جب میں نے ان کے نام دریافت کئے تو فرمایا کہ مجھ کو ان کے نام بتانے کی اجازت نہیں۔

(۲) ذکر حضرت قاضی رفیع الدّین اودھی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی رفیع الدین اودھی کسی بزرگ سے پہلے بیعت کر چکے تھے۔ جب حضرت محبوب یزدانی خطۂ اودھ میں پہونچے اور شیخ شمس الدین فریادرس اودھی کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اس کے بعد حضرت قاضی رفیع الدین بھی طالب خرقہ ہوئے۔ حضرت نے ان کو بھی بعطائے خرقہ شرف خلافت سے مشرف فرمایا۔

(۳) ذکر حضرت شیخ یحییٰ کلاہ دار

حضرت شیخ یحییٰ کلاہ دار آپ حضرت محبوب یزدانی کے خلفاء باوقار سے تھے جس کو حضرت تاج عنایت کرتے آپ کے ہاتھ سے ملتا تھا اور تاج اپنے ہاتھ سے آپ درست کرتے تھے اور ہمیشہ حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں سفر اور حضر میں رہا کرتے تھے۔ آپ کے مزار مبارک کا پتہ معلوم نہ ہوا کہاں ہے۔

(۴) ذکر حضرت مولانا نظام یمنی

حضرت مولانا ابوالفضائل نظام یمنی جامع ملفوظات لطائف اشرفیہ و سرالاسرار۔

(۱) ومرقوماتِ اشرفی آپ نے تیس۳۰ برس کامل حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں رہ کر ملفوظاتِ لطائفِ اشرفی جمع کرکے ورقاً بعد ورق وحرفاً بعد حرفٍ حضرت محبوب یزدانی کو سنایا تھا۔ حضرت محبوب یزدانی نے آپ کا ذکر مکتوبات میں جا بجا فرمایا ہے۔ آپ کے مزار مبارک کی تحقیق نہیں کہاں ہے۔

(۲) ذکر حضرت قاضی حجت

حضرت مولانا قاضی حجت حضور محبوب یزدانی کے ساتھ اکثر سفر وحضر میں رہا کرتے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کے ہمراہ کانور وملک بنگال میں گئے۔ ایک جادوگرنی عورت نے آپ کو گائے بنالیا تھا۔ حضرت کی دعا سے پھر آدمی ہو گئے۔

فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا جب بمبئی سے بتقریب عرس شیخ صلاح الدین غازی صدیقی خلیفۂ حضرت نظام الدین اولیاء پونہ حاضر ہوا۔ بعد آپ کے عرس مبارک کے آپ کے صاحب سجادہ اور متولی درگاہ سید صلاح الدین غازی صدیقی مع چند انفاس مشرف ہوئے بشرف خلافت مع تاج ودلق ومثال، لب دریا پونہ جس کے زینے دریا تک بنے ہوئے ہیں ایک قبہ عالیشان نظر آیا معلوم ہوا یہ مزار حضرت سید السادات مجمع البرکات سید حسام الدین زنجانی کا ہے۔

وہاں کے صاحب سجادہ رحمٰن شاہ سے جب فقیر ملا اور دریافت کیا کہ حضرت سید پاک کا سلسلہ کہاں سے ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہمارا سلسلہ بنگال سے تعلق رکھتا ہے۔ جب میں نے شجرہ منگوا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مرید وخلیفہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے ہیں چنانچہ وہاں کے صاحب سجادہ رحمٰن شاہ مع چند آدمیوں کے شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور فقیر نے بعطائے تاج ودلق سید صاحب کو خلیفہ کیا۔

(۳) ذکر حضرت سید السادات مجمع البرکات سید حسام الدین زنجانی ثم پونوی قدس سرہٗ

آپ کا مزار فائز الانوار لب دریا پونہ میں ہے۔ ایک عالیشان عمارت مع مسجد

ونقارہ خانہ اور مسافر خانہ واقع صحن مزار مبارک سے زینہ دریا کی طرف غسل ووضو کرنے کے لئے بنا ہوا ہے۔

(۱) حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے کرام کا ذکر تحریر میں لانا آسان نہیں ہے۔ اس لئے چند خلفائے نامی کا مختصر ذکر کرکے صرف چند خلفاء کے نام لکھتا ہوں۔ جہانتک مجھکو اپنی تحقیقات سے ملے اگر حضرت کے کل خلفاء کے محض نام ہی درج کئے جائیں تو بھی ایک دفتر ہو جائے۔ یہ چند نام ان خلفاء کے لکھے جاتے ہیں جن کا تذکرہ لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی کے مختلف مقامات میں درج ہیں۔

حق تعالیٰ نے حضرت محبوب یزدانی کی شان یہ بلند بنائی کہ آپ غوث العالم اولیائے روئے زمین کے سردار اور افسر تھے۔ آپ نے تین۳ بار ساری دنیا کا سفر فرمایا پھر آپکے مریدان اور خلفاء کا کب شمار ہو سکتا ہے۔ اللہ ہی جانے۔

اشعار

شاہا تیرے خلیفہ کہاں ہیں کہاں نہیں ... دنیا میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں نہیں
روشن ہے مثل مہر منور جمالِ پاک ... کس جا تیرے جمال کا جلوہ عیاں نہیں

بعض خلفائے نامی کے صرف نام لکھے جاتے ہیں جن کے حالات اور تذکروں سے ارباب تصوف کی کتابیں مملو ہیں۔

حضرت مولانا خواجگی محمد قدس سرہ	حضرت شیخ ابوالواصل قدس سرہ
حضرت شیخ ابا بکر قدس سرہ	حضرت شیخ سیف الدین جونوی قدس سرہ
حضرت شیخ صفی الدین اردبیلی قدس سرہ	حضرت شیخ عمر قدس سرہ
حضرت سید علی لاہوری قدس سرہ	حضرت شیخ ابوسعید خزری قدس سرہ

حضرت شیخ لدھن قدس سرہ مورث حضرات تاج پور

حضرت شیخ نظام الدین بریلوی قدس سرہ	حضرت خواجہ عبداللہ قدس سرہ
حضرت سید سیدی قدس سرہ	حضرت خواجہ حسن قدس سرہ
حضرت شیخ علی دوستی سمنانی قدس سرہ	حضرت امیر علی بیگ ترکی قدس سرہ

حضرت عبد الرحمٰن قدس سرہٗ
حضرت خواجہ سعد الدین خالدی قدس سرہٗ
حضرت مولانا قاضی سدھا اودھی قدس سرہٗ
حضرت شیخ زاہد بن نور قدس سرہٗ
حضرت شیخ محی الدین ثانی قدس سرہ
حضرت میر علی قدس سرہٗ
حضرت شیخ پیر علی ارلات ترکی قدس سرہٗ
حضرت شیخ زین الدین خواہر زادہ قدس سرہٗ
حضرت شیخ ابو القاسم قدس سرہٗ
حضرت شیخ نجم الدین کبیر قدس سرہٗ
حضرت شیخ علی سمنانی قدس سرہٗ
حضرت شیخ گوہر علی قدس سرہٗ
حضرت تقی الدین قدس سرہٗ
حضرت مولانا اشرافت اللہ امام قدس سرہٗ
حضرت شیخ نجم الدین عرف شاہ رمضان قدس سرہٗ
حضرت شیخ یحییٰ کلاہ دار قدس سرہٗ
حضرت میر معلی قدس سرہ

حضرت قاضی بیگ قدس سرہٗ
حضرت شیخ قطب الدین یحییٰ قدس سرہٗ
حضرت خواجہ نظام الدین علار قدس سرہٗ
حضرت شیخ محی الدین قدس سرہٗ
حضرت امیر تنگر قلی ترکی قدس سرہٗ
حضرت شیخ عثمان مشکوری قدس سرہٗ
حضرت محمد حاجی قنوجی قدس سرہٗ
حضرت قل علی قلندر ترکی لاچینی قدس سرہٗ
حضرت شیخ نجم الدین صغیر قدس سرہٗ
حضرت باباقلی ترک قدس سرہٗ
حضرت شیخ طٰہٰ سمنانی قدس سرہٗ
حضرت سید علی قلندر قدس سرہٗ
حضرت شیخ قطب الدین کرکری قدس سرہٗ
حضرت سید حمید الدین محمد آبادی قدس سرہٗ
حضرت شیخ عبد الرحمٰن خجندی قدس سرہٗ
حضرت شیخ پیارے ردولوی قدس سرہ



تیرہواں صحیفہ

(۱) حضرت محبوب یزدانی کے سفر آخرت کے بیان اور نزول فیوض الٰہی اور تشریف لانے ملائکہ و مردان غیب و تمام اہل خدمات اور بشارت نسبت فرزندان نور العین و دیگر خلفاء جلیل الشان کے شان ہیں جو حضرت محبوب یزدانی نے انفاس متبرکہ سے بشارت فرمائی اور تشریف لانے بعض اولیاء اللہ کے عالم سیر میں اور آپ کے تجہیز و تکفین میں شریک ہونے کے بیان ہیں۔

(۲) قال الاشرف السفر سفران الظاہر والباطن، سفر الظاہر طی الارض بمشی الاقدام وسفر الباطن سیر القلوب بارشاد الامام

ترجمہ: فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے، سفر دو طرح کا ہے۔ ظاہر اور باطن۔ سفر ظاہری زمین کا قدموں سے طے کرنا ہے۔ اور سفر باطنی حکم امام سے دلوں کا سیر کرنا ہے) جامع ملفوظات لطائف اشرفی، حضرت نظام یمنی فرماتے ہیں کہ میں تیس برس کامل سفر اور حضر میں محبوب یزدانی کے ہمراہ رہا۔ اور ہر وقت ہر حال سے حضرت کے واقف رہا۔

(۳) حضرت محبوب یزدانی فرماتے تھے کہ مجھ کو دو بیماریاں تمہارے ملنے سے پہلے ہوئی تھیں جس میں سخت تکلیف اٹھائی تھی۔ غرض کہ ساری عمر میں حضرت کو چار مرتبہ سخت علالت ہوئی۔ ایک بیماری شہر روم میں جس کی شرح گذری۔ دوسری بیماری آپ کو

مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اس میں بیتابی حد سے زیادہ تھی کہ حضرت کے اصحاب کو امید زیست نہ تھی۔ بیس روز تک یہ تکلیف رہی۔ آخر شب کو خواب میں جمال جہاں آرائے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طرح طرح کی بشارت فرماکر ارشاد فرمایا کہ فرزند اشرف ابھی تمہاری عمر زیادہ ہے کچھ غم نہ کھاؤ۔ بہت مسلمان تمہارے ذریعہ سے مرتبۂ کمال کو پہونچیں گے۔

اور تیسری بیماری آپ کی خانقاہ عالم پناہ حضرت بندہ نواز محمد گیسودراز میں بمقام گلبرگہ واقع ہوئی اور اس بیماری سے جلد شفا حاصل ہوگئی۔

چوتھی بیماری جس نے آپ کے آفتاب عالمتاب کو برج قربتِ الٰہی میں پوشیدہ
(۱) کر دیا، مقام آستانہ روح آباد میں واقع ہوئی۔ سن مبارک حضرت ایکسو بیس سال کا تھا مگر
" آپ نے اس میں سے بیس برس دو شخصوں کو عطا فرمائے تھے جس کا ذکر پہلے گذرا۔
حضرت محبوب یزدانی اکثر مجلس اصحاب میں فرماتے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنی عطائے کبریٰ سے
(۲) سرفراز کیا ہے اور یہ اشارہ درازئ عمر شریف کی طرف تھا۔ ۸۰۸ھ میں جب رویت ہلال محرم
ہوئی آپ نے بہت خوشی ظاہر کی۔ حاضرین کو تعجب ہوا کہ ہمیشہ حضرت ہلال محرم دیکھکر
" روتے تھے اس سال خوشی کیوں فرمائی۔ حضرت نور العین نے جسارت کر کے عرض کیا
" کہ حضور کی خوشی ظاہر کرنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا بابا یہ مہینہ میرے جد حضرت امام حسین
" رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ہے اگر اس مہینہ میں میں انتقال کروں تو باعتبار مہینہ کے اپنے
" جد کی موافقت ہوگی۔ حاضرین دربار و اصحاب عالی وقار یہ سن کر سب کے سب ہائے
" ہائے کرکے رونے لگے۔ گویا سب کے سامنے قیامت برپا ہوگئی۔ حضرت نے سب کو
فرمایا کہ گریہ وزاری سے کچھ فائدہ نہیں۔

قطعہ

کرو صبر ہو راضی مرضی حق　　　نہیں اس میں ہے جائے چون و چرا کی
" نبی و ولی سب گئے اس جہاں سے　　　جو دیکھا کہ ہے اس میں مرضی خدا کی

(۳) حضرت محبوب یزدانی کا عشرہ محرم میں حسب معمول اعمال عاشورہ مع اصحاب ادا فرمانا معمول تھا

کہ دہم محرم کو زنبیل کاندھے میں لٹکا کے دورہ کرتے تھے اور کبھی جمشید قلندر سرحلقۂ قلندراں کو حکم فرماتے۔ وہ جملہ قلندران اشرفیہ کو ہمراہ لے کر دورہ کرتے۔ اس سال نہ خود زنبیل لیکر دورہ کو اٹھے اور نہ جمشید قلندر کو حکم فرمایا۔ ہر حال میں آپ پر سکوت غالب رہتا۔ اور عالم حیرت طاری رہتا۔ بلکہ اس سال میں عموماً آپ پر حیرت طاری رہتی۔ اگر کوئی کچھ مسئلہ توحید و معرفت کا استفسار کرتا تو دیر میں اس کا جواب دیتے۔ آخر میں فرماتے کہ یارو مجھکو اس سے بڑھ کر کام در پیش ہے۔ گفتگو جب تک ہے کہ آدمی سرحد یقین کو نہیں پہونچتا۔ اور جب سرحد یقین کو پہونچ گیا تو اس کو نسبت سے کام رہتا ہے۔ اس سال میں ہر اعزہ کو شغل نسبت کے ساتھ مشغول رکھتے تھے۔ عشرۂ اول محرم مع اصحاب قرات قرآن شریف
(۱) میں بسر کیا۔ دسویں تاریخ محرم کو کسی قدر حضرت کا حال متغیر ہوا۔ اسی روز سفر آخرت کا ارادہ
" کرلیا تھا۔ کہ حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جو پیر حرم کعبہ شریف تھے۔ عالم سیر میں پرواز
کرکے تشریف لائے اور کہا نہیں نہیں فرزند اشرف چند روز آپ کے دنیا میں رہنے کی
" اور مصلحت ہے کہ بقیہ تکمیل ابھی باقی ہے۔ آپ بھی حضرت کے پاس ٹھہر گئے۔ جب
حضرت محبوب یزدانی کی خبر علالت مشہور ہوئی بغرض مزاج پرسی و عیادت اطراف و جوانب کے لوگ بکثرت حاضر ہونے لگے مگر حضرت کی یہ علالت ایسی نہ تھی کہ جس کی وجہ سے آپ کے اشغال اور اوراد میں کچھ فرق آتا۔ بظاہر آپ کو کسی قسم کی سستی اور ضعف معلوم نہیں ہوتا تھا۔

(۲) جب حضرت مخدوم زادہ شاہ نور قطب عالم عالم سیر میں پرواز کرکے تشریف لائے بعد مزاج پرسی و عیادت کے فرمانے لگے کہ برادر اشرف آپ یادگار جامع الاسرار حضرت مخدومی والد ماجد قدس سرہ ہیں۔ خدا آپ کی حیات زیادہ کرے اور شفائے کامل عطا فرمائے کہ خرقۂ گم گشتگان بادیہ طلب آپ سے بہرہ مند ہوں۔

قطعہ

وجودت در جہاں باقی بماند　　　کہ مردم بہرہ ور گردند از تو
توئی آں چشمۂ خورشید عرفاں　　　در انند نیرومند از تو

(۱) حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ بعد اس کے بقا اور صحت مخدوم زادہ کو نصیب ہو کہ درمیان میرے اور محبوب کے ایک حجاب باریک باقی رہ گیا ہے۔ کیا چاہتے ہو کہ دوست دوست سے نہ ملے۔

بیت

دل وتن عریاں شدہ جان از خیال　　می خرامد در نہایات وصال

(۲) جب حضرت نے فرمایا اہل مجلس پر کیفیت وجد پیدا ہوئی۔ پانزدہم محرم کو مردانِ اخیار وابرار حاضر ہوئے اور راز ونیاز کی باتیں درمیان میں رہیں۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نقطۂ دائرۂ وجود اور اے مرکز پرکارِ مقصود کیا مرضی ہے۔ اگر چند روز واسطے حل وعقد اور رحلت اکابر خاکدان سفلی میں رہتے تو بہتر تھا۔ کہ حق تعالیٰ نے ہماری مراد کی کنجی تمہارے ہاتھ میں دی ہے۔ چاہے ٹھہرئیے چاہے انتقال فرمائیے۔ فرمایا کہ اے مردان اخیار وابرار بارہ برس سے کنجیاں خزانۂ آسمان وزمین میرے ہاتھ میں دی گئی ہیں کہ تصرف کرو لیکن ادنیٰ تصرف نہیں کیا۔ عنانِ حیات میرے ہاتھ میں سپرد کی گئی ہے۔ چاہوں زندہ رہوں چاہوں انتقال کروں۔ لیکن کب تک اس خاکدان گیتی میں رہوں گا۔ چاہتا ہوں کہ گلزارِ علوی کی طرف پرواز کروں۔

قطعہ

منم مرغ گلزار قدسم چرد　　بوم دام دریائے بند زمیں
قفس بشکنم بال و پر زور وآں　　سوئے آں گلستاں عین الیقیں

(۳) تاریخ شانزدہم محرم کو مردان ابدال حاضر ہوئے اور عیادت کرکے عرض کرنے لگے کہ اے خدا کے لشکر کے سردار اپنے لشکر کو کیوں چھوڑ جاتے ہو۔ فرمایا اب وہ وقت آیا کہ تختِ سلطنت فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ پر جلوس کروں۔

قطعہ

کسے کہ جائے برا ورنگ لن زمیں　　شہنشہے است کہ کونین درنگیں دارد
زشیر بیشۂ سفلی چہ رنگ برگیرد　　زشرزہ کہ قدم بر سر عرش دارد

(۴) تاریخ ہفتدہم محرم کو مردان اوتاد تشریف لائے ان حضرات کی صحبت میں حد سے

زیادہ خوشی ظاہر کی۔ یہ لوگ شرائط مزاج پرسی وعیادت ادا کرکے عرض کیا کہ اپنے منصب اور مقام پر کس کو چھوڑ جاتے ہو۔ فرمایا ابھی اسی تردد میں ہوں کوئی مقرر نہیں کیا گیا۔ یہ لوگ

(۱) جب روانہ ہوگئے حضرت محبوب یزدانی کی روح قالب پاک سے پرواز کرگئی اور تین دن تک بے حس بدن مبارک پڑا رہا مگر اقامت نماز کے وقت جسم مبارک میں حرکت پیدا ہوتی

(۲) اور نماز ادا کرتے۔ تیسرے دن ہوش میں آئے لوگوں نے سبب بیہوشی کا دریافت کیا۔

فرمایا کہ اس بات کو شیخ نجم الدین اصفہانی فرمائیں گے۔ اور حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی جس وقت سے تشریف لائے اخیر وقت انتقال تک موجود رہے۔ حضرت نور العین نے حضرت نجم الدین سے دریافت کیا فرمایا کہ جو بقیہ تکمیل آپ کے تعلق کیا تھا اس تین دن میں تمام ہوگئی اور میرا قیام بھی اسی غرض تھا۔ الحمد للہ کہ مقصود حاصل ہوا۔

(۳) تاریخ بستم محرم سے بست وسوم محرم تک اس تین دن میں جوار ودیار کے لوگ بکثرت حاضر ہوئے۔ سب کو حضرت نے بشارت سعادت دی۔ اس قدر لوگ اس عرصہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بہت لوگ شرف خلافت سے مشرف کئے گئے۔ خدا جانے کتنے لوگ مرید ہوئے ہوں گے۔ اشرف الملک والی ولایت، بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوکر مع ہمراہیان شرف بیعت سے مشرف ہوتے۔ غرضیکہ رویت ہلال محرم سے کوئی ایسا دن نہ تھا جس میں حضرت محبوب یزدانی اہتمام روضہ مبارک کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ باوجود اس کے کہ جمشید قلندر سرحلقۂ قلندرانِ اشرفی بارہ برس سے اسی اہتمام میں بدل وجان مشغول رہتے۔

(۴) حضور کے مریدانِ اعلیٰ اور ادنیٰ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جس نے کار تعمیر روضۂ مبارک میں اپنے ہاتھوں سے کام نہ کیا ہو۔ سات مرتبہ حضرت محبوب یزدانی نے آب زمزم کعبہ شریف سے لاکر حوض زیر مبارک میں ڈالا ہے۔ حوض مبارک کے کھودنے میں پانچ سو قلندران نے باوضو ذکر جہر نفی واثبات کے ساتھ بتصور برزخ شیخ مثل دریا کے وسیع اور عمیق

(۵) کندہ کیا۔ تاریخ بنائے روضۂ مبارک عرش اکبر ہے جس سے سات سو ترانوے ہجری نبوی نکلتا ہے۔

(۱) جب آپ نے روضۂ مبارک کی بنیاد ڈالی تھی تو فرمایا تھا کہ یہ مقام زیارت گاہِ خاص و عام ہوگا واسطے برکت کے کسی مقدس مقام کا پتھر اس کی بنیاد میں رکھنا چاہئے۔ حضرت شیخ رکن الدین شاہباز نے عرض کی کہ آپ شریف مکہ کے نام خط لکھتے میں انکا تحریری جواب معہ پتھر کے لاؤنگا۔ چنانچہ حضرت شیخ رکن الدین شاہباز نے جو صاحب طیر وسیر تھے ایک گھنٹہ کے عرصہ میں پرواز کر گئے اور مکہ شریف سے پتھر لائے۔ صرف شریف مکہ کے جواب خط لکھنے میں جو دیر ہوئی سو ہوئی۔ آپ کے آنے جانے میں تاخیر کچھ نہ ہوئی روضۂ مبارک کی بنا میں وہ پتھر رکھا گیا۔ سمتِ مشرق صحنِ عدالت سے بیس پچیس قدم

(۲) کے فاصلہ پر حجرۂ وحدت آباد جو خاص دولت خانہ حضرت کا تھا۔ آپ اس میں قیام فرماتے تھے۔ جس کے اندر خدام والا نے حضرت کے لئے سجادہ بنایا تھا۔ اور اس مکان وحدت آباد کے بنانے میں سوائے ان دس حضرات کے کسی نے کچھ کام نہیں کیا۔

اول۱ حضرت مولانا حاجی عبد الرزاق نور العین
دوسرے۲ حضرت مولانا ابو الفضائل حاجی نظام غریب یمنی
تیسرے۳ حضرت شیخ مولانا کبیر العبّاسی سرورپوری
چوتھے۴ حضرت شیخ مولانا عارف
پانچویں۵ حضرت مولانا شیخ معروف
چھٹویں۶ حضرت شیخ مولانا شیخ الاسلام گجراتی
ساتویں۷ حضرت شیخ مولانا رکن الدین شاہباز
آٹھویں۸ حضرت شیخ مولانا مبارک
نویں۹ حضرت ملک الامراء ملک محمود
دسویں۱۰ حضرت بابا حسین کتابدار، اور ایک راج جو دیوار چنتا تھا۔

یہ لوگ حضرت محبوب یزدانی کے خلفائے عشرہ مبشرہ سے دس بزرگوار تھے جو گارا اور پانی اور اینٹ کے کام میں مشغول تھے۔

(۳) دوسرا مقام کثرت آباد کے نام سے جو تیار کیا گیا تھا وہ اس حلقۂ وحدت آباد سے باہر سمت شمال بنایا گیا۔ اس میں عام طور سے حضرت کے خدام رہتے تھے۔ اور اسی مقام پر حلقۂ ذکر جہر کرتے تھے۔ اور حلقۂ وحدت آباد میں درمیان رات اور دن کے صرف دو مرتبہ حضرت محبوب یزدانی کی زیارت سے لوگ مشرف ہوتے تھے۔ مگر کبھی کبھی حضرت نور العین اور حضرت شیخ کبیر کو آدھی رات اور سحر کے وقت بھی شرفِ حضوری سے مشرف فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ملک بنگال سے درختانِ سپاری منگوا کر حوالی روضہ نصب کرا رہے تھے۔ درختوں کے لگانے میں کچھ تاخیر ہوئی کہ بلال مؤذن نے اذان نماز شام کہی۔ حضرت نے مسجد میں تشریف لیجانے کے لئے سرعت کی۔ دوش مبارک پر گوشۂ رومال میں تسبیح

(۱) کھجور کی گٹھلی کے دانوں کی بندھی تھی ٹوٹ گئی دانے اس کے منتشر ہوگئے۔ جب حضرت کے اصحاب نماز سے فارغ ہوئے دانہائے تسبیح تلاش کر کے لائے مگر ایک دانہ کم ہوا۔ ڈورے میں دانہائے تسبیح کو گوندھ کر گرہ دیدی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت شیخ کمال ایک دانہ وہ بھی ڈھونڈ کر لائے۔ حضرت نے فرمایا کہ اب تو گرہ بندھ چکی ہے۔ اس دانہ کو حضرت نے اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے شاخِ درخت پاکر (پاکڑ) پر جما دیا اور فرمایا کہ میری تسبیح کے یادگار رہنا اور خدا کے حکم سے درخت بار آور ہونا اور میری تسبیح کی نشانی نہ چھوڑنا۔

(۲) حضرت مولانا شیخ ابراہیم سرہندی نے کتاب "سنوات الانقیاء" میں لکھا ہے کہ جب میں آستانہ روح آباد میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ درخت کھجور کا موجود تھا۔ اس کی ہر گٹھلی میں سوراخ ہوتا تھا۔ آپ کی اولاد کے لوگ اور دیگر معتقدین اس کو تبرکاً کھاتے تھے۔

(۳) حضرت محبوب یزدانی نے یاروں سے فرمایا کہ میری قبر درمیان گنبد کے اینٹ سے تیار کرو۔ عرض قبر کا اس قدر ہو کہ میں قبلہ رو نماز میں سجدہ کرسکوں۔ اور طول مزار کا میرے قد کے برابر ہونا چاہئے۔ اور تہ خانۂ قبر کی بلندی میرے قد سے ایک ہاتھ زیادہ بلند ہونا چاہئے۔ حسب ارشاد والا اسی طور سے قبر شریف بنائی گئی تعمیر قبر شریف

(۴) کے کام میں حضرت نور العین اور حضرت شیخ محمد دُرِّ یتیم اور حضرت شیخ معروف الدیموی ،

اور حضرت قاضی حجت۔ یہ چند حضرات مشغول تھے۔

(۱) جب انتظام تیاری روضۂ منورہ اور اہتمام در و دیوار مقدسہ پورے طور سے ہوگیا حضرت محبوب یزدانی خود تشریف لائے اور ہر طرف ہر گوشۂ روضہ کو ملاحظہ فرمایا بعضے درخت موزوں جو لگائے گئے تھے۔ آپ نے اس کو دیکھ کر پسند کر کے تعریف کی آخر درخت مولسری کے نیچے بیٹھ گئے تھوڑی دیر تاسف مفارقت احباب میں دردآمیز اور حسرت انگیز کلمات زبان مبارک سے فرمائے۔ سب لوگ ہائے ہائے کر کے رونے لگے۔ اور حضرت نور العین کو روتے روتے غش آگیا۔ ایک پہر کے بعد جب ہوش آیا اٹھکر حضرت محبوب یزدانی کے قدم مبارک پر سر رکھدیا اور یہ اشعار حسرت آمیز پڑھنے لگے۔

اشعار

مرا مگذار تنہا در غریبی — کہ غربت بر تراز جاں کندنم نیست
چو از خاکم بر آوردی بجانکم — میفگن کیں بخاک افگندنم نیست
چرا از ما جدا می نمائی اے شاہ — ازیں فرقت رواں جاں بردنم نیست
مرو از بر کہ در بر جانم از تو — چوں جان از بر شود جاں بندنم نیست
منم چشم و تو نور العین مائی — چوں نور العین نشد پائندنم نیست

اور زبان حال سے یہ دردآمیز اشعار فرماتے۔

غزل

گر نہ دولت وصل کی پائیں گے ہم — بے خود و دیوانہ ہو جائیں گے ہم
حال درد دل کہیں گے کس سے جا — کس کو زخم سینہ دکھلائیں گے ہم
مت کہو ہم سے کریں کے ہم سفر — تاب ضبط و صبر کب لائیں گے ہم
آپ کے دیدار سے ہے زندگی — صدمۂ ہجراں سے مر جائیں گے ہم
وصل کی شب لیلۃ المعراج ہے — تاب صبح ہجر کب لائیں گے ہم
دیکھ کر کس کا جمال باکمال — اس دل شیدا کو بہلائیں گے ہم
یہ تو فرماتے تسلی کے لئے — پھر بھی تشریف یاں لائیں گے ہم

ہم کو غربت میں نہ تنہا چھوڑیئے — بیکسی میں ٹھوکریں کھائیں گے ہم
اشرفی بن کر گدائے اشرفی — نعمت عرفان حق پائیں گے ہم

(۱) حضرت محبوب یزدانی نے سر مبارک حضرت نور العین کا قدموں پر سے اٹھالیا۔ اور ہاتھ پکڑ کر حجرہ کے اندر لے گئے اور باتیں اپنے عنایت اور کرم سے فرمانے لگے کہ بابا عبدالرزاق مجھ کو اپنے سے جدا نہ جاننا میری روح گوشہ نشینی گنجہ سے کم نہیں۔ اور یہ تین اشعار حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھے جس کو فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا نے اپنی طرف سے مصرع لگا کر مسدس کر دیا۔

مسدس

مجھے موت آنا نہیں ہے روا — اسی طرح زندہ رہوں گا سدا
نہ جانو مجھے اپنے سے تم جدا — کہ ہوں جسم سے مثل سایہ ملا
مداں خالی از ہم نشینی مرا — کہ بینم ترا گر نہ بینی مرا
منم ناظر فعل و اعمال تو — منم حامی جملہ اشکال تو
منم پیش من جان و اموال تو — نہاں نیست حرکات و افعال تو
منم کار فرمائے احوال تو — سخنوار ہمراہ اقوال تو
میں چشم خلائق سے ہوں گو نہاں — مگر مجھ پہ روشن ہے کون و مکاں
مدد کو میں پہونچوں بلاؤ جہاں — بلاؤ! مصیبت سے میں دوں اماں
توسود منی و مرا مایہ داں — بہر جا خرامی مرا سایہ داں

(۲) اور حضرت محبوب یزدانی نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مجھکو اپنے سے جدا مت جاننا۔ میں تم لوگوں کے ہمراہ ہوں۔ اس بشارت پر حضرت محبوب یزدانی نے فاتحہ پڑھی اس کے بعد سیر روضۂ منورہ کے لئے اٹھے۔ اور حوض مبارک کی تعریف میں فرمایا کہ بڑی جان کندنی سے اس کو کندہ کرایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مسکن و مرقد بے مثال ہوگا۔ جس وقت جمشید قلندر سر حلقۂ قلندران اشرفی کو خدمت تعمیر روضہ سپرد کی تھی اسوقت فرمایا تھا کہ جمشید میرے واسطے ایسی عمارت تیار کرو کہ چشم فلک نے مثال اس کی نہ دیکھی ہو۔

اور گوش وہوش نے نہ سنا ہو۔

(۱) مثنوی

کیا جمشید سے شہ نے یہ ارشاد — بناؤ میرا مسکن فیض بنیاد
عمارت بے نظیر ایسی بناؤ — کہ دنیا میں نہ جس کی مثل پاؤ
عدیم المثل جب روضہ بنایا — نظیر اس کا نہیں عالم میں پایا
ہوا گلزار جنت سے یہی اعلیٰ — درخت سدرہ سے ہر شاخ بالا
بنا روضہ وہ لطفِ لایزالی — مکاں یہ فیض سے کب ہوگا خالی
ہوا اس کی لطیف و روح پرور — یہ روضہ روضۂ رضواں کا ہمسر
بھرے کوئی جہاں میں مثل پرکار — نہ چھوڑے گشت سے اطراف واقطار
نہ پائے گا نظیر اس کا جہاں میں — نہ آئے گا کبھی وہم وگماں میں
کرو سیرِ سوادِ روضہ جاکر — نظر آئے گا اک چشمہ منور
نہایت صاف اور شفاف پانی — جسے پی کر کہیں سرِّ معانی
عجب یہ فیض کا چشمہ رواں ہے — شفا بخش مریض وناتواں ہے
سکندر آبِ حیواں کا طلب گار — جو پیتا اس کا پانی آکے یکبار
نہ رکھتا پھر خیالِ آبِ حیواں — سمجھتا وہ اسی کو راحتِ جاں
یہ ہے درگاہ روح آباد نامی — مقامِ اشرفِ چشتی نظامی
چلو اے طالبانِ راہ عرفاں — ملے گا تم کو یاں پر فیضِ ایقاں
گلِ مقصود سے دامن کو بھر لو — جو کچھ ہو تم کو حاجت عرض کرلو
یہاں لٹتی ہے دولت دوجہاں کی — ملیں گی نعمتیں کون ومکاں کی
مرادیں دل کی یاں ہوتی ہیں پوری — دلِ تاریک یاں ہوتے ہیں نوری
رہے گا حشر تک یہ فیض جاری — چلے گی یاں نسیم نوبہاری
ہوئے لاکھوں ولی یاں ہوکے حاضر — تصرف یہ صدا رہتا ہے ظاہر
یہاں سے فیض کا چشمہ ہے جاری — ہمیشہ چلتی ہے بادِ بہاری

رہے گا دہر میں باعزت وشاں — غلامِ اشرفِ محبوبِ یزداں

(۱) جب سیر روضۂ منورہ سے طبیعت شگفتہ ہوئی فرمایا کہ جو کوئی اس روضۂ مکرم میں آئے گا فیض سے بے نصیب نہ جائیگا اور جو کوئی مثال میرے روضہ کی بنائے گا اس کو سزاوار نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) تاریخ ستائیسویں محرم کو فجر کے وقت دونوں امام ماتحتِ غوث تشریف لائے حضرت نے بائیں طرف کے امام کو پیش نماز کیا اور خود اقتدا کی۔ حاضرین کو حیرت ہوئی کہ خلاف معمول آج حضرت نے بائیں طرف کے امام کو امام بنایا۔ حضرت نور العین نے فرمایا معلوم ہوا کہ آج حضرت خانۂ دنیا کو تاریک کرکے عالم نور میں تشریف لے جائیں گے جو بائیں طرف کے امام کو اپنا امام بنایا کیونکہ غوث کا قائم مقام بائیں طرف کا امام ہوتا ہے۔ یہ اشارہ اپنے تفویض منصب غوثیت سے ہے۔ جب وظائف معمولی سے فارغ ہوئے اور نمازِ اشراق ادا کی بعدہ اندر حجرہ تشریف لے گئے اور ایک شخص کو دروازہ پر بٹھلادیا اور فرمایا کہ میں جس کو طلب کروں اس کو آنے دینا اور کسی کو اندر نہ جانے دینا۔ اس امر میں کمال تاکید کے ساتھ حکم دیا کہ خبردار خبردار کوئی اندر نہ آئے۔

(۳) مثنوی

مجھے ہے آج یاروں سے سروکار — نہیں خلوت میں میرے جائے اغیار
بجز یارانِ محرم غیر محرم — بنے گا کس طرح سے اپنا ہمدم
یہ ہے خلوت سرائے یار جانی — کروں گا طالبوں پر مہربانی
کہوں یاروں سے اپنے سرِ اسرار — عیاں ان پر کروں آثار وانوار
جو ہوگا محرم اسرار درویش — کہوں گا اس سے اذکارِ کم وبیش
نہ ہوگا جب کوئی غیروں سے موجود — کہوں گا بے تکلف اپنا مقصود
قفس میں مرغِ خوش گفتار کب تک — یہ بلبل بے گل وگلزار کب تک
تمنا ہے یہ بلبل کی بصد جاں — کہ دیکھوں اپنے مقصد کا گلستاں

نہ رکھنا تم جدائی کا مرے غم — ہمیشہ تم مجھے پاؤ گے ہمدم
کریگا جو مصیبت میں مجھے یاد — کروں گا غیب سے میں اسکی امداد
فقیر اشرفی رہ تو بھی بے غم — کہ اشرف ہے معین ہر دو عالم

(۱) تھوڑی دیر گذری تھی کہ مردان اوتاد اور ابدال حاضر ہوئے۔ اس کے بعد سرہنگان درگاہِ عالی ایک جماعت اولیاء اللہ کی حاضرِ خدمت ہوئی اور حضرت علی ثانی اور حضرت شیخ عبد السلام ہروی اور قاضی ابو المکارم خجندی اور حضرت شیخ معروف الدموی اور حضرت شیخ محمد دریتیم اور حضرت میر تنکر قلی قلنچاق اور حضرت شیخ حیدر خفچاق اور حضرت شیخ پیر علی ارلات اور جملہ اصحاب حاضر ہوئے اور حضرت نجم الدین اصفہانی جو دس محرم سے آکر مقیم تھے اور تمام چھوٹے بڑے نواح وجوار کے حاضر ہوئے تھے۔ حضرت نے مردان اخیار اور ابرار اور رجال الغیب اور اوتاد اور امامان اور جملہ اہل خدمات کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو درمیان تم لوگوں کے رکھا میں رہا۔ اب

(۲) فرمان اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً آیا۔ مجھ کو بجا آوری اس فرمان کی لازم ہوئی۔ میری جگہ پر اللہ کے ارادہ سے امام بائیں جانب کا غوث ہوگا اور بجائے بائیں امام کے داہنی طرف کا امام ہوگا۔ اسی طرح آخر تک یکے بعد دیگرے ترقی کریگا۔
" کوئی صاحب میرے جانے سے غمگین نہ ہوں گے کہ میں ظاہراً اور باطناً ہر حال میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں۔ اور معونت اور امداد فرزند نور العین کی آپ لوگوں سے
" چاہتا ہوں۔ خبردار خبردار کوئی صاحب میرے فرزند کی مدد سے باہر نہ ہوں گے۔
" جملہ اولیاء اللہ واہل خدمات نے بسر وچشم قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت نور العین کو
" اپنا سجادہ عطا فرمایا اور فاتحہ پڑھی۔ ہر ایک اہل حضار اخیار وابرار ساری جماعت نے
" حضرت نور العین کے دست مبارک پر مصافحہ کیا اور مبارکبادی دی۔ بعد اس کے حضرت چند ورق سادہ کاغذ کے لے کر اپنی قبر شریف میں تشریف لائے اور ایک
" شبانہ روز قبر کے اندر رہے۔ جو کچھ واقعات قبور اور تشریف آوری حضور اور حالِ ارتحال اور مقبولیت بارگاہِ ذوالجلال اور بشارت نسبت مریدان اور اظہارِ عقیدۂ حنفیہ اور

حال نزول ملائکہ ومنادی عالم ملکوت اس میں درج فرمائے۔ تمام خدام سلسلہ عالیہ نے
(۱) ایک ایک نقل اس کی اپنے پاس رکھی۔ وہ رسالہ "بشارت المریدین" اور "رسالہ قبریہ" کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں حضرت نے اپنی تجہیز وتکفین کی کیفیت بھی درج فرمائی ہے۔ اس لئے اس رسالہ کو ترجمہ کرکے اس موقع پر لکھتا ہوں۔

(۲) نقل رسالہ قبریہ جو قبر شریف میں تحریر فرمایا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَ مَنْ عَزَّ شَانُهٗ اَعْلٰی اَمْرُهٗ وَبُرْهَانُهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ اَفْضَلِ الْاَنْبِیَآءِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَعَلٰی اِخْوَانِنَا وَاَحِبَّابِنَا وَاَصْحَابِنَا نَحْنُ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْكَامِهٖ وَنَحْنُ نُؤْمِنُ وَنَعْتَقِدُ بِجَمِیْعِ اِعْتِقَادِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَالْاِیْمَانِ كَمَا هِیَ اِرَادَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۔ وَنُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَنَعْتَقِدُ بِفَضْلِ اَصْحَابِهٖ وَاَحَقُّ الْخِلَافَةِ اَبُوْبَكْرِ بْنِ قُحَافَةَ عَلٰی سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالتَّابِعِیْنَ ثُمَّ اَفْضَلُ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَاَحَقُّ الْخِلَافَةِ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ

ترجمہ: پاکی ہے اس کو کہ غالب ہے شان اس کی اور بلند ہے حکم اسکا اور حجت اس کی اور درود وسلام ہو اس کے نبی پر جو کہ افضل پیغمبر ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی اولاد سب پر، اور سلامتی ہو اس پر جو تابع ہوا امر ہدایت کا، اور ہمارے برادران اور یاران اور اصحاب ہمارے کے۔ میں ایمان لایا اور میں نے تصدیق کیا خدا کے ساتھ

جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور تعریفوں کے ساتھ ہے اور قبول کیا میں نے اس کے سب حکموں کو اور میں ایمان لایا خدا اور اس کے رسول پر اور اعتقاد رکھتا ہوں فضیلت اصحاب رسول پر اور مستحق زیادہ خلافت میں ابوبکر بن قحافہ تمام مسلمان اور تابعین پر پھر ان کے بعد افضل اور زیادہ مستحق خلافت عمر ہیں پھر عثمان پھر علی، راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سب سے، ہمارے فرزندان اور برادران اور معتقدان اور محبان کو معلوم ہو کہ ہم اسی پر تھے اور اسی پر ہیں اور اسی پر رہیں گے قیامت تک۔ كَمَا تَعِيشُونَ تَمُوتُونَ وَكَمَا تَمُوتُونَ تُحْشَرُونَ۔ ترجمہ:۔ جسطرح زندہ ہوں اسی طرح مروں گا۔ اور جس طرح مروں گا محشور ہوں گا۔

(۱) جو شخص اس پر اعتقاد نہ رکھے گمراہ ہے اور جھوٹا ہے۔ میں اس سے بیزار ہوں اور خدا عزوجل اس سے راضی نہیں۔ اس مدت کثیر یعنی زندگی میں ستر ہزار مرتبہ تجلی جمال فردانیہ (جمال وحدانیہ) اس فقیر پر متجلی ہوئی اور حق تعالیٰ نے اس قدر کرم فرمایا جس کا بیان ممکن " نہیں۔ فرشتوں نے آسمان پر منادی کی کہ اشرف ہمارا محبوب ہے۔ اور ان کے مرید سچے " ہوں یا جھوٹے، مخالف ہوں یا موافق سب کی پیشانی پر قلم معافی کا کھینچ دیا اور اشرف کے واسطے بخش دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ   یعنی (شکر خدا ہے اس پر)

یہ آخری خوشخبری اپنے برادران اور دوستان کو پہونچائی اور اختیار اس پر ہوا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔ یہ عبارت بشارت المریدین کی ترجمہ کر کے لکھی، یہاں سے مضمون دوسرے رسالہ قبریہ کا لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط۔ ارباب دانش وبیرت اور اصحاب دارین اور سیر کرنے والے راہ طریقت اور محققان حقیقت کو معلوم ہو کہ بموجب حکم

(۱) اِرْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً بارگاہ الٰہی سے فرمان ہوا کہ اس فقیر کو تیس ہزار فرشتے مقرب درخت سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے لیجائیں، اور منادی نے ندا دی کہ بفرمان ربانی چند روز واسطے ہدایت خلق خاکدان دنیا میں رہے۔ اب وہ وقت آیا کہ موافق اس حدیث نبوی حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ اپنے مرکز اصلی کی طرف تصرف کرو۔ فقیر نے بقدر ضعف اپنے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی کہ لَآ اُحْصِىْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اس کے بعد خدا کا فرمان فرشتوں کو ہوا کہ تیس ہزار فرشتے مقرب اور تیس ہزار مردان افراد مکہ اور مدینہ اور کوہ لبنان سے اور ہزار مرد ابدال مغرب سے اور ہزار مرد رجال الغیب سراندیپ سے اور ہزار

(۲) مرد غیب یمن سے دنیا میں مجھ کو غسل دیں اور آسمان پر لے جائیں۔ اور مقابل خانہ کعبہ " زمین پر میرے جنازہ کی نماز پڑھیں۔ اور واسطے نفع بندگان مجھ کو دار دنیا میں دفن کریں " جس میں جو کوئی میری قبر پر آوے حاجت اس کی بر آوے۔ اور بخشا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ عاقبت اس کی بخیر ہو۔ بِحُرْمَتِ النَّبِىِّ وَاٰلِهِ الْاَمْجَادِ۔

اللہ تعالیٰ ہم کو ہمیشہ ان کی اتباع اور غلامی میں رکھے۔

شب بست و ہشتم کو تمام رات خدام و اصحاب خدمت عالی میں حاضر رہے۔ نظارۂ جمال باکمال سے آنکھوں کو سیری نہیں ہونے پائی تھی کہ روز سیاہ تاریخ ۲۸ محرم الحرام ۸۰۸ھ ماتم انگیز کی صبح نے اپنا حسرت آمیز چہرہ دکھلایا۔

قطعہ

شب وصل کے جاگنے والوں کو نہیں اسکی خبر نہیں اسکی خبر
جسے صبح قیامت کہتے ہیں وہ یہی ہے سحر وہ یہی ہے سحر
کیوں آج اداسی چھائی ہے کسی جان جہاں کا نہ ہوئے سفر
دل زار میں تجھ سے پوچھتا ہوں ہوا کیوں مضطر ہوا کیوں مضطر

جب تاریخ ۲۸ محرم الحرام ۸۰۸ھ روز وصال آیا بعد ادائے وظائف سحری و اشراق حضرت محبوب یزدانی مصلی پر رونق افروز تھے اور آپکے بغل میں حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی

بیٹھے تھے ۔حضرت نور العین کو طلب فرمایا اور تمام اصحاب کو حکم دیا کہ تھوڑی دیر کیواسطے سب لوگ باہر ہو جائیں ۔سب لوگ باہر نکل آئے اس وقت سوائے حضرت محبوب یزدانی اور حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی اور حضرت نور العین کے کوئی اندر نہ رہا ۔اس وقت

(۱) اختتام اسرار معرفت حضرت نور العین پر فرمایا ۔

شعر

حریف جنس دو دید و جائے خالی   کہ سرپوش از طبق برداشت خالی

دوپہر تک اپنے فیضان برکات سے مالامال فرمایا ۔جب وقت زوال آیا ۔باہر والوں کو اندر طلب کیا اور سب کو اپنے پاس بلایا ۔حضرت نور العین کو اپنے سامنے بٹھلایا اور شیخ نجم الدین اصفہانی کو اپنے پہلوئے راست میں جگہ دی اور شیخ محمد دریتیم کو پہلوئے چپ میں بٹھلایا ۔اور تمام اصحاب مثل شیخ ابو المکارم اور شیخ احمد ابو الوفا خوارزمی اور شیخ ابو الواصل اور شیخ معروف الدیموی اور شیخ عبد الرحمٰن خجندی اور شیخ ابو سعید خزری اور ملک الامراء ملک محمود ساکن بہڈ ونڈ مع دیگر اکابر سب حلقہ کئے ہوئے بیٹھے تھے ۔اور مریدان اور معتقدان کا اس قدر مجمع تھا جس کا شمار کرنا مشکل تھا ۔غرض کہ آدمی قریات اور دیہات اودھ اور جونپور سب جمع تھے ۔بابا حسین خادم کو حکم ہوا کہ بقچۂ تبرکات خرقۂ مشائخ جو دنیا کے مشائخ سے حاصل ہوا ہے سب اٹھا لاؤ ۔

(۲) بابا حسین خادم نے لاکر حضرت کے سامنے رکھدیا چار خلعت صوف ایک وہ جو آپ کے مرشد حضرت شیخ علاؤ الحق والدین سے عطا ہوا تھا ۔دوسرا خرقہ دار الولایت چشت حضرت سید قطب الدین ثانی قدس سرہ سے ملا تھا تیسری خلعت کینگ شامی جو حضرت شیخ الاسلام سے ملا تھا ۔چوتھی خلعت گرامی جو حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہٗ سے ملا تھا ۔

" یہ چاروں تبرکات حضرت نور العین کو عطا فرمائے اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ میرا فرزند برحق
" اور خلیفۂ مطلق نور العین ہے ۔جو کوئی اس کے حلقہ سے پھریگا خراب ہوگا ۔اور جو ان کے
" حلقہ میں آئے گا دوجہاں کا مقصد اس کا پورا ہوگا ۔

(۳) بعد اس کے حضرت نور العین کے فرزندوں کو طلب کیا ۔

(۱) اول حضرت سید شمس الدین کہ اٹھارہ برس عمر رکھتے تھے اور سن شعور کو پہونچے تھے ۔ان کو تبرک جامہ عنایت کر کے فرمایا کہ فرزند نہایت بہرہ علوم سے رکھتا ہے ۔ لیکن ان کی عمر کم ہے ۔

(۲) بعد اس کے حضرت سید حسن کو بلایا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ حسن احسن الوجوہ واکبر الوقوہ خواہد بود ۔ترجمہ :۔کہ حسن مراتب جذب وسلوک میں بہتر اور درگاہ شریف کے متولی ونگراں اور سجادہ نشین ہوں گے ۔لفظ وجوہ کا ترجمہ لطائف اشرفی کے لطیفہ ۷ صفحہ ۲۴۹ جلد اول سے لیا گیا ۔اور لفظ وقوہ کا ترجمہ منتہی العرب وغیرہ سے نقل کیا گیا ہے ۔

(۳) بعد اس کے حضرت سید حسین کو طلب کیا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ حسین ثانی ما است کہ از وے خاندان بزرگ صادر گردد ۔ترجمہ :حسین میرا ثانی ہے اس سے بڑا خاندان صادر ہوگا ۔

(۴) اس کے بعد حضرت سید احمد کو طلب کیا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ احمد ثانی مسمیٰ باسم نبوی وموصوف بہ صفات مصطفوی ،واز تو فرزندان عزیز الوجود وصاحب الجود شوند ۔ترجمہ :۔احمد ثانی ہمنام نبوی اور موصوف بہ صفات مصطفوی ، اور تجھ سے فرزندان عزیز الوجود وصاحب الجود ہوں گے ۔

(۵) اس کے بعد حضرت سید فرید کو بلایا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ بیا فرید ثانی کہ از تو بوئے محبت الٰہی او رخلت لاانتناہی می آید ۔ترجمہ :۔آ اے فرید ثانی کہ تجھ سے محبت الٰہی وخلت لاانتناہی کی بو آتی ہے ۔

(۶) اس کے بعد حضرت شیخ احمد قتال کو جو قوم ترکان لور سے تھے ۔بلا کر تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ تم کو فرزندان عبد الرزاق سے سمجھتا ہوں چاہئے کہ فرزندی کو ہاتھ سے نہ دینا ۔

(۷) اس کے بعد حضرت شیخ دریتیم کو طلب کیا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ یہ یادگار میرے فرزند کبیر کا ہے جو مجھ کو بہت عزیز تھا ۔جو کوئی میرے حلقہ میں ہوا نکا حلقہ بگوش ہو

(۱) اور فرزندان عبدالرزاق کو جس طرح خزانۂ الٰہی اور گنج ناتمناہی سیر کیا ہے۔ اسی طرح انکو اور ان کے فرزندان کو بشرطِ اس کے کہ قناعت کرنے والے ہوں اس وقت میں ضامنِ

(۲) اسباب معاش ان کا ہوں کہ دوستدار میرے فرزند کا میرا دوست ہے۔ اور دشمن انکا میرا دشمن ہے۔ اور جو کوئی میرا دشمن ہے دشمن جمیع خاندانِ چشت کا ہے۔

ابیات

دوستدارِ خاندانِ اولیاءست　　دوستدار اولیاء مصطفےٰ ست
دوستدار اولیاء وانبیاء　　دوستدار حضرتِ عالی خداست
ورمعاذ اللہ بود برعکس کار　　کار وبارش عکس راہے اہتداست
زینہار اے دوستاں از راہ عکس　　خوار گردد درجہاں ایزد گواہ ست
من بہر حالے بفرزندان خویش　　ناظرم در ہر مکانے بے کم و کاست
ہر کہ زینا نم نداند درجہاں　　ظلمتے مردود راہ بے ضیاست

(۳) بعدہٗ حضرت شیخ ابوالمکارم کو بلا کر جامۂ تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ یہ میرے ہم رنگ ہے۔ خبردار خبردار دروازہ بحث کا بند رکھنا۔ اور اس گروہ مشائخ سے اعتقاد اور خلوص رکھنا۔

(۴) بعدہٗ حضرت شیخ شمس الدین اودھی کو بلایا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ تم مجھ سے جدا نہیں ہو۔ اور فرمایا کہ اشرف شمس اور شمس اشرف ایک ہیں۔

(۵) بعدہٗ حضرت شیخ معروف الدہوی کو بلایا اور تبرک عنایت کر کے فرمایا کہ تو میرے ہم رنگ ہے۔ اشرف معروف، معروف اشرف ایک ہیں۔ اسی طرح تمام خلفاء کو بلا کر تبرک عنایت کر کے خطاب و خصوصیت سے مشرف فرمایا اور سب کی دلداری و خاطر داری حد سے زیادہ فرمائی۔ بعد اس کے باآواز بلند فرمایا کہ اے برادران اور معتقدان اور مریدان اور حاضران جانو اور آگاہ ہو کہ اشرف جہانگیر کو اپنے سے غائب اور دور نہ سمجھنا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے کرم سے جوار قدس میں جگہ دی ہے۔ اور شرف وصول سے مشرف فرمایا اور اپنے لطفِ بے نہایت سے مجھ کو محبوب کہا۔

(۱) اور فرمایا کہ تمہارے فرزندان اور مریدان اور معتقدان اور دوستان مخالف اور

(۲) موافق سب کو دوزخ سے آزاد کیا۔ ظہر کے وقت حضرت نور العین کو امامتِ نماز کے واسطے ارشاد فرمایا اور تمام حاضرین کے ساتھ اقتدا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے حضرت محبوب یزدانی نے خود اٹھ کر تواضع تمام حضرت نور العین کے ہاتھ پر مصافحہ کیا۔ بعدہٗ تمام اصحاب نے حضرت نور العین سے مصافحہ کر کے سر ادب جھکا دیا

(۳) اور حضرت محبوب یزدانی مردانہ وار بیٹھ گئے اور قوالوں کو بلا کر حکم دیا کہ گانا (قوالی) شروع کرو اور یہی شعر ملحاتِ سعدی سے قوال گانے لگے۔

شعر

گر بدست تو آمده اجلم　　قد رضینا بما جری القلما

اور حضرت خود یہ اشعار پڑھنے لگے۔

ابیات

خوبتر زیں دگر نباشد کار　　یار خنداں رود بجانب یار
سیر بیند جمال جاناں را　　جاں سپارد نگار خنداں را
تنگ در بر نگار بر گیرد　　تا قیامت بخواب در گیرد

(۴) یہ ابیات قوال گانے لگے اور خود حضرت بھی عالم وجد میں موافقت کرتے تھے کہ در و دیوار جوش میں آئے اور بلبل و قمری خروش میں آئے اسی حالت میں طائر روحِ پاک قالبِ عنصری سے پرواز کر کے گلزارِ قدس میں داخل ہوئی۔

ابیات

زآواز شیریں بجوش آمدند　　چو بلبل بگلشن خروش آمدند
بدست آمده جام ذوق وصال　　بدم در کشیدہ شد از وجد حال
خرامید سوئے حریم نگار　　سپرده رواں جان شیریں بہار

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

مثنوی

(۱)

جب کیا اس شاہِ شاہاں نے سفر — طالبوں کا حال تھا زیر و زبر
دن میں تاریکی نمایاں ہوگئی — صبر کی قوت دلوں سے کھوگئی
کوئی کہتا ہائے وہ نور الیقیں — ہوگیا پوشیدہ اب زیر زمیں
وہ مرا مہر شرف نور القلوب — ہوگیا کس برج میں جاکر غروب
کس طرح ان کی زیارت ہو نصیب — چاہتا ہے دل ملے وصل حبیب
آنکھیں پھر اس نور سے ہوں پُرضیا — جس سے ہو آئینۂ دل کی جلا
حال ہے اب دردِ ہجراں سے خراب — آئے گی فرقت میں کیونکر دل کو تاب
آسماں سے جب گرے کوہِ ملال — کیوں نہ ہو کشت تمنا پائمال
روئے انور دیکھتے تھے صبح و شام — پائیں گے کس طرح اب یہ فیض عام
سر سے اٹھا سایۂ غوث جہاں — بے کسوں کا تھا وسیلہ بے گماں
جس سے تازہ تھی بہار باغ چشت — اب وہ ہے سرورِ رواں زیب بہشت
کہہ کے کیا سمجھائیں گے ہم قلب کو — رات دن تڑپائے گا غم قلب کو
روح کو یہ ہجر کا صدمہ ہے شاق — جاں گسل ہے آپ کا سوزِ فراق
جس کی خوشبو سے معطر تھا دماغ — ہوگیا تاراج وہ عشرت کا باغ
بزم آرائے ولایت تھا جو ماہ — چھوڑ کر ہم کو گیا سوئے الٰہ
روح افزا حلقۂ دار الاماں — ہوگئے سنسان دونوں بیگماں
چھوڑ کر ہم خاطر ناشاد کو — کردیا آباد روح آباد کو
وحدت آباد اب ہے اک ہو کا مقام — غرق دریائے الم ہیں خاص و عام
کثرت آباد آج تنہا رہ گیا — دل یہ ہجر شاہ کا غم سہہ گیا
اٹھ گئی دنیا سے ایسی ذات جب — ہم کو ہو پھر زیست کی امید کب
چاہیئے ہم کو یہی تا زندگی — ہاتھ سے چھوڑیں نہ رب کی بندگی
دل میں اس کی یاد لب پہ ذکر ہو — روز و شب ہر دم اسی کی فکر ہو

ماسوا سے ہو سوا اس کو نہ کام — مست ہوں پی کر مئے وحدت کا جام
شوق میں اپنی خودی کو بھول جائیں — ذرہ ذرہ میں اسی کا نور پائیں
ہے یہی لازم رہیں صبح و مسا — تابعِ حکمِ خدا و مصطفٰے
عشق پیرانِ طریقت سے کریں — پیروی کا ان کی ہر دم دم بھریں
شیخ رہ کا متبع ہوئے گا جو — پائے گا وہ منزلِ مقصود کو
ہو کے یکسو محوِ ذاتِ حق رہو — دیکھو سب کچھ اور نہ کچھ منھ سے کہو
اولیاء اللہ جیتے ہیں سدا — موت ان کو کر نہیں سکتی فنا
گو بظاہر ہوں نگاہوں سے نہاں — آنکھ والوں کے لئے وہ ہیں عیاں
جو کرے خاصانِ حق سے عرض حال — اسکے ہوتے ہیں معیں بے قیل و قال
جو کرے گا کاملوں سے التجا — پائے گا بے شک وہ اپنا مدعا
مشکلوں میں کام آتے ہیں ضرور — کوئی ہو نزدیک یا ہو کوئی دور
حشر میں بخشائیں گے پیش خدا — خادموں کو اپنے بالطف و عطا
حشر کے دن ہوگی ظاہر انکی شان — پیشِ درگاہِ خداوند جہاں
اتباعِ انبیاء و اولیاء — جس نے کی وہ مردِ کامل ہوگیا
اشرفی اندیشۂ فردا ہے کیا — شاہ اشرف ہے جو تیرا مقتدا
ان کے صدقے سے تری ہوگی نجات — ہیں وہ فرزند رسولِ کائنات

(۱) جب اس مہرِ سپہرِ فضل و کمال کو خدام والا نے بعد تجہیز و تکفین تہ خانۂ قبر میں سپرد خاک کیا۔ تیسرے روز فاتحہ کے دن تمام اولیائے روئے زمین اور جملہ فقرا و مشائخین اور گروہِ مریدین و معتقدین کا ایک مجمع عظیم الشان ہوا۔ اور حضرت قدوۃ الآفاق حاجی

(۲) سید عبد الرزاق نور العین قدس سرہ مسند سجادہ حضرت محبوب یزدانی پر جلوس فرما ہوئے حاضرین نے آپ کے دست مبارک پر مصافحہ کیا اور قدمبوسی کی اور نذریں گذاریں

(۳) وہی شان وہی جلوہ حضرت محبوب یزدانی کا ناظرین کی نظروں میں چھا گیا۔ چالیس برس تک بعد حضرت محبوب یزدانی کے آپ سجادہ نشین رہے۔ اور آخر وقت میں بجائے

① اپنے فرزند اکبر حضرت سید ابی محمد ن الحسن کو اپنا قائم مقام اور سجادہ نشین بنایا۔ اور آپ کے دیگر فرزندان اور خلفاء کے حالات گیارہویں صحیفہ میں بالتصریح درج کئے گئے ہیں۔

خاتمہ

① ان تصرفات اور کرامات کے ذکر میں جو بعدِ رحلتِ حضرت محبوب یزدانی آج تک مزار فائز الانوار سے جاری ہیں

② قَالَ الْاَشْرَفُ کلّ نبیّ ظَهَرَتْ کَرَامَتُہٗ عَلٰی وَاحِدٍ مِّنْ اُمَّتِہٖ فَهِیَ مَعْدُوْدَةٌ مِّنْ جُمْلَةِ مُعْجِزَاتِہٖ۔

ترجمہ: حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ہر نبی کہ ان کی امت کے کسی ایک کی کرامت اس نبی کے تمام معجزات میں شمار ہے۔

③ مثنوی

ولی سے کرامت جو پائے ظہور — وہ ہے پرتو معجزہ کا ضرور
ولی سے اگر ہو کرامت کوئی — سمجھنا یہ ہے معجزات نبی
یہاں درگہہ شاہ سمنان میں — مریض اچھے ہوتے ہیں اک آن میں
جذامی و مبروص آئے جو یاں — شفا پا کے جائے گا وہ بے گماں
کسی پر اگر سحر کا ہو ضرر — تو جاتا رہے دم میں اس کا اثر
مریضوں کا مجمع یہاں صبح و شام — عدالت میں رہتا ہے شہ کے مدام
یہ محبوب یزداں کا ہے فیض عام — جہاں میں رہے تا بروز قیام
اسی در سے ناقص ہوئے با کمال — اسی در سے کامل ہوئے بیمثال
جو اس آستانہ پہ ٹھہرے کوئی — تو دیکھے کہ کیا اس کی حالت ہوئی

کھلے اس پہ اسرار سرّ و علن — عجب چشمہ سینہ میں ہو موجزن
بہت سے بزرگانِ عالی خیال — اسی در سے بنکر گئے با کمال
تو تھا اشرفی اک ذلیل و حقیر — ہوا لطفِ اشرف سے پیر و فقیر

(۱) اول ان بزرگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو حضرت محبوب یزدانی کے مزار فائز الانوار سے اویسیہ طور سے فیض پہونچا اور درجۂ کمال کو پہونچے۔

(۲) ذکر حضرت مولانا آل احمد محدث ہندی کے فیضیاب ہونیکا

حضرت مولانا آل احمد محدث ہندی آپ کا مسکن پھلواری شریف میں تھا۔ آپ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی پھلواری کی اولاد سے تھے۔ جن کا نسب خاندان جعفری الذینبی تھا
(۳) جب آپ نے وطن میں تحصیلِ علوم سے فراغت پائی اور دستار فضیلت آپ کے سر پر بندھی وطن میں چندے درس علمی دیتے رہے اور مجردانہ زندگی بسر کی۔ چالیس برس کے سن میں مدینہ منورہ زاداللہ شرفاً و تعظیماً حاضر ہوئے۔ وہاں بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حدیث کا درس دیتے رہے۔ اسی اثنار قیام دربار نبوی میں آپ اولیاء اہل خدمت
(۴) کے زمرہ میں داخل ہوئے۔ ابرار و اخیار نقباء و نجباء ابدال و اوتاد سے ترقی پاکر غوث کے داہنی طرف کے امام ہوئے۔ جب بائیں طرف کا امام ترقی پاکر غوث ہوا تو آپکو مرتبہ بائیں طرف کے امام کا ملا۔ صرف ایک درجہ غوثیت کا طے کرنا باقی تھا کہ بماہ شعبان
(۵) سنہ ۱۲۹۰ھ میں آپ نے شب کے وقت عالم خواب میں یہ دیکھا کہ مواجہ شریف کے سامنے ایک چارپائی بچھی ہے۔ اس پر حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ رونق افروز ہیں اور ایک بچہ صغیر سن ہشت سالہ بھی آپکے ساتھ ہے اور تمام اولیائے روئے زمین مؤدب دست بستہ کھڑے ہوئے ہیں۔ سب کی طرف حضرت محبوب یزدانی متوجہ ہوکر ایک ایک کو خطاب بشارت آمیز فرمارہے ہیں۔ جب حضرت مولانا آل احمد محدث ہندی کی نوبت
(۶) آئی تو آپ نے فرمایا۔ کہ آل احمد قطب الاقطاب خواہی شد۔ یعنی تم اولیاء روئے زمین

(۱) کے سردار غوث ہوگے۔ اسی سال حضرت پیر و مرشد حاجی الحرمین سید ابو محمد اشرف حسین زاداللہ فیضانہٗ و برکاتہٗ واسطے حصول شرفِ زیارت مدینہ منورہ بعد ادائے حج حاضر ہوئے جہاں مولانا نے حضرت محبوب یزدانی کو مواجہ شریف کے سامنے دیکھا تھا۔ اسی مقام پر آپ کھڑے ہوکر صلوٰۃ و سلام پڑھنے لگے۔ مولانا آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ بعد ختم صلوٰۃ و سلام کے، مولانا نے پوچھا کہ آپ ہندوستان کے رہنے والے ہیں؟ کچھوچھہ شریف میں آپ کا مکان ہے؟ آپ حضرت محبوب یزدانی کی اولاد میں ہیں؟ آپ کے جد بھی آپکے ساتھ ہیں؟ اور آپ میرے لینے کے واسطے آئے ہیں۔

حاجی شیخ سبحان علی مرحوم مہاجر مدینہ منورہ کے گھر حضرت کا قیام تھا۔ مولانا نے آکر کہا۔ کہ آپ میرے لینے کو آئے ہیں میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ میرا قرض پانچسو روپئے ادا کر دیجئے تو میں جاؤں حضرت خاموش رہے۔ کہ مولانا نے فرمایا حضرت ہاتھ اٹھائیے اور اپنے جد کو فاتحہ پڑھ کر دعا مانگئے۔ تیسرے دن مولانا ہنستے ہوئے آئے اور کہا کہ آپ میرا قرض تو ادا کر دیئے۔ لیکن میرا اور میرے شاگرد عبدالعزیز کا خرچ راہ ہندوستان تک چاہیئے۔ اس کا بھی بندوبست کیجئے۔ حضرت دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کا ارادہ کرتے تھے کہ حاجی شیخ سبحان علی مرحوم نے عرض کیا کہ یہ خدمت میرے ذمہ ہے۔ میں دونوں صاحبوں کا خرچ دوں گا۔ مولانا محدث نے فرمایا کہ اس سے پہلے حج بیت اللہ
(۲) کے لئے یہاں آیا۔ اب حج و زیارتِ آستانۂ کچھوچھہ شریف کے لئے جاتا ہوں۔ چنانچہ جب حضرت مدینہ منورہ سے لوٹے مولانا مع شاگرد کے تھے۔ اول کچھوچھہ شریف میں فقیر خانہ پر ٹھہرے اور جب فاتحہ پڑھنے درگاہ شریف کو چلے تو کچھوچھہ شریف میں ایک میل کے فاصلہ پر سے جوتی اتار دی پابرہنہ زیارت کو گئے اور سرزمین مبارک درگاہ شریف پر کبھی تھوکا نہیں۔ ایک رومال تہہ کیا ہوا جیب میں رہتا تھا اسی میں تھوکتے تھے۔ اور کبھی سرزمین درگاہ شریف میں پاخانہ اور پیشاب کو نہیں گئے۔ اس قدر اس کا ملحوظ خاطر تھا اور غذا بہت قلیل کھاتے تھے۔ رات کو کبھی ایک پیسہ بھی آپ کے پاس نہیں رہتا تھا۔ جو کچھ موجود ہوتا دن میں صرف کر ڈالتے۔

فرماتے تھے کہ ایک دن میرے بستر کے اندر ایک پیسہ دبا ہوا رہ گیا۔ رات کو مجھے نیند نہیں آتی تھی۔ جب بستر کو جھاڑ کر پیسہ کو نکالا اور کسی مسکین کو دے دیا تب مجھ کو نیند آئی۔

(۱) یہ بھی فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ تنگئ خرچ سے میں مقروض ہو گیا تو دعاءِ الفؔ جس کی اجازت فقیر کو بخشی پڑھنی شروع کی چالیس دن کے درمیان میں اس قدر آمد فتوحات مجھ کو ہوئی کہ قرض ادا ہو گیا۔ مگر مرجع خلائق اس قدر ہونے لگا کہ اوقاتِ معینہ میں میرے فرق آنے لگا۔ میں نے دعاءِ الفؔ پڑھنا چھوڑ دیا۔

آپ کے پاس ایک دوہری چادر تھی ایک طرف اس کا سِرا کھلا تھا سوتے وقت اس کے اندر آپ گھس کر رسی سے اس کا منھ باندھ دیتے تھے۔ یہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

(۲) چاول، دال، سادی روٹی آپ کی غذا تھی۔ ایک وقت جو کھانا آپ کے سامنے جاتا اسی میں سے رات کا حصہ بھی رکھ لیتے۔ اور فرماتے کہ اب میرے لئے کھانا نہ لانا چالیس دن فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کے حجرہ میں جو درِ دولت پر حضرت محبوب یزدانی کے واقع ہے حضرت معتکف رہے۔ اس کے بعد آزادانہ طور سے ہندوستان کی سیر کرنے لگے۔ حیدر حسین

(۳) خاں رئیس گورکھپور درگاہ شریف میں حاضر تھے ان کے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ چالیس برس تک یہ بزرگ دربار رسالت میں حاضر رہے اب ہندوستان میں کسی ولی کے مزار پر آنیکی ان کو کیا ضرورت تھی۔ مولانا کے قلب مبارک پر خانصاحب کا خطرہ ظاہر ہو گیا۔ فرمایا کہ خانصاحب ہوش کا علاج کرو۔ آفتاب میں نور بھی ہے نار بھی ہے۔ مگر بغیر وسیلہ شیشۂ آتشی کوئی آفتاب سے آگ لے سکتا ہے؟ بقول شخصے ؎

کے شود نور خدا بے پیر حاصل بندہ را　　　آتش خورشید بے شیشہ نسوز دینہ را

(۴) ایک صاحب مولانا کے پاس بیٹھے تھے ان کے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ چالیس برس تک تو مولانا دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہے اب پیرانہ سالی میں نکلے ہیں خدا جانے کہاں مریں گے۔ جنت البقیع میں مدفن پانا بھی مشکل ہے۔ آپ نے اس شخص کی طرف مخاطب ہو کر ہنس کر فرمایا کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے تیری قبر جنت البقیع میں ہوگی۔ میں کہیں بھی رہوں مگر دم واپسیں مدینہ منورہ پہونچ جاؤں گا۔

(۱) حافظ ظہیر الحق صاحب باشندہ ضلع آرہ، نقل کرتے تھے کہ ایک ہی دن اور ایک ہی تاریخ میں لوگوں نے مولانا کو جامع مسجد کلکتہ میں دیکھا اور اسی دن جامع مسجد دہلی میں دیکھا

(۲) ایک شخص نے دہلی کی جامع مسجد میں آپ کے سامنے اتنا کہا تھا کہ مولانا آل احمد محدث ہندی جو مدینہ منورہ میں درس حدیث دیتے تھے وہ آپ ہی ہیں۔ آپ اس کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ "میاں وہ ایسا ہی تھا جیسا کہ میں ہوں۔ یہ کہکر دو چار قدم چلے اور غائب ہو گئے۔

(۳) مولانا لطف اللہ صاحب (مرحوم) ساکن علی گڑھ کو آپ نے سند حدیث عطا فرمائی تھی اور میرے فرزند دُرِّ نجف حاجی سید ابو المحمود احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو تقریب مکتب چار سال چار ماہ چار روز آپ ہی نے بسم اللہ پڑھائی تھی۔ دسویں محرم ۱۲۹۱ھ کو مولانا فقیر خانہ پر تھے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ مع دیگر برادرانِ خاندانی مولانا سے اس بات پر مصر ہوئے کہ کچھ ذکر شہادت بیان کیجئے۔ اول تو منبر پر جانے سے انکار کیا کہ ساداتِ آلِ رسول فرش پر ہوں اور میں منبر پر ہوں۔ باصرار تمام جب منبر پر تشریف لے گئے۔ صرف یہ حدیث پڑھی الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ یہ پڑھنا تھا کہ بغیر ترجمہ بیان کئے ہوئے حاضرین پر بے حد جوش رقت پیدا ہوا۔ اور خود بھی روتے روتے بیتاب ہو گئے۔

ایک اربعین (چالیس روز) جو فقیر کے حجرہ میں آپ نے قیام فرمایا۔ اسی مدت میں

(۴) آپ فائز المرام مرتبۂ غوثیت پاکر رخصت ہو گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سات برس تک آپ اس مرتبۂ غوثیت پر رہے اور قریب زمانۂ انتقال مدینہ منورہ پہونچکر جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ (رحمہ اللہ علیہ)

(۵) اور اس فقیر جامع رسالۂ ہذا کو مولانا نے دعاء الفؔ کی اجازتِ عمل اور قرات عطا فرمائی۔ اگر کوئی ایک سال کامل بعد عشاء اکتالیس مرتبہ پڑھے تو یقیناً فارغ البال ہو جائیگا۔ اور مخلوق کی نظروں میں عزیز ہوگا۔

(۶) بعد ترخیص آستانۂ عالی (بعد رخصت) پھر مولانا کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ فقیر جامعِ رسالۂ ہذا اپنے حجرۂ چلہ کشی میں جو درِ دولت حضرت جدا علیٰ پر واقع ہے۔ اگہن کے مہینہ میں مقیم تھا۔ آدھی رات کے وقت بطریق چشتیہ ذکر جہر میں مشغول تھا اور مجھ کو برزخ اور ذات وصفات اور شدّ اور مدّ اور تحت اور فوق میں کچھ خطرہ واقع ہوا تھا تو میں نے اپنے جدّ

(۱) حضرت محبوب یزدانی کی طرف رجوع کرکے عرض کیا کہ یا تو حضور خود میری تسکین فرمائیں یا کسی کو میری تسکین کے لئے بھیج دیجئے۔ یہ میرا عرض کرنا تھا کہ یہ معلوم ہوا جیسے کوئی حجرہ کی کنڈی ہلا رہا ہے۔ حجرہ کے دروازہ پر میاں متان شاہ اور میاں سبحان علی شاہ سو رہے تھے۔ کہنے لگے کہ کون صاحب ہیں۔ میں نے اندر سے آواز دی کہ چپکے رہو۔ دروازہ حجرے کا کھول کر ان بزرگ کو اندر بلایا۔ ان کے تشریف لانے کے بعد دیا سلائی سے چراغ جلایا ان بزرگ نے فرمایا کہ مقدس مقام پر دیا سلائی سے چراغ نہ جلاؤ۔ کیونکہ دیا سلائی میں شراب اور اسپرٹ ڈال کر بناتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں آپ کے پاس کچھ ذکر شغل کرنے کی نیت سے آیا ہوں اگر اس میں کچھ غلطی ہو تو تبلا دیجئے یہ کہہ کر مشغول بذکر ہو گئے۔ اور فرمانے لگے کہ اس مقام سے رفعِ خیالاتِ نفسانی، اور یہاں سے رفعِ خیالاتِ شیطانی اور اس مقام سے خیالاتِ رحمانی کرنا چاہیئے۔ جب تمام ذکر کے مدارج بیان کر چکے تو فرمایا کہ ذرا آپ بھی میرے سامنے ذکر کیجئے چونکہ میرے خطرات اور شبہات حضرت کے ذکر کرنے سے رفع ہو چکے تھے اور حق تعالیٰ نے مجھ عاجز اور مسکین کو اول سے قابلیتِ تفہیم، طرقِ اذکار عطا کی تھی میں نے بے تکلف اسی طرح سے ذکر کیا جیسے حضرت نے مجھ کو تعلیماً فرمایا تھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میرا نام شاہ محمد حسن گرم دیوانی ہے

(۲) اور مجھ کو اپنے والد حضرت شاہ باسط علی قدس سرہ سے اس کی تعلیم پہونچی۔ ان کو اپنے والد حضرت شاہ عبد العلیم قدس سرہ سے یہ سلسلہ تعلیم کا حاصل ہوا۔ اور ان کو اپنے والد حضرت شاہ ابو الغوث گرم دیوان قدس سرہ سے یہ سلسلہ ملا۔

(۳) جس وقت حضرت شاہ ابو الغوث گرم دیوان قدس سرہ آستانہ روح آباد میں حاضر ہوئے اور حضرت محبوب یزدانی کے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھنے گئے آپ نے بچشم ظاہر دیکھا کہ حضرت مزار پاک سے مجسم باہر نکل آئے۔ اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کے فیضان وبرکات سے مالا مال فرمایا (رحمۃ اللہ علیہ) پھر حضرت شاہ محمد حسن گرم دیوانی قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے نام سے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہ تک جن ناموں کے واسطے سے مجھ کو یہ سلسلہ ملا ہے ان کے نام لکھ لیجئے۔

(۱) یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ میرے جد حضرت شاہ ابو الغوث قدس سرہ کے یہاں ایک دن فقراء بکثرت مہمان ہوئے۔ باورچی خانہ میں لکڑی نہ تھی کسی آزاد فقیر نے کہا تنور کے لئے لکڑی نہیں روٹی کیونکر پکے۔ کیا آپ کو بجائے لکڑی کے تنور میں جھونک دیں۔ آپ نے پیراہن مبارک اتار کر فرمایا کہ موٹی موٹی روٹی پکا کر میرے پیٹھ میں لگانا شروع کرو مگر روٹی لگانے کے بعد پھر ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہارا ہاتھ جل جائے گا۔ جب روٹی پک جائے گی خود چھوٹ کر گر پڑے گی۔

(۲) چنانچہ مقام موضع دہاوا ضلع غازی پور میں آپ کی اولاد کے گھروں میں روٹیوں میں سے آدھی یا ٹکڑا روٹی تبرکاً رکھی ہے۔ زمانۂ عرس میں اس تبرک روٹی سے ایک جز بھنڈارہ "کے آٹے میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ تصرف اور کرامات بیّن دیکھی گئی کہ کبھی بھنڈارہ کی روٹیوں میں کتنے ہی آدمی کھائیں مگر کم نہیں ہوئی۔ سلسلۂ گرم دیوان میں اس طرح سے فیضان"

(۳) حضرت محبوب یزدانی کا پہونچا جیسا ذکر کیا گیا۔ مزار آپ کا موضع لُہرا متصل قصبہ مبارک پور ضلع اعظم گڈھ میں واقع ہے۔ فقیر جامع رسالۂ ہذا بجماعت مریدان ایک شب جمعہ کو بین المغربین "آپ کے مزار فائز الانوار پر ذکرِ حلقۂ جہر بطریق چشتیہ، اشرفیہ ادا کیا تھا۔

(۴) ذکرِ فیضیابِ ہونے حضرت شاہ نعمت اللہ ولی پھلواری

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ جن کا مزار مبارک مقام قصبہ پھلواری شریف "ضلع پٹنہ میں واقع ہے۔ آپ کو بطور اویسیہ روحانیہ پاک حضرت محبوب یزدانی سے" فیض حاصل ہوا۔ ان کی خانقاہ میں اب تک حضرت محبوب یزدانی کا عرس اور فاتحہ مع روشنی کے ہوتا ہے۔

(۵) ذکرِ فیضیاب ہونے حضرت مولانا محمد کامل علیمی ولیدپوری

جناب مولانا محمد کامل علیمی رحمۃ اللہ علیہ خود فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا سے فرماتے تھے

(۱) کہ ایک دن میں اپنے برادرزادہ عبدالعزیز کے مکان پر جونپور میں ٹھہرا تھا۔ حالت مراقبہ
میں مجھ پر یہ کشف ہوا کہ بیرون دروازہ رنگ برنگ کے نقرئی گھوڑا مع زین زریں کے
کھڑا ہوا ہے۔ اور میں اس پر جاکر سوار ہو گیا اس نے مجھ کو چشم زدن میں آستانۂ
(۲) روح آباد درگاہ کچھوچھہ شریف پر پہونچا دیا۔ حضرت محبوب یزدانی کی زیارت مجھ کو نصیب
ہوئی اور مجھ کو اپنی نعمتوں سے سرفراز کیا اور اسی عالم میں مجھ کو حضرت نے اپنا خرقہ پہنایا۔
اور ایک سونٹا چاندی کا جسکی لمبان ایک گز سے کم ہوتی تھی عطا کیا۔ مولانا اکثر کبھی عرس
کے زمانہ میں اور کبھی غیر عرس میں اس آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپکے ہمراہ سو ڈیڑھ سو
آدمی معہ صوفی محمد جان اور دیگر خلفاء ہوتے تھے اور جب تشریف لاتے تو سوائے اس
فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کی خانقاہ کے دوسرے مقام پر قیام نہیں فرماتے تھے۔ جس
زمانہ میں آپ ضلع بستی کے صدر امین تھے اکثر میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے
تھے کہ جب آپ کے صاحبزادہ ضلع بستی میں آئیں تو آپ ان سے تاکید کر دیجئے کہ سوائے
میرے مکان کے اور کہیں نہ ٹھہریں ان کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ چونکہ آپ
(۳) کو حضرت محبوب یزدانی کی روحانیہ پاک سے فیض اویسی حاصل ہوا تھا اس لئے جیسے
حضرت محبوب یزدانی نے اپنے انتقال سے پہلے پندرہ برس کے اپنا روضہ مع خندق نیر شریف
تیار کرایا تھا اسی طرح حضرت مولانا محمد کامل قدس سرہ نے چند سال اپنے انتقال سے پہلے
(۴) ملحق بہ مسجد لب تالاب اپنا قبہ تیار کرایا۔ جس میں تخمیناً ایک لاکھ پچیس ہزار اینٹ لگی ہو گی مگر
ہر اینٹ پر ایک ایک قرآن ختم کیا گیا ہے۔ آپ کے مریدان حفاظ قصبہ ٹانڈہ اور بنارس
نے اس قرآن خوانی میں بڑا حصہ لیا ہے۔ جہاں سے جتنے ختم قرآن کی فہرست آتی تھی اتنے
ہی اینٹیں شمار کر کے علیٰحدہ کر دی جاتی تھیں اور کام میں آتی تھیں۔ جو آیاتِ قرآنی بالہامِ ربانی
آپ کے قلب پر مختلف مواقع پر ظاہر ہوئیں ان آیتوں کو قبہ شریف کے گرد حلقہ آپ نے
(۵) لکھوا دیں۔ آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین صوفی محمد جان صاحب نہایت مردِ صالح اور
نیک ہوئے۔ اور اس فقیر جامع رسالۂ ہذا نے ان کو بمقام ٹانڈہ اپنی طرف سے تاج و دلق
اور خلافت نامہ عطا کیا۔ مگر آپ کی حیات نے زیادہ مہلت نہ دی بحالت علالت

چند روز بنارس رہے۔ آخر قریب زمانہ انتقال اپنے پیر و مرشد کے آستانہ ولید پور
میں حاضر ہو کر رحلت فرمائی۔ مجلس خانہ سنگین مع دیگر عمارات با تزئین اپنی حیات میں
بعنوان شائستہ تیار کرا کر گئے۔ اور اپنے بھتیجے کو جانشین اور خلیفہ کر گئے۔ اور خدمت مرشد
میں ایسے سرگرم ہوتے کہ تعلقاتِ دنیاوی سے تجردی پسند کی۔ اور خدمتِ مزارِ مبارک
(۱) اور اجرائے طریقۂ فقر اور اہتمام عرس حضرت مولانا قدس سرہ میں نہایت اخلاص اور
جوش عشق کے ساتھ سرگرم رہتے تھے۔ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کئی بار حضرت مولانا کے
عرس میں حاضر ہو کر فیضانِ سلسلۂ اشرفیہ سے مستفیض ہوا۔

(۲) ذکر فیضیاب ہونے حضرت شیخ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ

فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کے ایام طفولیت میں قبل غدر جناب شیخ امیر الدین باشندہ
علاقہ ترہونت اس آستانہ پر حاضر ہوئے۔ وہ سچے طالبِ معرفتِ الٰہی تھے۔ بارہ برس
کامل آستانہ روح آباد میں ٹھہرے رہے۔ دن کو روزہ رکھتے تھے۔ افطار کے وقت
آدھ پاؤ آٹا کسی خادم درگاہ کے گھر سے منگاتے۔ اس کی ایک ٹکیہ آگ پر سینک کر پکاتے
اسی سے روزہ کھولتے۔ اور رات بھر شب بیداری کرتے جب ان کے وطن والوں کو
چند سال کے بعد آستانہ روح آباد میں قیام کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو گھر والوں نے
پچاس روپیہ ماہوار خرچ کے لئے بھیجنا شروع کیا۔ مگر جس دن وہ پچاس روپئے وطن
سے آتے اسی دن آپ فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیتے اور خود وہی آدھ پاؤ آٹا کسی
خادم کے مکان سے منگوا کر اپنی گذر کرتے۔ ناظم اور چکلہ دار اور دیگر ملازمین سرکار
لکھنؤ یا کوئی راجہ نواب یا رئیس اگر آتا اور کچھ آپ کی نذر کرتا اس کو واپس کر دیتے
اور ہرگز قبول نہ فرماتے۔
بعض بے عقلوں کو یہ مرجع خلایق دیکھ کر جناب شیخ صاحب کی ذات قدسی
صفات سے رشک اور حسد پیدا ہوا۔ آپ درگاہ شریف کے باہر مکون کے جنگل

میں جا بیٹھے۔ وہیں خلقت خدا اکٹھی ہونے لگی آخر لوگ منا کر سمجھا کر پھر دربار شریف میں لے آئے۔

(۱) آپ کے حصولِ کمال اور فیضیابی کی یہ صورت واقع ہوئی آپکا معمول تھا کہ دن کو حضرت محبوب یزدانی کے مزار پاک پر حاضر ہو کر تلاوت قرآن میں مصروف رہتے اور شب کو حضرت شاہ جہانگیر ثانی کے بنگلہ میں درود شریف بکثرت پڑھا کرتے۔ آپ کو کسی سے بیعت اور تعلیم فقر حاصل نہ تھی۔ ایک شب کو حضرت شاہ جہانگیر قدس سرہ بنگلہ سے تہجد کے وقت اٹھکر بنگلہ شاہ لاڈ میں جہاں آپ کا بستر تھا آکر بیٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ خادم کنجی بردار جس کے ہاتھ میں تینوں پھاٹکوں کی کنجی رہتی تھی وہ تو سو رہا ہے ایک دوسرے صاحب کنجی ہاتھ میں لئے ہوئے آئے۔ اول صحن عدالت کے پھاٹک کو کھولا پھر زینوں سے چڑھ کر صحن روضہ مبارک کے پھاٹک کو کھولا اس کے بعد قبہ شریف کے قفل کو کھولا۔ اور یہاں نیچے صحن عدالت میں فراشوں نے آکر فرشِ وسیع بچھایا۔ شمع اور فانوس کی روشنی ہوگئی۔ وسط فرش پر ایک تخت باتکلف بچھا کر اس پر مسندِ شاہانہ بچھائی اور گاؤ تکیہ رکھدیا۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی بشانِ محبوبانہ تاجِ شاہانہ سر پر رکھے ہوئے قبہ شریف سے باہر چلے آتے ہیں۔ داہنے بائیں دو دستی روشن ہاتھ میں دو آدمی لئے ہوئے قدم قدم پہ روشنی دکھلاتے آرہے ہیں۔ اور پیچھے ایک آدمی چنور ہلا رہا ہے۔ اس شان کے ساتھ حضرت محبوب یزدانی تخت پر جلوس فرما ہوتے۔ بڑے بڑے مشائخ کبار فرش کے کنارہ تک جب پہونچتے ہیں تو ایک خادم آداب عرض کرتا ہے کہ حضرت شیخ نجم الدین صغیر حاضر ہیں۔ جب اشارۂ اجازت فرماتے ہیں تو وہ بزرگ آدابِ شاہانہ بجالا کر فرش پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اسی طرح خادم عرض کرتا ہے کہ وہ شیخ کبیر العباسی آئے ہیں۔ جب اشارہ اجازت حاضری پاتے ہیں اور آداب شاہانہ بجالا کر فرش پر بیٹھ جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قریب سو دو سو بزرگوں کے اسی طرح سے حاضر ہوتے اور آداب شاہانہ بجالا کر بیٹھ جاتے۔ پھر یہ دیکھا کہ حضرت شاہ جہانگیر ثانی اپنے مزار سے نکل کر بلا اطلاع حضرت کے چلے آئے اور آپ کے تخت سے مل کر آداب شاہانہ بجالا کر بیٹھ گئے۔ اور بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں

باادب تمام عرض کیا کہ داداجان امیر الدین بہت دنوں سے آپکی توجہ کا امیدوار حاضر دربار رہتا ہے کچھ ان کو عنایت کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند اس شخص کا ظرف اتنی بڑی نعمت کا بار اٹھانے کا متحمل نہ ہو سکے گا۔ آپ نے عرض کیا اگرچہ اس کے ظرف میں قابلیتِ تحمل نہیں مگر حضور اپنے کرم سے کچھ عنایت فرما دیجئے۔ ایک خادم کی طرف ارشاد ہوا

(۱) وہ ایک جام شربت حضرت محبوب یزدانی کے سامنے لایا۔ حضرت نے اپنے لبِ مبارک سے لگا کر خادم سے فرمایا کہ وہ شخص جو بنگلہ میں بیٹھا ہے جا کر اس کو پلاؤ۔ شیخ امیر الدین نے اس جام کو کھڑے ہو کر نوش کر لیا۔ فوراً ان پر کشفِ اسرارِ باطنی ہوگیا اور چودہ طبق روشن ہوگئے۔ صبح کو میرے والد کے ماموں شاہ ظہور اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ درگاہ شریف میں فاتحہ پڑھنے آئے شیخ جی نے عرض کیا کہ مجھ کو مرید کر لیجئے آپ نے جواب دیا کہ تمہارا مرید کرنا آسان نہیں۔ تم کو وہ شخص مرید کریگا جسکو حضرت محبوب یزدانی ارشاد فرمائیں گے۔ کیوں کہ تم بارہ برس سے آستانۂ عالی پر معتکف ہو۔ آپکے ہمراہ شیخ جی مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور کیفیت اپنی ظاہر کر دی کہ مجھ کو جو عطا کرنا تھا حضرت محبوب یزدانی نے عطا کیا۔ اب صرف بہ غرض واسطہ بیعت ظاہری آپ سے تعلق اور واسطہ چاہتا ہوں۔ غرض وہیں مزار مبارک پر شرف بیعت سلسلہ اشرفیہ سے مشرف ہوئے۔

ایک سال کے بعد آپ مرض وبائی میں علیل ہوئے۔ میرے چچا شاہ احمد حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تلاوت کا قرآن دیا کہ آپ اسی میں تلاوت کیا کریں گے۔ اور فرمایا یہ بیماری میری مرض الموت ہے۔ اور سارا قصہ حضرت محبوب یزدانی کے فیضیاب ہونیکا بیان کیا اور کہا کہ میرے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے گا کہ امیر الدین اس آستانہ سے نامراد اور محروم گیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میری تمنا تھی کہ حضرت کے آستانہ کے زینہ کے برابر میری قبر بنے جس میں حضرت کے زائرین کے قدم میرے سینہ پر پڑیں۔ اگر اس بات کو حضرت کے مخدوم زادگان نہ قبول کریں تو میری قبر حضرت بی بی گربہ کے قریب دار الامان کے بنانا۔ آپ کی بلی ایک ولی کاملہ گزری ہے۔ چنانچہ آپکے انتقال کے

(۱) بعد وہیں بی بی گربہ کے قریب آپ دفن کئے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) ذکر فیضیاب ہونے حضرت مولانا سید غلام رسول

حضرت مولانا سید نوازش رسول بیتھوی ضلع گیا جو حضرت محبوب یزدانی کے حقیقی بہن بی بی صائمہ کی اولاد سے تھے اور اجازت عملِ دعاء سیفی فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا کو انھیں سے ملی اور بعض اذکار سلسلہ اشرفیہ کی تعلیم فرمائی۔ وہ فرماتے تھے کہ میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اس وقت میرے والد بغرض تحصیل علوم کلکتہ میں قیام رکھتے تھے۔ جب ان کی کتابیں ختم ہوئیں تو چاہتے تھے کہ ابتدا سے انتہا تک تمام کتب درسیہ طلباء کو ایک مرتبہ پڑھاؤں اس کے بعد وطن کو چلوں۔ اسی اثناء میں میرے دادا نے ان کو خط بذریعۂ ڈاک بھیجا کہ میرا وقتِ اخیر ہے۔ جلد چلے آؤ۔ چنانچہ تین دن پیشتر انتقال سے وہ دادا جان کے پاس پہونچ گئے۔

دوسرے دن دادا صاحب نے ان کو اپنے سلسلہ بیعت میں داخل کرکے فرمایا کہ اب مجھ کو فرصت تعلیم و تربیت سلوک کی تمہارے نہیں ہے سلسلہ اشرفیہ میں مرید کردیا اور حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کے سپرد تم کو کرتا ہوں۔ ان کے مزار سے تمہاری تکمیلِ سلوک اور تعلیم باطنی ہوگی۔ بعد انتقال دادا صاحب کے میرے والد صاحب کو یہ خیال گذرا کہ جب تک کسی مرشدِ ظاہر سے تعلیم نہ حاصل کروں گا اہل مزار سے میری رسائی کیونکر ہوگی۔ اس خیال سے پٹنہ میں حضرت منعم پاک ابوالعلائی کی خدمت بابرکت میں آکر ان کے حلقۂ توجہ میں بیٹھے۔ تین دن تک انھوں نے توجہ ڈالی کچھ اثر نہ ہوا۔ حضرت منعم پاک کے پیر بھائی ایک بزرگ صاحب قوت تھے۔ اگر پتھر پر نظر ڈالتے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ انھوں نے فرمایا کہ اس سید زادہ بیتھوی کو میرے حلقہ میں بھیجو دیکھوں تو کیوں کر ان کے قلب پر اثر نہیں پڑتا۔ دو دن ان بزرگ نے بھی توجہ ڈالی کچھ اثر نہ ہوا۔ تیسرے دن وہ بزرگ مراقب ہوکر ان کے قلب کی

ماہیت دیکھنے لگے۔ دیکھا کہ حضرت محبوب یزدانی کا ہاتھ ان کے قلب پر رکھا ہوا ہے انھوں نے فرمایا کہ میں کیا اگر تمام اولیائے روئے زمین جمع ہوکر تم پر توجہ ڈالیں گے کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ تمہارے قلب پر حضرت محبوب یزدانی نے اپنا دست کرم
(۱) رکھدیا ہے۔ پھر تو جناب شاہ غلام رسول (رحمۃ اللہ علیہ) وہاں سے رواں دواں کچھوچھہ شریف کو چلے جس زمانہ میں نہ یہ ریل تھی نہ یہ سڑکیں تھیں جنگل اور پہاڑ ناہموار کا سفر کرتے ہوئے مہینوں میں حاضر آستانہ روح آباد ہوئے۔

اس زمانہ میں حضرات بیتھو کی آمد و رفت آستانہ روح آباد پر کم تھی۔ خدام عوام یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ حضرات بیتھو حضرت محبوب یزدانی کی حقیقی بہن کی اولاد میں
(۲) ہیں۔ چند روز آپ درگاہ شریف میں صبح و شام مزار پاک پر حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن کسی خادم بے ادب نے یہ بات کہی کہ حضرت مخدوم کی اولاد کچھوچھہ شریف، بسکھاری جائس، بسوڑھی میں ہیں بیتھو میں کہاں سے آئے۔ وہاں کے لوگ کھانے کمانے کیلئے اپنے کو حضرت کی اولاد کہتے ہیں۔ اس بات سے حضرت مولانا غلام رسول کے قلب پر سخت صدمہ ہوا اور مزار مبارک پر جاکر غلاف مزار پکڑ کر بے اختیار روئے۔ اور رو، رو کر یوں عرض کیا کہ اگر میں حضور کی اولاد میں نہیں ہوں تو صاف لفظوں میں فرما دیجئے جس میں ہم اور ہمارے خاندان والے کبھی اپنے کو آپ سے منسوب نہ کریں۔ ان کی
(۳) گریہ وزاری نے یہ اثر دکھلایا کہ حضرت محبوب یزدانی کا دست مبارک قبر سے باہر نکل آیا اور مولانا کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ تم ہماری اولاد ہو۔ کسی کے انکار کرنے سے کیا
" ہوتا ہے۔ حضرت کا دستِ مبارک مولانا کے ہاتھ میں آنا تھا کہ تمام منازلِ سلوک طے ہوگئیں۔ اور وطن میں آکر اکثر لوگوں کو خلافت عطا کی۔ اور بہتوں کو سلسلۂ بیعت میں داخل کیا۔ اور مولانا نوازش رسول کے سر پر تاج خرقۂ مبارک رکھا اور گلے میں سیلی پہنائی اور اپنا خلیفہ و قائم مقام بنایا۔

فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا بتقریب عرس بیتھو شریف میں مولانا نوازش رسول (رحمۃ اللہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سال آپ نے شاہ چاند اپنے چھوٹے بھتیجے کو

اپنا خلیفہ و قائم مقام بنایا اور میرے ہاتھ سے ان کے سر پر تاج فقر رکھوایا۔ اور گلے میں سیلی ڈالی۔ یہ صاحبزادہ صاحب وجد و حال با فراق اور با کیفیت ہیں۔ آپ نے اپنے بھتیجے کو جو سید عمر دراز حسین (مرحوم) کے بیٹے ہیں۔ اپنے سامنے ان کو خرقہ خلافت پہنایا اور اپنا قائم مقام بنایا۔ خدا اس سلسلہ کو روز بروز ترقی بخشے۔

جب فقیر جامع رسالۂ ہذا مقام بیتھو شریف پہونچا اور برادر سجادہ نشین کے مکان پر قیام پذیر ہوا۔ اسی وقت مولانا نوازش رسول (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے اور فرمایا کیوں صاحب آپ ہمارے مکان پر کیوں نہیں ٹھہرے۔ میں نے گستاخانہ عرض کیا کہ حضور میں نے اثنائے راہ میں جا بجا سنا کہ مولانا کے گھر جو کوئی مہمان ہوتا ہے۔ تو وہ در دولت پر ٹھہرا رہے اور خود مولانا کھڑکی سے نکل کر کئی منزل دور پہونچ گئے۔ یا تو مہمان بشکل دربان درِ دولت پر قیام کئے ہوئے پڑا رہے یا مایوس ہو کر چلا جائے۔ آپ نے فرمایا کوئی مہمانِ عظیم الشان اگر اس فقیر خانہ پر آئے تو یہ ممکن ہے کہ میں اس کو چھوڑ کر کہیں باہر چلا جاؤں؟ آپ کو آج ہمارے گھر مہمان ہونا پڑے گا۔ مجھ کو کیا عذر ہوتا بموجب ارشاد آپ کے آستانہ فیض کاشانہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے پہلے اپنے مکان کو فرش و فروش سے آراستہ کر رکھا تھا عصر کے وقت فرمایا کہ چلئے ہمارے جد مخدوم شاہ درویش کے مزار پر کہ اس وقت کوئی غیر نہ تھا۔ آگے آگے مولانا پیچھے پیچھے یہ خاکسار چلا۔ راستہ میں مجھ کو یہ خیال گذرا کہ دعائے سیفی کی اجازت خاندان اشرفیہ کی اگر مولانا مجھ کو عنایت کریں تو بہتر ہوگا کیوں کہ کچھوچھہ شریف میں اب اجازت دعائے سیفی کا سلسلہ جاری نہیں۔ مولانا کو میرا خیال اپنے کشفِ باطنی سے معلوم ہو گیا۔ فرمایا کہ کیوں صاحب اگر کوئی ابجد خواں کہے کہ ہدایہ کا ہم کو سبق پڑھا دو تو کیا استاد پڑھائیگا اور کیا شاگرد سمجھے گا۔ اس وقت اس خاکسار کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اگر آپ اجازت نہ دیں گے تو میں اپنے جد کی مزار پر آپ کی شکایت کروں گا اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بعد زیارت مزار جب مولانا کے مکان پر آئے آپنے ضیافت میں بڑا انتظام کیا۔ انواع و اقسام کے نمکین اور میٹھے کھانے پیش کئے۔ تہجد کے وقت بعد ادائے نماز تہجد

حضرت میرے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کہ میاں صاحبزادے میں آپ کے سامنے ذکر و اشغالِ خاندانِ اشرفیہ کی صحت چاہتا ہوں۔ چنانچہ خود مشغول ہو گئے اور فرمایا کہ برزخ سے یہ مراد ہے اور ذات و صفات شد اور مد سے یہ مراد ہے ذرا آپ میرے سامنے کیجئے تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اشغال کے ساتھ مناسبتِ ازلی اس فقیر کو عطا کی تھی تو اس خادم نے بھی اسی طرح ادا کیا فرمایا یہی طریقہ آپکے جد حضرت محبوب یزدانی کا تھا۔ اور پھر فرمایا کہ دعائے سیفی کی اجازت میں بخوشی آپ کو دیتا ہوں۔ کون ٹھکانہ اگر آپ مزار مبارک پر جا کر میری شکایت کر دیں۔ یہ دن کے مکاشفہ کا جواب رات کو دیا۔

فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا بنارس سے کچھوچھہ شریف کے آنے کے ارادے پر قبلِ نمازِ فجر بڑے اسٹیشن بنارس پر پہونچا۔ بعد ادائے نماز فجر اول اوراد اشرفیہ و مسبعاتِ عشر پڑھ کر حرز یمانی پڑھ رہا تھا۔ بعد اختتام حرز مذکور دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی شکل والے معہ تاج ترکی و عمامۂ مشائخانہ تشریف لائے۔ بعد مصافحہ و معانقہ مجھ سے استفسار ① کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے۔ میں نے جواب دیا کہ میں اولاد مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی محبوب یزدانی سے ہوں۔ کل پرسوں میرے جد اعلیٰ کا عرس ہوگا ان بزرگ نے فرمایا کہ میرا نام نعمت مجیب پھلواروی ہے۔ میں بھی بغرض شرکت عرس شریف جاتا ہوں۔ اور آپ یہاں میرے لینے کو تشریف لائے تھے۔ چنانچہ مولانا فقیر کے ہمراہ میری خانقاہ میں ٹھہرے اور میرے ساتھ مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ کیوں کہ آپ کے جد کو اویسیہ طور سے حضرت محبوب یزدانی کے روحانیہ پاک سے فیض ہوا تھا۔ اور آپ کو بطور خاص حضور کا بھی فیض پہونچا۔ آپ نے فقیر اشرفی جامعِ رسالۂ ہذا سے حرز یمانی کے پڑھنے کی اجازت چاہی۔ فقیر نے ان کو اجازت بخشی مگر لفظاً بعد لفظٍ حرفاً بعد حرفٍ حرز موصوف کے سنانے کی نوبت نہیں آئی۔

① ذکر فیضیاب ہونے حضرت مولانا نعمت مجیب پھلواروی

② ذکر فیضیاب ہونے حضرت مولانا محمد نعیم فرنگی محلی لکھنوی

حضرت مولانا محمد نعیم فرنگی محلی لکھنوی جو خاندان قادریہ رزاقیہ میں حضرت سید عبدالرزاق بانسوی

کے سلسلہ میں بیعت تھے۔ اور اس فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کے ساتھ ان کو کمال عنایت مبذول تھی۔ کیونکہ یہ فقیر نسبًا خاندان حضرت محبوب سبحانی سے ہے۔ بوجہ واسطہ سلسلہ جد اعلیٰ حضرت

(۱) محبوب سبحانی میرے ساتھ شفقت اور محبت کا برتاؤ فرماتے تھے۔ آپ کو اویسیہ طور سے روحانیہ پاک حضرت محبوب یزدانی سے سلسلۂ بیعت میں فیض پہونچا تھا۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد بہت دنوں تک مولانا کے مزار پر مثل درگاہ کچھوچھہ شریف و بانسہ شریف

(۲) اسیب زدوں کا مجمع ہوتا تھا۔ مولانا نے اپنے حیات میں فرمایا تھا کہ فقیر اس کا نام ہے جو جا کر زمین کے نیچے جا کر اپنا تصرف دکھلائے۔ مگر یہ مجمع آسیب زدگان اور مجمع بیماران بعض لوگوں کو ناپسند آیا۔ جو پوشیدہ طور سے بذریعہ پولیس ایسی کوشش کی کہ ہر پنجشنبہ کو مجمع عام طور سے رک گیا مولانا کے فضائل و کمال میں تو کچھ فرق نہیں آیا آپ کو سلسلہ اشرفیہ یں خاص طور سے نسبتِ روحانی حاصل ہوئی تھی (رحمۃ اللہ علیہ)

(۳) ذکر حضرت مخدومی و مرشدی مولانا سید ابو محمد اشرف حسین کا توجہ نظری

حضرت مخدومی و مولائی و مرشدی اخی الاعظم حاجی الحرمین الشریفین سید ابو محمد اشرف حسین زاد اللہ فیضانہ دید کا تھا کہ جب عالم روحانی میں حضرت محبوب یزدانی سے اشارہ حصول ارشاد تعلیم سلسلۂ ابوالعلائیہ ہوا۔ آپ کو کسی قدر تامل ہوا کہ توجہ نظری کا طریقہ خاندان اشرفیہ میں نہیں ہے۔ دیکھا کہ حضرت محبوب یزدانی نے اویسیہ طور سے آپ سے بیعت لی اور توجہ نظری

(۴) فرمائی۔ اس کے بعد حضرت مخدومی نے بہار شریف میں حضرت مرشد الانام اور مرجع خاص و عام جناب حضور مولانا سید امین احمد فردوسی ابوالعلائی سے جا کر تعلیم و تربیت خاندان ابوالعلائی بطور خاص حاصل کی اور سلاسل فردوسیہ و قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ وغیرہ میں عام طور سے خلافت اور ارشاد حاصل کیا۔

(۵) حضرت احمد اللہ شاہ صاحب جو ایام غدر میں شہید ہوئے۔ آپ کو بھی نسبت اویسیہ

حضرت محبوب یزدانی سے حاصل تھی۔ سید ارشاد علی شاہ عرف گڑھیالی شاہ کے مکان پر ایک شخص کپڑا بیچنے والا اکثر آکر ٹھہرتا تھا۔ دن کو اِدھر اُدھر کپڑا بیچتا پھرتا شام کو جو نفع پاتا محتاجوں کو تقسیم کر دیتا۔ اور تہجد کے وقت سے اشراق کے وقت تک صحن درگاہ شریف کی مسجد میں اللہ اللہ کرتا اور کپڑوں کی گٹھری باندھ کر دن بھر گاؤں گاؤں میں پھر کر کپڑے بیچتا۔ ایک شب حسب معمول ایک ٹاٹ کا ٹکڑا بغل میں لیئے ہوئے وضو کر کے مسجد میں داخل ہوئے۔ صحنِ عدالت درگاہ میں ایک بنگلہ شاہ لاٹ بنگلہ کے نام سے مشہور ہے اسمیں علی بخش خادم مرحوم سوتے تھے۔ آکر ان کو جگایا اور کہا کہ چلو مسجد میں فیض و برکت حاصل کرو۔

علی بخش خادم ان کے ساتھ اٹھے اور وضو کر کے مسجد میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد میں سفید فرش بچھا ہوا ہے اور بہت سے لوگ بجماعت نماز تہجد پڑھ رہے ہیں۔ اور ایک بزرگ امامت کر رہے ہیں۔ علی بخش نے کپڑے بیچنے والے سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے جو نماز پڑھا رہے تھے۔ کپڑے بیچنے والے نے کہا کہ یہ میرے مرشد

(۱) احمد اللہ شاہ صاحب ہیں جن کو حضرت محبوب یزدانی سے فیض روحانی حاصل ہوا ہے۔ یہ میرے مرشد کبھی کبھی اس آستانہ پر حاضر ہو جاتے ہیں مگر خبردار اس راز کو کسی سے نہ کہنا۔ جب میاں علی بخش کو نیند کا غلبہ ہوا صحن عدالت کے بنگلہ میں جا کر سو رہے۔ صبح کو جب اٹھ کر مسجد میں گئے نہ وہ فرش دیکھا نہ وہ نمازی نظر آئے۔ صرف وہی کپڑا بیچنے والا ٹاٹ کا ٹکڑا بچھائے بیٹھا نظر آیا۔ جب صبح کو درگاہ شریف میں مجمع حاجتمنداں اور خدام درگاہ ہوا تو میاں علی بخش خادم نے رات کا قصہ لوگوں سے بیان کر دیا۔ اسی تاریخ سے وہ کپڑا بیچنے والا غائب ہو گیا درگاہ شریف میں نظر نہیں آیا۔

(۲) ذکر فیضیاب ہونے مولانا سید شاہ میر صاحب دہلوی

جناب سید شاہ میر صاحب دہلوی کچھوچھہ شریف میں حضرت محبوب یزدانی کے آستانہ پر تین برس کامل حاضر رہے اور نعمت باطنی سے مالامال ہو کر جب دہلی واپس آئے۔ ایک

(۱) مجذوب قطب دہلی کی جگہ پر قائم مقام ہو گئے۔ ان پر جذب اس قدر غالب ہوا کہ پابندیِ شریعت ایکدم چھوٹ گئی اور بیرون شہر قریب پہاڑ گنج جنگل میں رہنے لگے۔ جب فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا نے ان کے جائے قیام پر خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ میں تمہارے جد کے مزار پر تین برس حاضر رہا ہوں۔ میں نے کہا "کیا آپ کے وہ جد نہ تھے"؛ فرمایا۔

شعر

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اور فرمانے لگے کچھ کھانے پینے کی چیز اگر لائے ہوتے تو ہماری تمہاری خوب لطف کی باتیں ہوتیں۔ یہ اشارہ شیشۂ مے کی طرف تھا۔ میں نے جواب دیا کہ پینے کو تو نہیں مگر کھانے کی چیز موجود ہے۔ پان کا ڈبہ نکال کر ایک گلوری دی بڑے اصرار سے کھالی۔

(۲) ایک دن میرے صاحبزادہ مولوی سید احمد اشرف مرحوم سے اس وقت بارہ[۱۲] برس کے بچے تھے بازار میں ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب پھول والے کی دوکان پر بیٹھے تھے۔ پوچھنے لگے تم کمل پوش کے لڑکے ہو۔ جب میں ان کی ملاقات کو گیا تھا تو شامی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اسی لئے مجھ کو خطاب کمل پوش کا دیا۔ میرا صاحبزادہ اگرچہ بچہ تھا مگر ان کے اشارہ کو سمجھ گیا اور کہا کہ میں انھیں کمل پوش کا لڑکا ہوں۔ بیرونِ شہر جنگل میں جہاں آپ رہتے تھے وہیں انتقال فرمایا۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔

(۳) کتابِ لطائفِ اشرفی اور مکتوباتِ اشرفی

سے معلوم ہوا کہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی نے تمام اہلِ خدمات اولیائے روئے زمین سے وعدہ کرالیا ہے کہ ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ کو حاضر ہوا کریں۔ اور ان میں سے جو مرتا جائے اپنے قائم مقام کو وصیت کرتا جائے کہ حاضریِ آستانۂ روح آباد کبھی ترک نہ کرنا۔ اور حضرت محبوب یزدانی نے مردانِ اوتاد و ابدال و نقباء و نجباء و ابرار

واخیار ہر گروہ کے واسطے ایک ایک جگہ قیام کے لئے معین کر دی ہے۔ ہمیشہ وہ اپنے

(۱) وقت پر آتے ہیں۔ اور آیا کریں گے۔ جو لوگ مرد کامل اور درویش صاحب دل ہوتے ہیں ان کو یہ بزرگان اہل خدمات نظر آتے ہیں۔ اس قدر تذکرہ ان لوگوں کا فقیر اشرفی جامعِ رسالۂ ہٰذا نے درج تحریر کیا۔ پانچسو برس کی مدت میں ہزاروں لاکھوں بزرگوں نے اس آستانہ سے بطور اویسیہ

(۲) فیض حاصل کیا ہوگا۔ چنانچہ محمد حسین خاں رئیس نیورہ ضلع بارہ بنکی جو روزانہ نماز تہجد حضرت محبوب یزدانی کے درِ دولت پر ادا کرتے تھے۔ ایک شب یہ دیکھا کہ صحن عدالت میں جھاڑ و فانوس کی روشنی ہو رہی ہے اور یہ خاں صاحب درِ دولت پر بغرض نماز تہجد جا رہے ہیں۔ ایک صاحب نے آگے بڑھ کر خانصاحب کو واپس کر دیا اور کہا کہ یہ موقع آپ کے جانے کا نہیں ہے۔ غالبًا وہ رات شب ستائیسویں رجب رہی ہو گی۔ اور بعض ایام اندھیری رات مختلف جانب سے ذکر جہر کی آواز آتی تھی۔

(۳) اب یہاں سے ان لوگوں کا حال لکھتا ہوں جو ہمارے زمانے میں مبتلائے آسیبِ جن یا سحر ہو کر آئے یا کسی سخت مرض میں علیل ہو کر آئے مثل جذام، برص، تپ دق، کوریِ چشم، جنون وغیرہ میں مبتلا ہو کر آئے اور اس آستانہ پر ان کو صحتِ کامل حاصل ہوئی۔ اس کے متعلق جو کچھ میں لکھتا ہوں چیدہ اور پسندیدہ واقعات کو حوالہ تحریر کرتا ہوں۔

۱

(۴) منشی غلام غوث میر منشی لفٹنٹ گورنر الہ آباد و آگرہ کے ماموں منشی شمس الدین جو بارہ برس کامل آستانۂ روح آباد میں معتکف رہے تھے انھوں نے سچے سچے واقعات کرامات جو انکے سامنے گذرے دو کتابیں "جمال اشرفی" اور "کمال اشرفی" کے نام سے ایک نظم اور ایک نثر میں دو جلدیں تحریر کیں یہ دونوں جلدیں چھپنے نہ پائیں کہ وہ انتقال کر گئے۔ اب نہیں معلوم کہ دونوں جلدیں کہاں ہیں اور کس کے ہاتھ لگیں۔ اگر میں ایام شعور سے اپنی اسّی برس کے سن تک کے حالات، کرامات جو میری نظروں سے گذرے ہیں لکھوں تو ایک بڑی مبسوط کتاب ہو جائیگی۔

مگر نہایت اختصار کے ساتھ چند واقعات لکھتا ہوں۔

(۱) میری اوائل عمر میں سید محمد میر بادشاہ صاحب منصف مرحوم داماد سر سید احمد خان دہلوی کی ناکتخدا لڑکی پر آسیب جن کا ہو گیا تھا۔ انھوں نے ہر چند گنڈہ تعویذ عاملوں سے کرائے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس وقت میں سید میر بادشاہ مقام اکبرپور ضلع کانپور میں منصفی کرتے تھے وہاں پران کو کسی سے معلوم ہوا کہ درگاہ کچھوچھہ میں آسیب اور جن حاضر ہونے سے دفع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دہلی سے اپنے بھائی سید زماں شاہ کو لڑکی کے ہمراہ کر کے درگاہ کچھوچھہ شریف میں بھیجا۔ یہاں چند روز لڑکی نے قیام کیا تھا کہ اسی اثنا میں تعطیل کلاں میں جو ایک مہینہ کی ہوتی ہے۔ میر بادشاہ منصف بھی درگاہ کچھوچھہ شریف میں حاضر ہوئے جب زمانۂ تعطیل میں صرف دو ہفتہ باقی رہ گیا۔ حضرت محبوب یزدانی کے مزار پر حاضر ہو کر غلاف مبارک پکڑ کر بہت روئے اور یہ شعر پڑھا۔

شعر

باغِ عالم میں نہ ہوگا کوئی ہم سا بے نصیب　　آ گئے ایسے باغ میں اور خالی داماں لے چلے

اور عرض حال کر کے روتے ہوئے اپنی قیام گاہ میں آئے۔ اسی شب کو مریضہ لڑکی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا روضہ مبارک کے دروازہ پر کھڑی ہیں اور حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ سے فرما رہی ہیں کہ فرزند اشرف یہ لڑکی میری ذریت سے ہے اس پر جلد توجہ کرو کہ اچھی ہو جائے۔ آپ نے عرض کیا کہ ہمارے دربار میں ایک چلہ سے دوسرے چلہ تک ٹھہرانے کا معمول نہیں ہے۔ اگلی جمعرات کو اس لڑکی کو صحتِ کامل ہو جائے گی۔ اور میر زمان شاہ مرحوم اس لڑکی کے چچا نے یہ خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر قدس سرہ بزبان فارسی فرماتے ہیں۔ "باذکر کبیر گی برود و علی بخش خادم ہمراہ رود" صبح کو فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا سے اس خواب کی تعبیر پوچھی اور یہ کہا کہ اس عبارت کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ یہ اہل زبان کا کلام ہے۔ اس سے صحت مریضہ کی بشارت پائی جاتی ہے۔ "باذکر کبیر گی برود و علی بخش خادم ہمراہ رود"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مریضہ ہماری بڑائی کا ذکر کرتی ہوئی جائے۔

اور علی بخش خادم ساتھ پہونچانے جائے۔ چنانچہ دوسری جمعرات کو مریضہ قنات کے اندر بیٹھی تھی اور باپ و چچا بھی اس کے پاس تھے کہ دفعتاً لڑکی پر جن کا تسلط ہوا۔ عالم بیہوشی میں ہائے جلا ہائے جلا کی صدا بلند تھی اور لڑکی کے باپ دیکھ رہے تھے کہ جیسے کسی نے قد آدم زمین سے اچھال دیا اور پھر زمین پر گری۔ وہ کہتے تھے کہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس لڑکی کو صحت بھی ہو جائے گی کہ بار بار قد آدم اچھل کر زمین پر گرتی ہے ہڈیاں پاش پاش ہو جائیں گی۔ جب اس کو ہوش آیا اور صحت ہوئی تو باپ اور چچا دونوں نے پوچھا کہ تمہارے بدن میں درد تو نہیں ہوتا، کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔ اس نے کہا نہ میرے چوٹ لگی ہے اور نہ کہیں درد ہوتا ہے

(۱) بعدِ صحت دہلی میں مکان پر لائے اور اس لڑکی کی شادی کر دی۔

چونکہ اس لڑکی کو فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا کے ساتھ محبت و اعتقادِ کامل تھا جب میں

(۲) لطائف اشرفی چھپوانے دہلی میں آیا تو میر بادشاہ نے اپنی کوٹھی میں ٹھہرایا اور دو برس کامل تا اختتام طبع کتاب میری خدمت گذاری اور مہمان داری حد سے زیادہ کی اور وہ لڑکی بھی فقیر کے ہاتھ پر مرید ہو گئی۔ تیس برس کے بعد وہ دہلی میں بیمار پڑی اس کی کشش قلبی نے یہ اثر دکھلایا کہ میں خود بمبئی سے دہلی آیا اور بروز انتقال تین گھنٹہ مرنے سے پہلے تجدید بیعت کی اور انتقال کر گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت نصیب کرے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں۔ حضرت محبوبِ الٰہی کے جوار میں دفن ہوئی۔

۲

(۳) مولوی محمد شفیع جج اپنی بیوی مریضہ کو لیکر درگاہ شریف میں آئے۔ خوبیٔ قسمت اس بی بی کو خواب میں حضرت محبوب یزدانی کی زیارت نصیب ہوئی اور یہ بھی دیکھا کہ ان پر جو بلا تھی وہ آگ میں جلا دی گئی۔

۳

(۴) مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب مرحوم جج بحالت مرض ورم جگر حاضر آستانہ روح آباد ہوئے۔ اتفاق سے ڈاکٹر شفاخانہ تحصیل ٹانڈہ آ گئے اور علاج کرنا چاہا مگر مولوی سمیع اللہ خاں

مرحوم نے علاج سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں جن کے شفا خانہ میں حاضر ہوا ہوں وہ ہی میرا
(۱) علاج کریں گے۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ انڈے کھاؤ اور خربوزہ کھاؤ۔ چنانچہ وہ دیہات کے پھیکے پھیکے خربوزہ منگا کر کھانے لگے چند روز میں اچھے ہو گئے۔

۴

(۲) حکیم محمود خاں صاحب مرحوم دہلوی کے عزیزوں میں ایک صاحب کو الہ بخش خبیث گنگوہی بہت کچھ تکلیف دیتا تھا۔ حکیم صاحب مرحوم نے ان عزیز صاحب کو میر فخرالدین دہلوی کے ساتھ کرکے درگاہ کچھوچھہ شریف میں بھیجا۔ چند روز کے ٹھہرنے میں صحت کامل ہوگئی اور بخوشی اپنے وطن میں واپس آئے۔

(۳) سکندرآباد ضلع بلند شہر میں لالہ شیو پرشاد ایک رئیس تھے ان کے صرف ایک لڑکی تھی وہ دفعتًا بیمار پڑی اور ہاتھ پیر سے معذور لولی لنگڑی ہوگئی۔ جب یونانی اور ڈاکٹری علاج کرکے عاجز ہو گئے۔ کسی شخص نے درگاہ کچھوچھہ شریف کی رہ نمائی کی۔ یعنی وہاں پر ہر قسم کے مریضوں کو شفا حاصل ہوتی ہے تو لالہ صاحب نے مریضہ
(۴) کو اس کی ماں کے ساتھ حاضرِ دربار کیا مریضہ کے سر پر ایک آسیب مسلط ہوا۔ اور اقرار کیا کہ میں نے اس کو بے دست و پا کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس آسیب کے چھوٹتے ہی وہ لڑکی اچھی تندرست ہوگئی۔ بعدِ صحت مکان پر لائے۔ فقیر اشرفی جامعِ رسالۂ ہٰذا اس زمانے میں بغرضِ طبعِ لطائف اشرفی دہلی میں مقیم تھا۔ لالہ جی نے بڑے شوق سے دہلی سے مجھ کو بلایا دن کو ان کے گھر مہمان رہا۔ رات کو اہالیان قصبہ سے سید عبدالحکیم اور سید نذیر علی اور حکیم عبدالمجید وغیرہ مع چند دیگر اشخاص مجھ کو اپنے گھر لے گئے اور تین چار روز تک ٹھہرایا سینکڑوں مرد عورت شرفائے شہر اور گروہ عوام سے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے۔

۵

(۵) حافظ محمد رفعت خاں صاحب مرحوم ابن اللہ یار خانصاحب مرحوم رئیس ڈھولنہ ضلع ایٹہ

مرض حبس بول میں مبتلا ہوئے اور پچیس روز تک پیشاب نہیں آیا۔ یہ ایک عجیب قسم کا مرض
(۱) تھا کہ کھانا بھی کھاتے اور پانی بھی پیتے مگر پیشاب نہیں آتا اور نہ کسی قسم کی تکلیف ہوتی۔ جب دہلی میں حکیم محمود خانصاحب کے پاس علاج کرانے آئے تو انھوں نے یہ کہا کہ "یہ مرض نہیں ہے۔ تین دن سے زیادہ حبس بول دلیل موت ہے۔ کسی درویش اور عامل کو دکھلاؤ۔ چنانچہ فراش خانہ کی کھڑکی کی مسجد میں حضرت شاہ مقبول احمد عرف آخون عبدالعزیز قادری رزاقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو دہلی کے مشہور بزرگوں میں تھے لے گئے۔ انھوں نے اس مریض کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس کیا لائے ہو۔ ہمارے شاہزادہ کونین اولادِ
(۲) حضرت غوث الثقلین شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی اندر کٹرہ دینا بیگ خاں میر بادشاہ کی کوٹھی میں ٹھہرے ہیں ان کے پاس لے جاؤ۔ کچھوچھہ شریف میں ان کے جد کے مزار پر اثر جن و شیاطین کا نہیں رہتا۔ چنانچہ اس مریض کو اس فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا کے پاس لائے۔ میں نے نقش "یَابَاسِطُ" مربع میں لکھ کر کمر میں بندھوا دیا۔ فوراً پیشاب اتر آیا۔
(۳) اور میں نے چند کیلیں پڑھ کر ان کو دیں کہ جب تم مکان پر پہونچنا تو داخل ہونے سے پہلے اپنے مکان اور دروازہ کے ہر گوشہ میں گاڑ دینا اس کے بعد گھر میں داخل ہونا۔ مگر فقیر کی ہدایت کے موافق کیلوں کا عمل نہیں کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چار مہینہ کے بعد پھر پیشاب بند ہو گیا۔
(۴) فقیر دہلی میں مقیم تھا۔ پھر میرے پاس مریض کو لے کر پہونچے۔ میں نے کہا کہ اب میرے بس کی بات نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ اثر جنات کا ہے۔ درگاہ کچھوچھہ شریف میں لے جاؤ۔ چنانچہ ان کے والد اور چچا مریض کو لے کر اسٹیشن اکبر پور پر شام کو اترے۔ وہیں رات کو اسٹیشن کی سرائے میں ٹھہر گئے۔ رات کو مریض نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ کہاں جاتے ہو۔ وہاں تم کو آرام نہ ہوگا۔ صبح کو مریض نے جب اپنے والد سے خواب کا حال بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ سینکڑوں کوس سے سفر کرکے آئے ہو۔ ہنوز درگاہ شریف میں پہونچنے
(۵) بھی نہ پائے بغیر حاضری دربار راستہ سے جانا مناسب نہیں ہے۔ دس بجے دن کو درگاہ شریف میں پہونچے۔ اسی وقت مریض کے سر پر جن مسلط ہوا۔ اور بیان کیا کہ پھاٹک کے کوٹھے پر جہاں میرے بیٹھنے کی جگہ تھی وہیں اس لڑکے نے پیشاب کر دیا تھا۔

اس بے ادبی کی سزا میں میں نے پیشاب بند کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ لڑکا جو پانی پیتا تھا۔
وہ کہاں جاتا تھا۔ اس نے کہا کہ جس قدر یہ پانی پیتا تھا اس کو میں خود پی لیتا تھا مثانہ میں ایک
قطرہ بھی نہیں جانے پاتا تھا پیشاب کہاں سے ہوتا۔ اور میں نے اسٹیشن پر یہ خواب دکھلایا
تھا کہ وہاں نہ جاؤ مگر یہ لوگ ایسے مقام پر آئے کہ جہاں میرا کچھ بس نہیں چلتا۔ اور میں توبہ کرتا
(۱) ہوں اور چھوڑے دیتا ہوں۔ اسی شب کو حافظ رفعت خاں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت
محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ تم اچھے ہوگئے اپنے گھر پر جاؤ۔ صبح کو جب اپنے والد سے خواب
کا حال بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ کل تو درگاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ اطمینان سے زیارت
بھی نہیں کرنے پائے۔ آج کیسے جائیں۔ دوسری شب پھر لڑکے نے خواب میں دیکھا کہ حضرت
محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ ہم تم کو خوشی سے رخصت کرتے ہیں۔ تمہارے گھر والے تمہارا
انتظار کر رہے ہیں۔

(۲) چنانچہ تیسرے دن دربار شریف سے باخیر و عافیت اپنے گھر آئے۔ چند روز کے بعد
ان کی شادی ہوگئی۔ صاحب اولاد ہوئے۔ اس وقت احمد اللہ خاں نامی ان کا لڑکا موجود ہے۔
"ساٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ پھر مدت العمر کبھی اثر آسیبی نہیں ہوا۔

۶

(۳) قاضی سید عنایت حسین اثنا عشری صدر اعلیٰ رئیس قصبہ ماہل ضلع اعظم گڈھ جنکی شادی
شہر بنارس محلہ تیلیہ نالہ میں میر علی ابراہیم کی ہمشیرہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ دفعتاً وہ بی بی مرض سحر
میں مبتلا ہو کر علیل ہوگئیں۔ یونانی اور ڈاکٹری علاج بہت کچھ کیا شفا نہ ہوئی بالآخر قاضی عنایت حسین
(۴) صاحب اور ان کے سالے میر علی ابراہیم و میر محمد حسین و میر جواد حسین مریضہ کو لے کر آستانہ
روح آباد درگاہ کچھوچھہ شریف میں حاضر ہوئے۔ صبح و شام دوپہر کو مریضہ کی ڈولی دربار
میں آتی۔ اور قنات کے اندر بیٹھتی۔ یہ تین وقت خاص مریضوں کی حاضری کے مقرر ہیں۔
قاضی سید عنایت حسین صاحب سید خاندان سے تھے۔ حضرت محبوب یزدانی کی شان میں
ایک منقبت کہی۔ و مزار شریف پر جاکر بکمال اخلاص اس کو پڑھنا شروع کیا۔

یہ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا بھی اس وقت موجود تھا۔ ایک شعر ان کی منقبت کا مجھ کو یاد ہے جو
وہاں پڑھے تھے۔

شعر

آپ مشکل کشا کے پوتے ہیں　　آپ رنج و بلا کو کھوتے ہیں

(۱) اس کے بعد مریضہ کی عجب حالت ہوئی کہ دفعتاً بائیں کان میں سخت درد پیدا ہوا اور
اس قدر ورم ہوا کہ ایک طرف کا کان محسوس نہیں ہوتا تھا۔ کھانا پینا کیسا، ہر وقت عالم غشی
طاری رہتا تھا۔ ان کی خوش عقیدگی کو دیکھئے کہ ایسی حالت پریشانی میں صبح و شام اور دوپہر
تینوں وقت دربار میں حاضر کرتے اور مردہ کی طرح سے اٹھا کر قنات کے اندر لٹا دیتے
یہ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا ایک روز شام کے وقت دربار شریف میں قبل مغرب موجود تھا
حسب معمول عالم بیہوشی میں مریضہ کو لائے اور قنات کے اندر گدی پر لٹا دیا۔ یکبارگی اس نے
اس کان کو کھجلایا جس میں درد ہوتا تھا۔ اور چٹکی سے پکڑ کر ایک چیز سیاہ تاگے کی شکل کی
کان سے کھینچ کر زمین پر ڈال دی۔ اسی وقت چراغ منگا کر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ سانپ کا بچہ
تھا۔ مریضہ کے بھائی نے اس کو مارنا چاہا مگر خدام درگاہ نے منع کیا کہ جس نے اپنی کرامت
(۲) سے نکالا ہے کیا ان کو مارنے کی قوت نہیں ہے۔ غرض وہ سانپ قنات کے باہر نکل کر ایک
جھاڑی میں گھس گیا اسی وقت مریضہ کو صحت کامل ہوگئی۔ نہ ورم تھا نہ درد رہا۔ دوسرے دن
سامان سفر کر کے خوشی خوشی اپنے گھر کو روانہ ہوگئے۔ سبحان اللہ کیا تصرف حضرت محبوب یزدانی
کے مزار فائز الانوار سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

۷

(۳) ذکر منشی اودھ بہاری لال سررشتہ دار کلکٹری گورکھپور کا

فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہذا بحالت سفر شہر گورکھپور محلہ بھوا شہید میں نواب محمد شاہ خاں صاحب
"مرحوم رئیس و جاگیردار شکری گنج (جو میرے خاص مرید تھے) کے مکان پر ٹھہرا۔ اس قیام
میں ایک چپراسی ایک شب دس بجے رات کو میرے پاس آیا اور کہا کہ چلئے آپ کو سررشتہ دار صاحب

بلاتے ہیں۔ میں نے کہاکہ نہ مجھ سے ان سے کوئی تعلق ملاقات کا ہے نہ کوئی تعارف ہے۔ کسی اور کو بلاتے ہوں گے۔ وہ چپراسی واپس گیا تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ سرشتہ صاحب ایک پالکی ہمراہ لئے ہوئے چلے آتے ہیں اور نہایت ہی معذرت سے کہنے لگے کہ میں نے چپراسی کو اس غرض سے بھیجا تھا کہ اگر حضور فرصت میں ہوں تو میں سواری لے کر اپنے مکان پر لیجانے کے لئے حاضر ہوں؟ قصور معاف فرمائیے۔ نہیں معلوم اس نے کس طرح
(١) سے عرض کیا ہوگا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ ایک شبانہ روز سے میری بہو ایسی بیمار ہے کہ امیدِ زندگی نہیں پائی جاتی۔ اور یونانی وڈاکٹری علاج اور دعا و تعویذ سب کچھ کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ آپ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ کے فرزند ہیں مجھ کو اس سرکار سے عقیدۂ کامل ہے اگر تشریف لے چلئے گا تو ضرور اس کو شفا حاصل ہوگی۔ میری پالکی کے ساتھ پیادہ پا اپنے مکان تک لے گئے۔ جس وقت کہ فقیر نے یہ شعر مقبول پڑھ کر دم کیا۔

(٢) اے اشرف زمانہ زمانے مدد نمائے　　　در ہائے بستہ راز کلید ے کرم کشائے

پڑھ کر دم کرنا تھا۔ اسی وقت مریضہ اٹھ بیٹھی۔ میں نے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے کہا میں برم راکس ہوں اور یہ مکان میرا مسکن ہے۔ ان لوگوں کے رہنے سے مجھ کو تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے کہا تو اس کو چھوڑ دے۔ اس نے کہا یہ میرا مکان چھوڑ دیں میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اور مجھ کو آپ کا اتنا خوف نہیں ہے جتنا کہ آپ کے جد اعلیٰ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر کا خوف ہے۔ جن کے مؤکل آپ کے ہمراہ ہیں۔ میں نے اسی وقت سرشتہ دار
(٣) صاحب سے کہا کہ اس مکان کو خالی کر دیجئے۔ چنانچہ اسی وقت بارہ بجے شب کو اس مکان سے سب لوگ مع اسباب دوسرے کرایہ کے مکان میں چلے گئے۔ اور اسی وقت مریضہ کو صحتِ کامل ہوگئی۔ کوئی شکایت نہ رہی۔

(٤) دوسرے دن سرشتہ دار صاحب میرے ملنے کو آئے اور کہنے لگے۔ کہ میرے باپ سرشتہ دار کمشنری بنارس کے تھے۔ اور میں کلکٹری میں محافظ دفتر تھا۔ جب میرے باپ انتقال کر گئے ان کی تنخواہ کی آمدنی بند ہوگئی اور تکلیف سے گذر ہونے لگی تو میں پریشان حال ہوکر کچھوچھہ شریف میں حضرت محبوب یزدانی کے مزار پر پھول مٹھائی، نذر و نیاز

پیش کر کے زبانی عرض کیا کہ حضور شاہنشاہ داتا غریب نواز ہیں۔ اب باپ کے مرنے سے
(١) میری گذر تنگی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر حضور توجہ فرمائیں اور مجھ کو سرشتہ داری کلکٹری کی مل جاتی تو میری گذر بآسائش ہوتی۔ یہ عرض کر کے میرا دربار میں جانا تھا کہ دفعتاً ضلع گورکھپور کی کلکٹری میں سرشتہ دار ہوگیا۔ اٹھارہ برس سے اس ضلع میں رہتا ہوں۔ بزرگوں کے مزار سے یوں فیض حاصل ہوتا ہے۔ اگر کوئی مانگنے والا سچے دل سے مانگے ضرور مراد حاصل ہوجائے میں نے پوچھا کہ ایک لڑکا اودھ بہاری لال تحصیل خلیل آباد میں مولوی گل محمد مرحوم ہمارے استاد سے پڑھتا تھا۔ اس کا باپ تحصیل خلیل آباد میں سیاہ نویس تھا۔ کہیں تمہیں تو نہیں ہو
(٢) یہ سن کر اٹھے اور میرے قدموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ حضور میں ہی آپ کا نیازمند مکتبی بھائی ہوں آپ نے فقیری کی لین میں ترقی کی اور اس نیازمند نے دنیاوی لین میں ترقی کی۔ پھر تو میرے اور ان کے درمیان یہ رابطہ ہوا کہ جب کسی کو خط سعی لکھ کر ان کے پاس بھیجتا تو سعی و کوشش کر کے ضرور کہیں نہ کہیں ان کو نوکر رکھا دیا کرتے۔ میرے واسطے گورکھپور سے سابری تکیہ ریشمی کام کے، اور گاؤ تکیہ سابری ریشمی کام کا بطور ہدیہ انھوں نے بھیجا تھا۔

٨

(٣) ذکر شیخ محمّد وصی ڈپٹی کلکٹر درجہ اوّل کی ترقی اور کامیابی کا

موضع اوندرا متصل کلوابن تحصیل گھوسی ضلع اعظم گڈھ میں جب فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا گیا۔ وہاں کے شیخ زادہ عالی خاندان ہیں۔ اور سات آٹھ پشتوں سے خاندان اشرفیہ میں واسطہ بیعت کا رکھتے ہیں۔ چنانچہ فقیر کے جانے کے بعد ڈپٹی محمد وصی صاحب اور ان کی والدہ مع دیگر مستورات اور ان کے بھائی وغیرہ اکثر لوگ مرید ہوئے۔ اسی وقت محمد وصی صاحب غازی پور میں مختاری کا امتحان دیکر کام کرتے تھے مگر ان کا معمول سالانہ تھا کہ ہر سال
(٤) ۲۷، ۲۸، ۲۹، ماہ محرم کو بتقریب عرس حضرت محبوب یزدانی قدس سرہٗ کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک سال حضرت محبوب یزدانی کے غلاف مبارک کو پکڑ کر عرض کیا کہ حضور اب مجھ کو تحصیلداری دلوا دیجئے۔ مختاری کرنے سے اب مجھ کو رغبت نہیں۔

اسی سال حضرت کے تصرف سے تحصیلدار ہو گئے۔ قانون سب ان کو مستحضر تھا۔ امتحانِ تحصیلداری میں اول درجہ کا پاس حاصل کیا۔ دوسرے سال بحالت تحصیلداری عرس شریف میں حاضر ہوئے۔ تیسرے سال پھر غلاف مزار پکڑ کر عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے آستانہ کا غلام ہوں مجھ کو ڈپٹی کلکٹری دلوا دیجئے۔ سال بھر میں ڈپٹی کلکٹری کا بھی امتحان دے دیا۔ مستقل ملازمت ہو گئی۔ حاکم بندوبست ضلع بلیا نے ان سے بندوست کا کام لیا۔ اس خوبی کے ساتھ کام کیا کہ تین سو روپیہ کے ڈپٹی کلکٹر ہو کر بہرائچ میں گئے۔ اور وہاں بھی ایسے کام نمایاں کئے کہ ترقی پا کر ضلع پرتاب گڈھ تبدیل ہوئے۔ اس ضلع میں بھی اس تیزی اور چابکدستی سے کام کیا کہ پانچسو روپیہ کی ترقی پر ضلع ایٹہ میں تبدیل ہوئے وہاں ان کی لیاقت اور قابلیت اس درجہ کی مانی گئی کہ چند ماہ کے لئے قائم مقام کلکٹر ہو گئے۔ جب ایام جلسہ تاجپوشی ایڈورڈ بادشاہ دہلی میں حاضر ہوئے۔ یہاں سے مرض نمونیہ میں مبتلا ہو کر مقام ضلع ایٹہ میں پہونچے۔ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ان کے ہم پیشہ ہندو مذہب کے دو چار ڈپٹی کلکٹر ہمدردی سے آگئے۔ سوائے اس کے کہ ان کے بھائی محمد شفیع تحصیلدار ضلع بدایوں کو تار دیا یا ان کے سامان بکس وغیرہ کی کنجی اپنی حفاظت میں لی۔ اور کچھ نہ کر سکے۔ آخر وقت میں کوئی تلقین کلمہ کرنے والا نہ تھا کہ خود بخود دو مرتبہ بلند آواز سے ڈپٹی صاحب نے کلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ پڑھا۔

(۱) تیسری مرتبہ کلمہ پڑھتے پڑھتے روح پرواز کر گئی۔ اولیاء اللہ بزرگان دین کے سلسلۂ غلامی میں داخل ہونے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں نیک نام اور عاقبت خیر انجام ہوتا ہے۔

۹

(۲) ذکر روشن ہونے ہندو نابینا کی آنکھوں کا

"مولوی عبد الجلیل بیرسٹر جونپوری کے بھائی عبد العلیم صاحب منصف اکبرپور ضلع فیض آباد فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا سے بیان کرتے تھے کہ ہمارے اجلاس میں

(۱) ایک محرر ہندو آنکھوں کے مرض میں ایسا مبتلا ہوا کہ بینائی اس کی جاتی رہی۔ میں نے
" اس کو فہمائش کر کے درگاہ کچھوچھہ شریف میں بھیجا۔ چند روز درگاہ شریف میں ٹھہرا تھا کہ
" حضرت کے چراغ کے کاجل لگانے سے بالکل آنکھیں اس کی روشن ہو گئیں۔ یہ واقعہ
" چشم دید اپنا مجھ سے بیان کرتے تھے۔

۱۰

(۲) ذکر صحت بہادر خاں شاہجہانپوری کا

ماہِ اگہن کے میلہ میں یہ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا مکان دمدمہ میں پیارے صاحب رئیس عظیم آباد جو خاندان اشرفی میں شاہ وحید الدین اشرف کے نواسے تھے۔ انکے
" پاس بیٹھا تھا۔ کسی نے آکر یہ خبر سنائی کہ ایک نوجوان آدمی شاہجہاں پور کا پٹھان مرض برص
(۳) یعنی سفید داغ میں مبتلا ہو کر کل آیا تھا۔ آج اچھا ہو گیا۔ پیارے صاحب نے کہا کہ یونہی لوگ خبر مشہور کر دیتے ہیں جس کا وجود نہیں ہوتا۔ میں نے کہا چلئے ہم اور آپ دونوں اسکو چل کر دیکھیں اور معلوم کریں کہ کہاں تک سچ ہے۔ شاہ جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چبوترہ پر املی کے درخت کے نیچے وہ غریب ٹھہرا تھا۔ جاکر دیکھا تو سارا بدن اس کا گورا گورا بے داغ صاف نظر آتا تھا۔ پیارے صاحب نے کہا تو اچھا ہو گیا۔ اس نے کہا میں کیونکر یقین کروں۔ کہا کیوں؟ اس نے کہا جب میری آنکھیں روشن ہو جائیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ انھوں نے کہا اگر کچھ روز تو یہاں قیام کرے گا تو تیری آنکھیں بھی روشن ہو جائیں گی۔ اس نے کہا اگر میں یہاں رہوں تو مجھ کو کھانا کون دے گا۔ چار آنہ پیسہ لے کر آیا تھا۔ وہ کل خادموں کو دیدیئے۔

غرض کہ پیارے صاحب نے ایک بنیہ سے کہدیا کہ دونوں وقت اسکو جنس کھانے
(۴) کے واسطے دے دیا کرو اور مہینہ مہینہ جو خرچ ہو مجھ کو اطلاع دینا میں دیدونگا۔ چند روز کے بعد اس کی آنکھیں ایسی روشن ہوئیں کہ بلا استعانت حضرت کے دربار کی مسجد میں
" بے تکلف نماز پڑھنے چلا آتا تھا۔ اس کے بعد فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا کے ہاتھ پر مرید ہوا

(۱) اور کچھ ذکر و شغل خاندان اشرفیہ کا سیکھا۔ بارہ پندرہ برس کے بعد انتقال کیا اور
اس آستانہ سے کہیں نہیں گیا۔ اور روح آباد میں جائے مدفن پائی خدا غریق رحمت
رحمت کرے۔ آمین۔

۱۱

(۲) ذکر ایک انگریز آسیب زدہ کا جو بنگالی کے سر پر آیا تھا

جناب شاہ حفیظ الدین نورچشم مولانا احمد اشرف کے نانا فرماتے تھے کہ میں میلہ اگہن
کے دنوں میں دربار شریف حضرت محبوب یزدانی میں عدالت کے وقت حاضر تھا۔ ایک
بنگالی کے سر پر آسیب ظاہر ہوا۔ وہ آسیب انگریز تھا۔ شاہ صاحب سے اور اس سے
باتیں ہونے لگیں اس نے کہا کہ مخدوم صاحب کی درگاہ میں ایک جرنیل ابوالقاسم نامی ہے
جو جنات اور آسیب وغیرہ پر بہت سختی کرتا ہے حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کا نام مشہور
نہیں تھا۔ سوائے کمال پنڈت کے۔ لیکن لطائف اشرفی کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ
حضرت ابوالقاسم بھی ایک معزز خلفاء حضرت محبوب یزدانی کے تھے۔

۱۲

(۳) ذکر ایک مرد جذامی بنگالی کے شفا پانیکا

ایک بنگالی میلہ اگہن کے زمانے میں مرض جذام میں مبتلا ہو کر آیا اور ایک گدڑی
پھٹے پرانے کپڑوں کی سلی ہوئی اوڑھے ہوئے تھا اور ہاتھ پیر سے اس کے ہر وقت مواد
ٹپکتا تھا۔ جس کی دوکان پر جاتا دوکان والا جلدی سے پیسہ دے کر رخصت کرتا۔ اور
(۴) ایک ہفتہ تک اس کی یہی حالت رہی۔ دربار عالی میں جہاں لوگ جوتیاں اتارتے ہیں
وہیں صبح و شام بیٹھتا تھا۔ اور وہاں کی خاک اٹھا اٹھا کر اپنے بدن پر ملتا تھا ہفتہ کے
بعد یکبارگی ایسا اچھا ہوا، ہاتھ پیر کی انگلیاں اور سارا بدن ایسا صاف ہو گیا جیسے نوعمر آدمی
(۵) کا بدن عالم شباب میں ہوتا ہے۔ پھر تو اس بنگالی نے اپنی گدڑی پھاڑ کر سینکڑوں اشرفیاں

(۱) نکالیں اور غرباء و فقراء کے لئے پورا سامان دعوت کا کیا اور ہر شخص کے ہاتھ میں روپیہ سے لیکر
دوانی تک چاندی تقسیم کی۔ یہ واقعہ فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا کے زمانے کا ہے۔ میں اس وقت
کم سن تھا۔ میں نے خود اس مریض کو نہیں دیکھا۔ اس کی صحت کی خبر ایسی مشہور ہوئی کہ ہر خاص
و عام اس واقعہ سے آگاہ ہو گئے۔

۱۳

(۲) ذکر سید شاہ اکبر حسین صالح پوری کے شفا مرض جنون کا

سید شاہ اکبر حسین ابن سید شاہ امداد حسین مرحوم رئیس موضع صالح پور، ضلع بستی
مرض جنون میں مبتلا ہو کر درگاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ چند روز کی حاضری میں دو وقت
نیر شریف کے پانی سے غسل کرتے کرتے ایسے اچھے ہوئے کہ بالکل مرض جنون کا اثر باقی نہ رہا۔
اس کے بعد ان کی شادی ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند سعید شبیر حسین کے نام کا عطا کیا۔

۱۴

(۳) ذکر آسیب کانپور والے ہندو کا

جو ہر شخص سے علاحدہ کلام کرتا، سر پر نہیں بولتا تھا اس کو بڈھا کے نام سے پکارتے تھے

جس زمانہ میں فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا دہلی میں بکار طبع لطائف اشرفی مقیم تھا۔
کانپور میں ایک ہندو کی لڑکی پر آسیبی اثر ہو گیا تھا۔ وہ ہندو حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب
گنج مرادآبادی سے تعویذ لیا۔ اور بہار شریف میں جناب حضور شاہ امین احمد صاحب سجادہ نشین
سے بھی تعویذ لایا۔ اور اکثر دہلی لکھنؤ وغیرہ جہاں کسی بزرگ کو سنا وہیں سے کچھ نہ کچھ دعا یا تعویذ
(۴) لا کر استعمال کیا مگر کچھ سود مند نہ ہوا۔ آسیب کی یہ کیفیت تھی کہ لڑکی کے سامنے مجسم بشکل انسان
آکر بیٹھ جاتا۔ اور تفریح و مذاق کی باتیں کرتا۔ گھر والے بھی اس آسیب کی آواز سنتے مگر صورت
نہ دیکھتے۔ جب گنڈہ اور تعویذ دفع آسیب کے لئے گھر والے کرنے لگے پھر تو عجب عجب

۱ طرح کے کرشمہ وہ آسیب دکھلانے لگا۔ لکڑی کے بکس میں کپڑے مقفل رکھے ہیں۔ سارے
کپڑے جل کر خاک ہو گئے۔ مگر بکس میں دھبہ بھی نہ لگا کبھی کوٹھے پر سے پھول کی تھالی
یا اور کوئی برتن زمین پر گراتا۔ برتن ٹوٹ جاتے۔ کبھی رات کو لڑکی کے پاس مجسم آدمی کی صورت
میں بیٹھ کر مذاق کی باتیں کرتا۔ اگر کسی وقت لڑکی کو نیند کا غلبہ ہوتا اور اونگھ پڑتی
فی الفور ایک دھول مارتا وہ لڑکی رونے لگتی۔ گھر والے اس آسیب سے کہتے کہ کیوں
مارتا ہے۔ وہ جواب دیتا کہ کیوں سوتی ہے۔ ایک دن اس کے بھائی نے کہا کہ کڑے مانکپور
میں فلاں بزرگ عامل رہتے ہیں ان کے پاس میں لڑکی کو لے جاؤں گا اسوقت تیرا بس
نہ چلے گا۔ جواب دینا وہ میرے مقابل کے نہیں ان سے کچھ نہ ہو سکے گا۔

۲ اسیطرح بنارس، فتحپور ہسوا، مرزاپور، الہ آباد وغیرہ کے چند بزرگوں کے نام
لئے۔ اس آسیب نے جواب دیا وہ میرے مقابل کے نہیں ہیں۔ جب یہ کہا کہ میں کچھوچھہ
شریف لے جاؤں گا اس کا جواب اس نے نہ دیا اور چپکا ہو رہا۔ گھر والوں کو یقین ہوا کہ
کچھوچھہ شریف کے نام پر اس نے سکوت کیا، جواب نہیں دیا۔ غالباً درگاہ کچھوچھہ شریف میں جاکر
یہ آسیب دفع ہوگا۔ چنانچہ کانپور سے لکھنؤ فیض آباد ہوتے ہوئے اسٹیشن اکبرپور پر لڑکی
۳ کے ورثاء اس کے ہمراہ اترے۔ جس یکہ پر اس لڑکی کو سوار کرکے درگاہ شریف لائے
وہ یکہ بان نقل کرتا تھا کہ مجھ کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے میرے یکہ کے پیچھے پیچھے کوئی غزلیں گاتا ہوا
دوڑا چلا آتا ہے۔ جب درگاہ شریف میں پہونچے ایک عجیب وغریب تماشہ تھا دیکھا سینکڑوں
آدمیوں کا مجمع تھا۔ جس کا جو جی چاہتا اس آسیب سے سوال کرتا اور وہ جواب دیتا مگر
جواب دینے والا نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ کبھی اس لڑکی کے سر پر مسلط ہو کر بولتا۔ وہ لڑکی
اس کو دیکھتی بھی تھی۔ دوسرے لوگ صرف آواز سنتے تھے۔

میرے برادر معظم حضرت شاہ علی اشرف صاحب حسنی اشرفی نے مذاقاً اس آسیب
سے سوال کیا کہ میں کیونکر یقین کروں کہ تو آسیب ہے اگر میں تجھے کسی چیز کی فرمائش کروں
اور تو منگا دے تو مجھ کو یقین تیرے وجود کا ہو جائے گا۔ اس نے کہا یہ قفل سامنے پڑا ہے
اگر کہئے تو اٹھا کر آپ کے منہ پر ماروں چوٹ بھی لگے اور میرے وجود کا یقین بھی ہو جائیگا۔

۱ اور دور کی فرمائش نہ کیجئے گا کہ میں یہاں مقید ہو چکا ہوں کہیں جا نہیں سکتا میرے برادر معظم
نے کہا اچھا کوئی ہلکی سی چیز میرے اوپر ڈالدے کہ چوٹ نہ لگے۔ اس نے کہا کہ املی کے
درخت کے اوپر دیکھئے۔ انھوں نے جیسے ہی گردن اٹھائی درخت پر سے ایک مٹی کا ڈھیلا
ناک کے سامنے گرا۔ پوچھا یہ تازی مٹی کھدی ہوئی کہاں سے لایا۔ اس نے کہا کہ سرائے کے
پچھواڑے کھیت میں ہل چلتا تھا۔ میں ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا۔

شاہ حفیظ الدین صاحب میرے فرزند مولوی احمد اشرف کے نانا تشریف لائے
اور دیر تک قریب ایک گھنٹہ کے اس آسیب سے باتیں کرتے رہے اور وہ لڑکی خاموش
علیحدہ بیٹھی تھی۔ ایک گھنٹہ کے بعد آپ نے کہا ہم رخصت ہوتے ہیں۔ اس آسیب نے کہا کہ
گھنٹہ بھر سے تو میرا دماغ خالی کیا ہے۔ سرائے کے باہر تو نکلئے پانچہزار ڈھیلا برساؤں گا۔
اس لڑکی کے بھائی نے شاہ صاحب سے کہا کہ یہ آسیب جو کہتا ہے وہی کرکے دکھلائے گا۔
جس وقت یہ کسی سے باتوں میں مشغول ہو آپ چپکے سے چلے جائیے گا۔

میرے فرزند مولوی حاجی سید احمد اشرف مدعمرہ مرحوم اور برادر زادہ مولوی
محمد جعفر صاحب مرحوم دونوں مجھ سے ناقل تھے کہ ہم دونوں نے جاکر بچشم خود دیکھا کہ جس
کا جو جی چاہتا اس آسیب سے سوال کرتا اور وہ آسیب آنکھوں سے غائب جواب
دیتا۔ چنانچہ حضرت مخدومی معظمی پیر مطلق مرشد برحق حاجی الحرمین سیّد ابو محمد اشرف حسین
زاد اللہ فیضانہٗ بھی اس واقعہ عجیبہ کی خبر سن کر تشریف لے گئے۔ آپ نے اس آسیب سے
پوچھا تو یہاں کیوں کر آیا اس نے مسخراپن سے کہا کہ کیا پوچھتے ہو اے حجرت۔

ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی۔

آپ نے فرمایا کہو تو سہی کیا واقعہ گذرا۔ اس نے کہا بہت پیروں اور فقیروں کے پاس
سے اس لڑکی کے گھر والے گنڈہ تعویذ لائے جب کچھ مجھ پر اثر نہ ہوا تو میرے سامنے دو چار
بزرگوں کا نام لینا شروع کیا کہ فلاں بزرگ کے پاس تجھ کو لیجائیں گے۔ میں نے انکار
کیا۔ غرض جہاں جہاں کا نام لیا میں انکار کرتا گیا۔ جب کچھوچھہ شریف کا نام لیا میں چپکا ہو گیا
۲ اور یہاں کی ہیبت وجلالت نے میرے دل پر اثر دکھلایا۔ میرا سکوت کرنا میرے حق میں برا ہوا

جو اس لڑکی کو یہاں لے کر حاضر ہوگئے۔ اب میرا کچھ قابو نہیں چلتا۔

خلاصہ یہ کہ ایک ہفتہ تک یہی تماشہ رہا اور دور دور سے آدمی آتے اور اس شیطان
(۱) سے ہمکلام ہوتے۔ ساتویں روز یہ کیفیت ہوئی کہ ساری رات ہائے ہائے کر کے رونے کی
آواز آتی تھی۔ رونے والا نظر نہیں آتا تھا۔ تمام مسافر رات بھر سرائے میں نہیں سوئے۔
طلوعِ صبح صادق کے وقت اس لڑکی نے دیکھا کہ وہ آسیب چلاتا ہوا اور روتا ہوا اس
صورت سے لڑکی کے سامنے آیا کہ اس کی کمر میں رسی بندھی ہے اور دو آدمی پکڑے ہوئے
ہیں اس آسیب نے لڑکی سے کہا کہ تم اپنے گھر جاؤ۔ اور ہم تو یہیں کے ہوئے۔
(۲) چنانچہ اس لڑکی کے ورثاء خوش خوش درگاہ شریف میں نذر و نیاز کر کے فقیر، فقراء
خادموں کو خیرات کر کے اپنے وطن کو چلے گئے۔ اس تاریخ سے آج تک اس آسیب کی
نہ آواز سنائی دی نہ اس کا وجود معلوم ہوا۔ اس آسیب کو بوڑھا کے نام سے پکارتے تھے۔

۱۵

(۳) ذکر نواب محمد شاہ خانصاحب رئیس سکری گنج کا

مع اپنے گھوڑے کے مرض سحر سے اچھا ہونے کا

نواب محمد شاہ خانصاحب رئیس و جاگیر دار سکری گنج ضلع گورکھپور سحر میں مبتلا ہو کر
درگاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ ان کے پاس ایک گھوڑا نقرہ ایسا عمدہ تھا کہ مہاراجہ بستی
اس کے بدلے میں ایک ہاتھی دیتے تھے۔ اس گھوڑے پر ساحر نے سحر کر دیا تھا۔
(۴) غرضیکہ راکب اور مرکب دونوں پر جادو تھا۔ نواب صاحب کے منہ سے پان اور مٹھائی
قے کے راستہ گری اور گھوڑے کے منہ سے بھی بذریعہ قے ایک آٹے کا گولا گرا۔ اس
میں تعویذ اور لونگ اور سوئی نکلیں۔ اسی قیام میں نواب صاحب معہ اپنی زوجہ و دختر و خوشدامن کے
فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا کے ہاتھ پر مرید ہوئے۔ اور وہ گھوڑا فقیر کی نذر کیا۔ بڑی اوچھل
کود کے ساتھ وہ گھوڑا فقیر کے دروازے تک پہونچا۔ کتنے آدمیوں کو اس گھوڑے کی حسرت رہ گئی۔

۱۶

(۱) ذکر ایک مسلمان گدّی کانپوری کے مرض جذام سے اچھا ہونے کا

جس زمانہ میں فقیر اشرفی جامع رسالہ ہذا ایک سال تک درگاہ شریف میں بطور چلہ کشی
مقیم رہا تھا اسی زمانے میں کانپور کا ایک مسلمان گدی مبتلائے مرض جذام ہو کر درگاہ شریف میں
(۲) آیا جہاں لوگ جوتیاں اتارتے تھے وہیں بیٹھتا تھا اور وہاں کی خاک اٹھا کر اپنے بدن میں ملتا
تھا۔ چند روز کے بعد اس کا مرض بالکل جاتا رہا۔ اور صحت کامل ہوگئی۔ اس نے خواب میں دیکھا
(۳) کہ حضرت فرما رہے ہیں کہ تو ہماری درگاہ کا چراغ لیجا اور اپنے وطن میں ہر جمعرات کو روشن کرنا
اس سے بندگان خدا کو فیض پہونچے گا۔ چنانچہ گدی چراغ آستانہ لیکر اپنے گھر پہونچا اور
اپنے مکان سے علیحدہ ایک حجرہ بنایا۔ ہر شب جمعہ کو دروازہ حجرہ کی بلندی پر چراغ روشن کرتا
اور ہر شب جمعہ کو آسیب زدوں کا مجمع ہوتا۔ جادو سحر، جنات چھوٹتے۔ اس گدی کو نذر و نیاز
کی آمدنی بہت کچھ ہونے لگی۔

۱۷

(۴) ذکر فتح پور ہنسوا کے ایک رئیس کی بی بی کے مرض آسیب سے اچھا ہونیکا

فتحپور ہنسوا سے ایک رئیس جو مرید سید وصی علی شاہ سندیلوی کے تھے معہ اپنی زوجۂ آسیب زدہ
اور مرشد کے حاضر درگاہ کچھوچھہ شریف ہوئے۔ حضرت سید وصی علی شاہ صاحب ایک مرد کامل اور
(۵) درویش صاحب دل سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ نیازیہ کے تھے۔ شاہ صاحب نے حضرت محبوب یزدانی
کے مزار پاک پر ایک گھنٹہ کامل سر بجیب مراقب رہ کر عرض حال کیا۔ جب مزار شریف سے رخصت

ہوکر اپنے وطن کی طرف چلے اپنے مرید سے کہہ گئے کہ حضرت کا حکم ہوچکا ہے جمعرات کے دن
جو کچھ آسیب یا بلا ہوگی دفع ہوجائے گی۔ یہ کہہ کر وہ تشریف لے گئے۔ چنانچہ جمعرات کا دن جب آیا
تو اس عورت مریضہ پر آسیب کی تسلیط ہوئی۔ لکڑی کا چوکھٹا بنا کر پردہ میں وہ عورت آسیب زدہ
(۱) بیٹھی تھی۔ کہ دفعتاً شور مچا کہ ہائے جلا، ہائے جلا، اور اس عورت کے منھ سے ایک ایک گز لمبا
" آگ کا شعلہ نکلنے لگا۔ عورت تو چلا رہی تھی، وہ شعلہ پردہ میں لگ گیا یکبارگی پردہ جل کر خاک
ہوگیا۔ پھر جلدی سے دوسرا پردہ لگایا گیا۔ تھوڑی دیر وہ عورت بیہوش پڑی رہی۔ جب ہوش
" آیا خاصی اچھی ہوگئی۔ یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کبھی اس کو کوئی مرض تھا مگر خفیف ہونٹھ اس کے
جھل جھل معلوم ہوتے تھے۔

۱۸

(۲) ذکر ایک ہندو پتلی والے کی عورت مجنونہ کے اچھا ہونیکا

ایک ہندو گیا کا رہنے والا پتلی کا ناچ کرنے والا حاضر دربار ہوا۔ اور اس کی عورت
" مجنون از خود رفتہ ہوگئی تھی۔ جب اس عورت کو فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا کے پاس لایا میں نے
(۳) اس کو ہدایت کی کہ اس کو صبح و شام حضرت محبوب یزدانی کے نیر مبارک میں نہلاؤ۔ انشاءاللہ
صحت ہوجائے گی۔ چنانچہ میری ہدایت کے بموجب نہلایا۔ ایک ہفتہ کے بعد بالکل اچھی ہوگئی
" اس کا مرد عورت کو نہلا دھلا کر کپڑے بدلوا کر فقیر کے پاس لایا اور کہنے لگا کہ حضور کے فرمانے
کے بموجب میں نے نیر مبارک میں صبح و شام نہلایا اب اچھی ہوگئی یہ عورت بڑی خوش الحان ہے
اگر آپ اس کا گانا سننا چاہیں تو میں سنواؤں۔ میں نے کہا میں عورتوں کا گانا نہیں سنتا۔

۱۹

(۴) ذکر حضرت مرشدی و مولائی حاجی الحرمین سید ابو محمد اشرف حسین کے مرض بواسیر الانف سے اچھا ہونیکا

حضرت عالی مرتبت جناب مرشدی و مولائی حاجی الحرمین
سید ابو محمد اشرف حسین اشرفی جیلانی زاد اللہ فیضانہٗ و برکاتہٗ

(۱) اوائل عمر میں جب آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی مرض بواسیر الانف میں مبتلا ہوئے۔ گورکھپور میں
ڈاکٹر محمد شائق کا علاج کراتے رہے مگر سوائے تکلیف روزمرہ اٹھانے کے کوئی فائدہ نہیں ہوا
ناک کے نتھنوں میں اس قدر بد گوشت بڑھ آتا تھا کہ سانس لینا بھی مشکل ہوتا تھا۔ اس کے بعد
جراحوں کا علاج کرایا اس سے بھی نفع نہ ہوا۔ یونانی طبیبوں میں حکیم علی افضل خانصاحب فیض آباد
میں مشہور تھے جب ان کو دکھلایا تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ ہم نے اس مرض کو اچھا ہوتے نہیں
دیکھا اکال دواؤں سے کچھ افاقہ ہوجائے گا مگر ازالۂ کلی مرض نہیں ہوسکتا۔ حضرت مخدومی مایوس
(۲) ہوکر کچھوچھہ شریف وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے مکان پر پہونچنے سے پہلے میاں مرادن
شاہ فقیر درگاہ نے حضرت جدی و مولائی نانا سید شاہ نیاز اشرف قدس سرہ کو خواب میں دیکھا
" کہ فرماتے ہیں کہ میرے نواسہ سے جاکر کہدو کہ اِدھر اُدھر علاج کے لئے کیوں مارا مارا پھرتا ہے۔
(۳) اپنے جد کے مزار پر درگاہ شریف میں آکر چلہ کرے اچھا ہوجائے گا۔ اِدھر حضرت مکان پر
آئے اُدھر میاں مرادن شاہ درگاہ شریف سے آئے اور یہ بشارت لائی۔ حضرت نے
" اسی وقت درگاہ شریف کے قیام اور چلہ کشی کا ارادہ کرلیا اور درگاہ شریف پہونچ کر
" حضرت محبوب یزدانی کے چراغ مبارک کا تیل لگانا شروع کیا۔ چند روز میں صحت کامل
" ہوگئی۔ ساٹھ یا ستر برس کا زمانہ گذرا ہوگا پھر کبھی مرض نے عود نہیں کیا۔ کاسٹک اور تیزاب
لگانے سے سخت تکلیف اٹھاتے تھے اور مرض بھی نہیں جاتا تھا۔ حضرت محبوب یزدانی کے
چراغ کا تیل لگانے سے نہ کچھ سوزش ہوئی نہ کچھ تکلیف معلوم ہوتی تھی۔ اور اس بد گوشت پر جو
تیل لگاتے تھے پانی کی طرح گل کر بہتا جاتا تھا۔
(۴) اس شفاءِ مرض کی کرامت دیکھ کر کتنے بدمذہب وہابیوں نے اپنی بدمذہبیوں سے
توبہ کی اور مان گئے کہ جس طرح سے اولیاءاللہ عالم حیات میں اپنی کرامات دکھلاتے ہیں
اسی طرح بعد انتقال بھی اپنی قبر کے اندر سے تصرف کرتے ہیں۔

" نوکر چاکروں کے ساتھ دربار میں آئیں اور اپنے حوصلہ کے موافق نذر و نیاز کی اور کھانے پکا کر

۲۰

① ذکر شیخ عبدالرحیم ساکن مبارکپور کے ریشمی کپڑوں کے کارخانہ کی قینچی کے سحر کے دفع ہونے کا۔

شیخ عبدالرحیم ریشمی کپڑوں کے کارخانہ دار کے کارخانہ میں کسی نے قینچی کا سحر کر دیا تھا عجیب قسم کا سحر تھا۔ کبھی تو ریشمی تانا آڑا ترچھا خود بخود کٹ جاتا۔ کبھی بُنا ہوا کپڑا ایسا خراب کٹتا کہ جس سے ایک ٹوپی یا ایک بٹوا بھی نہیں بن سکتا تھا۔ اس شخص نے جہاں کسی بزرگ کو سُنا وہیں سے دعاء تعویذ لایا۔ جب اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو مجبور ہو کر اپنے ایمان کو خراب

② کرکے ناگپور سے ایک جادوگر کو لایا۔ اس نے بھی بہت کچھ اپنا منتر چلایا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر میں ایک جادوگرنی کاؤنر وکچھیا کی رہنے والی نے آکر بہت کچھ اپنے کرتب اور جادو سے قینچی کا روکنا چاہا مگر یہ بلا نہ ٹلی۔

③ فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا بھی انہیں ایام میں حسب خواہش مریدان مبارکپور گیا تھا۔ عبدالرحیم نے مجھ سے آکر عرض حال کیا۔ میں نے حضرت محبوب یزدانی کے دربار فیض آثار کا چراغ جو میرے پاس موجود تھا ان کو دیا۔ اور چالیس روز روشن کرنے کی ہدایت کی۔ ایک ہی ہفتہ میں ساری بلا ٹل گئی کام جاری ہو گیا۔

④ تین سال کے بعد پھر جو فقیر اشرفی مبارکپور میں آیا معلوم ہوا کہ حضرت محبوب یزدانی کے چراغ کی برکت سے سحر کا اثر جاتا رہا۔ خدا کی بارگاہ میں شکر بجالایا۔ شیخ عبدالرحیم کارخانہ دار مع اپنے اہل وعیال اور تمامی خاندان کے سلسلۂ عالیہ اشرفیہ میں فقیر کے ہاتھ پر مرید ہو گئے سمجھنے بات ہے کہ جن کے آستانہ کے چراغ میں یہ اثر ہو کہ جہاں لیجا کر جلائے آسیب جن و سحر دفع ہو جائے۔

ان کے مزار مبارک پر اگر کوئی باخلاص قلبی حاضر رہے تو کیوں کر نہ مرتبۂ کمال کو پہونچے گا۔

۲۱

① ذکر شفا پانے جرنیل فوج امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کا

امجد علی شاہ والیٔ لکھنؤ کے ہاں ایک خانصاحب شاہجہاں پور کے رہنے والے کسی بڑے عہدۂ فوجی میں جرنیل یا کرنیل تھے۔ ان کی عمر پچیس برس تھی کہ دفعتاً گونگے ہو گئے۔ نہ زبان سے کچھ بات کرتے نہ اشارہ سمجھتے۔ ان کی والدہ بڑے حشم وخدم کے ساتھ رتھ اور بہلی اور چھکڑوں میں اسباب لدا ہوا مع نوکر چاکر لونڈی غلام بیس پچیس آدمیوں کی جمعیت سے مریض کو لے کر درگاہ شریف میں حاضر ہوئیں اور تین برس کامل وہ بی بی اپنے لڑکے کو لئے ٹھہری رہیں۔ اس تین سال کے قیام میں جو کچھ نقد وجنس اور مال واسباب وغیرہ انکے پاس تھا سب صرف ہو گیا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ آٹھویں دن برقع اوڑھکر کچھوچھہ شریف میں حضرت کی اولاد سیدانیوں کے پاس جاتیں وہ تمام بیبیاں کوئی آٹا کوئی چاول کوئی دال کوئی نقد پیسہ سے ان کی مدد کرتیں۔ ان کے پاس یہ سامان اس قدر ہو جاتا تھا جو آٹھ دن کی خوراک کے لئے کافی ہوتا تھا۔

غرض ان کا یہ معمول تھا کہ ہر جمعرات کو آتیں اور مخدوم زادیاں ان کی کفالت کرتیں

② ایک روز شب میں تہجد کے وقت ماں بیٹے درگاہ شریف میں پیش دروازہ حضرت کے بیٹھے تھے۔ کہ دفعتاً اس مریض لڑکے نے آواز دی "اماں پانی پلاؤ۔ وہ بی بی خوشی خوشی اٹھیں اور حوض مبارک سے ایک پیالہ پانی لاکر پلایا۔ اسی وقت سے وہ لڑکا اچھا ہو گیا۔ پھر تو

③ دوسرے دن بی بی پٹھانی کچھوچھہ شریف تمام بیبیوں سے رخصت ہونے آئیں سب نے بقدر ہمت اپنے زاد راہ کے واسطے زر نقد سے کفالت کی۔ وہ اپنے لڑکے کو لیکر لکھنؤ پہونچیں خدا کی قدرت کہ ایک سال کے درمیان میں اس لڑکے کو دربار شاہی سے وہی عہدہ ملا

④ جو پہلے تھا۔ دو برس کے بعد پھر پٹھانی بی بی اسی حشم وخدم کے ساتھ رتھ۔ بہلی۔ گاڑی چھکڑے نوکر چاکروں کے ساتھ دربار میں آئیں اور اپنے حوصلہ کے موافق نذر ونیاز کی اور کھانے پکا کر

(۱) غربا کو تقسیم کئے اور مخدوم زادیوں سے آکر ملیں۔ سونے اور چاندی کے زیورات بہت کچھ بنوا کر لائیں اور ہر سیدانی بیبیوں کو کچھ نہ کچھ ہدیہ پیش کیا۔

۲۲

(۲) ذکر شفا پانے قاضی صاحب رئیس ساکن متوائمہ ضلع الٰہ آباد

" قصبہ متوائمہ ضلع الٰہ آباد سے ایک رئیس قاضی صاحب مرض دق میں مبتلا ہو کر آئے۔ جب صحن عدالت میں ان کی پالکی پہونچی خدام درگاہ نے ہر طرف سے گھیر لیا اور دعائیں دینے لگے خدا آپ کو صحت بخشے۔ اس رئیس نے کہا کہ آپ لوگ صرف دعا ہی دیں گے یا کچھ تبرک درگاہ شریف کا عنایت کیجئے گا۔ سب نے کہا کہ یہاں تو ہر مریض کو حضرت کے چراغ کا تیل ملتا ہے۔ یہ کہہ کر ایک خادم مشعل خانے سے ایک چراغ جو شب کو مزار مبارک پر جلا تھا اور اس میں کچھ تیل بھی باقی تھا۔ لایا۔ اس رئیس نے ہاتھ پھیلا کر لے لیا۔ قریب دو تولہ کے تیل تھا (۳)
وہ پی گیا۔ ایک طبیب جو ان کے ملازم ہمراہ تھے۔ ان طبیب نے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں جب آپ اس قدر بد پرہیزی کریں گے تو میرے رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان رئیس نے جواب دیا کہ جب تک ہم تمہارے زیر علاج تھے اس وقت تک نیک نامی اور بد نامی تمہاری ہوتی اب ہم نے دوسرے شفا خانے کی طرف رجوع کیا ہے۔ تم سے تعلق نہیں رہا۔
(۴) خلاصہ یہ کہ دوسرے دن طبیب نے جب نبض و قارورہ دیکھا چہارم حصہ مرض جاتا رہا تھا۔ پھر تو ایک گھڑا تیل کا مزار مبارک پر رکھوا دیا۔ صبح و شام اسی تیل میں گوشت، ترکاری " دال وغیرہ پکوا کر کھانا شروع کیا۔ ایک ماہ کے عرصہ میں بالکل آرام ہو گیا۔ خاصے موٹے تازے تندرست ہو کر خوش خوش اپنے گھر کو واپس گئے۔

۲۳

(۱) ذکر شفا پانے حکیم وارث حسین صاحب کا

فقیر اشرفی جامع رسالۂ ہٰذا کے سامنے یہ واقعہ گذرا۔ ایک حکیم وارث حسین نامی منیر شریف کے رہنے والے ہمراہ حاجی محمد وحید الحق صاحب رئیس بہرانواں حاضر آستانۂ عالی " ہوئے۔ ان کو مرض تبخیر کی شکایت مدتوں سے تھی۔ حضرت محبوب یزدانی کے چراغ مزار مبارک " کا تیل قریب ۶ ماشہ کے پی گئے۔ اسی دن سے ان کو پھر تبخیر کی شکایت نہیں ہوئی۔

۲۴

(۲) ذکر صحت پانے صفدر حسین خاں ڈپٹی کلکٹر رئیس گورکھپور کے بہو کی

ڈپٹی صفدر حسین خانصاحب رئیس گورکھپور کی بہو مقام فیض آباد میں اس قدر علیل ہوئی کہ " اس کی امید زیست نہ تھی۔ اس ارادہ سے فیض آباد سے کچھوچھہ شریف کو روانہ کیا کہ ایک مقام مقدس میں بجوار اولیاء اللہ جائے دفن نصیب ہو۔ فیض آباد سے جب اسٹیشن اکبر پور پر مریضہ کو اتارا " آثار صحت پیدا ہوئے۔ درگاہ شریف میں حاضر ہو کر چندے قیام کیا۔ حق تعالیٰ نے برکت " حضرت محبوب یزدانی صحت کامل عطا فرمائی اس مریضہ کی حالت ایسی ردی تھی کہ فیض آباد " سے ریل پر عالم بیہوشی میں سفر کیا تھا۔ اس حالت صحت کو دیکھ کر منکران کرامت اولیاء اللہ بھی معتقد ہو گئے۔

۲۵

(۳) ذکر صحت پانے زوجہ وکیل ضلع آرہ کرامت چراغ آستانہ سے

" ضلع آرہ کے رہنے والے ایک وکیل کی بی بی پر ایک بڑے زبردست جن کا اثر تھا۔

(۱) جب کسی طرح دعا، تعویذ سے دفع نہ ہوا تو چراغ آستانہ درگاہ شریف سے جو بہت کہنہ اور سندی تھا، منگوا کر اپنی بی بی آسیب زدہ کے سامنے اس چراغ کو روشن کیا۔

(۲) چالیس دن نہیں گذرنے پائے تھے کہ وہ جن دفع ہو گیا اور اس مریضہ کو صحت کامل ہو گئی یہ ایک کرشمہ کرامات و تصرفات مزار مبارک حضرت محبوب یزدانی کا جو اکثر میری یادداشت میں تھا لکھ دیا۔ جو اس آستانہ پر جا کر ایک دو چلہ قیام کرے تو سینکڑوں واقعاتِ عجیبہ اور حالات غریبہ اپنی آنکھوں سے دیکھے۔

روضۂ مبارک کا نقشہ یہ ہے کہ گرد روضۂ مبارک کے ایک خندق ایسی چوڑی اور گہری ہے کہ جس میں آدمی بلا کشتی کے عبور نہیں کر سکتا۔ بیچ میں اس کے روضۂ مبارک

(۳) کی فصیل بلند کرسی مثل قلعہ کے اس کے وسط میں قبۂ مزار فائض الانوار واقع ہے۔ اسی قبہ میں حضرت نور العین کا بھی مزار ہے۔ صحن کرسی روضہ کے بلندی پر حضرت کے قبہ شریف کے پائیں مزارات حضرت شاہ حسن خلف اکبر سجادۂ آستانہ روح آباد مع ان مزارات کے جو اس زمانہ تک سجادہ نشین ہوتے چلے آئے واقع ہیں۔ اور مزارِ شاہ حسن سے پورب ادنٰی کچھ پائیں کو ہٹا ہوا مزارِ شاہ حسین برادر خورد سجادہ نشین صاحب ولایت جونپور معہٗ ان کے بعد کے سجادہ نشینان کے مزارات ہیں۔ روضۂ مبارک سے دس بیس زینہ

(۴) نیچے اتر کر صحن عدالت ہے۔ یہاں پر حاجت مندان مرد و عورت، ہندو مسلمان صبح و شام حاضر ہوا کرتے ہیں۔ ماہ محرم میں تاریخ ۲۵ر سے ۲۹ر تک عرس شریف ہوتا ہے۔

(۵) فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا اپنی خانقاہ میں تاریخ ۲۷ر محرم کو زیارت تبرکات موئے مبارک وغیرہ سے حاضرین کو مشرف کرتا ہے۔ اور ۲۸ر محرم کو جو عین تاریخ انتقال حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کی ہے۔ رسم خرقہ پوشی و مجلس قوالی اور فاتحہ وغیرہ ادا کرتا ہے۔

(۶) اور تاریخ وصال ۲۸ر محرم سے ایک دن قبل ۲۷ر محرم کو خاندان شاہ حسین کے سجادہ نشین اپنی خانقاہ میں عرس کرتے ہیں۔ اس زمانۂ عرس شریف میں علاوہ حاجتمندوں کے اشخاص علماء اور مشائخ بھی تشریف لاتے ہیں۔

(۱) دوسرا میلہ تمام مہینہ اگھن ہندی مہینہ میں رہتا ہے۔ اس میں بھی ہندو، مسلمان ادنیٰ، اعلیٰ ہر قسم کے بیمار اور آسیب زدہ حاضر ہوتے ہیں اور شفا پاتے ہیں۔ گردِ روضہ نیر کے نام سے جو خندق بنی ہے اس میں اترنے کے واسطے دائیں بائیں صحنِ عدالت سے زینہ بنا ہے۔ دونوں طرف یمین و یسار لبِ آب ایک ایک مسجد بنی ہے۔ جسطرف کوئی وضو کرے اس طرف کی مسجد میں نماز پڑھے۔

(۲) ہجوم خلائق اسقدر ہوتا ہے کہ کہیں پیر رکھنے کو جگہ نہیں ملتی۔ انتظام قدرتی ایسا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہوتا جس کو کسی قسم کی ضرورت کی چیز نہ ملے۔ غلہ، لکڑی، برتن، ترکاری، گھاس اور قسم قسم کی مٹھائی اور دوکانوں پر ہر قسم کا کھانا وقت پر ملتا ہے۔

(۳) فقیر اشرفی جامع رسالہ ہٰذا نے بطور عرضِ حال کچھ اشعار بطورِ قصیدۂ التجائیہ حضرت محبوب یزدانی کی طرف رجوع ہو کر لکھی۔ اور ان اشعار پر رسالہ کا خاتمہ کیا۔ بارگاہِ عالی میں قبولیت کی امید ہے۔

(۴) قصیدۂ اولیٰ

اے مرے سلطانِ سمناں لو خبر — تاجدارِ ملکِ عرفاں لو خبر
سخت فکر و رنج میں ہوں مبتلا — دردِ دل کے میرے درماں لو خبر
دور مت کیجیے حضوری سے مجھے — رکھئے اپنے در کا مہماں لو خبر
حاسدوں کے دست جور و ظلم سے — دو بچا اے شیرِ مرداں لو خبر
اس دل مردہ کو اب دیجیے جِلا — اے مرے عیسئ دوراں لو خبر
مبتلائے رنج و غم کب تک رہوں — دست گیرِ بے نوایاں لو خبر
نرغۂ اعدا میں گھبراتا ہے دل — ابن حیدر شیرِ مرداں لو خبر
چاہتا ہوں ذکرِ حق میں زندگی — دافعِ وسواسِ شیطاں لو خبر

خدمتِ دینِ متیں دل سے کروں — دینِ حق کے عزت وشاں لوخبر
مجھ فقیرِ بے سر و سامان کی — بےکسوں کے ساز وساماں لوخبر
ظلمتِ عصیاں سے دل تاریک ہے — اے مرے خورشید تاباں لوخبر
اب نگاہِ لطف ہم پر کیجئے — ہوں نہایت ہی پریشاں لوخبر
آپکے دیدار سے آنکھیں ہوں شاد — دل میں ہو فرحت نمایاں لوخبر
ظالموں نے ظلم بے حد کر دیا — حامیِ ہر جن وانساں لوخبر
شبِ (روز) ازل سے ہوں غلاموں میں ترے — کیجئے کچھ مجھ پہ احساں لوخبر
جب ستائیں دشمنِ بے دیں مجھے — میں کہوں اے نورِ ایماں لوخبر
کب کوئی محروم اس در سے پھرا — دیجئے پھر میرا اماں لوخبر
آپ کے در پر جو گستاخی کرے — ہو ذلیل وخوار وحیراں لوخبر
آستانہ کے غلاموں پر ذرا — کیجئے کچھ لطف واحساں لوخبر
بے ادب کوئی نہ اس در پر رہے — بھاگ جائے فوجِ شیطاں لوخبر
حلقۂ ذکرِ جہر کا جاری رہے — فیض ہو دل میں نمایاں لوخبر
بے شعور وبے ادب در سے ترے — ہو گئے مفرور وپریشاں لوخبر

اب نگاہِ لطف ہم پر کیجئے
ہوں نہایت ہی پریشاں لوخبر

① قصیدۂ شریفِ ثانیہ

نہ مجھ سے چھوٹے گا ان کا دامن نہ مجھکو بھولے گا نام اشرف
میں بندۂ بے درم ہوں ان کا ازل سے ہوں میں غلام اشرف
میں انکی مدحت بیاں کروں کیا، کہ سارے عالم میں ہے یہ شہرت
مجدد وقت تھا جہاں میں بلند تر ہے مقام اشرف
انھیں کی محبوبیت کا نعرہ، ملائکہ نے فلک پہ مارا
زمیں پہ یہ شان غوث عالم، فلک پہ وہ احترام اشرف
جناب کے والد معظم نے، خواب دیکھا کہ مصطفٰے نے (صلی اللہ علیہ وسلم)
یہ دی بشارت کہ ہم نے رکھا ہے، نام ان کا بنام اشرف
زمیں پہ روضہ ہے یا فلک پر، کچھ اس کی رفعت یہ کہہ رہی ہے
کوئی فلک کا ہے یہ بھی ٹکڑا، جہاں بنا ہے مقام اشرف
جو وحدت آباد جائے خلوت، تو کثرت آباد جائے جلوت
کہیں ہے وحدت کہیں ہے کثرت، عجب ہے دلکش نظام اشرف
جو روح آباد جاکے دیکھو، تو سیر روحی کا لطف آئے
جو بیٹھو دار الاماں میں جاکر، تو پاؤ واں فیض عام اشرف
بنے جہانگیر غوث عالم، جہان کے اولیاء کے افسر
ولی زمانے کے زیر فرماں، مطیع احکام عام اشرف
کسی نے تاریخ عرش اکبر، بنائے روضہ کی خوب لکھی
ہماری نظروں سے کوئی دیکھے، فلک سے بالا ہے بام اشرف
عدالت صبح وشام دیکھے، جو کوئی دربار اشرفی میں
تو بول اٹھے کہ اللہ اللہ، عجیب ہے انتظامِ اشرف

کہیں توجنات جل رہے ہیں، کہیں خبائث تڑپ رہے ہیں
کسی کے سر بولتا ہے جادو، لکھوں میں کیا فیضِ عام اشرف

چراغ روضہ سے لیکے کاجل، لگائیں آنکھوں میں اپنے اعمیٰ
تو آنکھیں ہو جائیں انکی روشن، یہ ہے کراماتِ عام اشرف

یہ چشمۂ نیر گرد روضہ، باآب شفاف وصاف جاری
مریض پیتے ہی ہوئیں اچھے، عیاں ہے یہ فیض عام اشرف

سوار وکائی کونیر کے بھی، خدانے بخشی ہے یہ کرامت
کہ ہر مرض کی یہی دوا ہے، بنا ہے ہر اک غلام اشرف

یہ خاک روضہ میں ہے تصرف، کہ جس کو لیتے ہیں اہل حاجت
مریض اچھے ہوں جس سے لاکھوں، عجب ہے یہ فیض عام اشرف

زمیں سے تا آسماں جو دیکھا، عجیب قدرت کا ہے تماشہ
یہاں زمیں پر وہاں فلک پر، کھڑے ہوئے ہیں خیام اشرف

امید لطف وکرم پہ تیرے، میں عرضِ حاجت جو کر رہا ہوں
کرو توجہ ذرا ادھر بھی، کہ لے رہا ہوں میں نام اشرف

گھسے جو گستاخ وبے ادب آ، تمہارے دربار باصفا میں
نکالنا جلد اس کو حضرت، کرے گا بدنام نام اشرف

ادب سے جس نے کہ رخ کو پھیرا، غضب کا منھ پر لگا طمانچہ
جلال وجبروت شہ کا دیکھو، عجب ہے عالی مقام اشرف

اگر کسی طالب خدا پر، ذرا توجہ ہوئی تو ہر دم
کہے گا مدہوش کر چکا ہے، مجھے دو عالم سے جام اشرف

بھلا کوئی اشرفی سے پوچھے، کہ شاہ اشرف کی شان کیا ہے
کہے گا وہم وگماں سے میرے، بلند ہے احتشام اشرف

تمت

اظہارِ عقیدت

سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے عقیدت مندوں کو یہ معلوم کر کے مسرت حاصل ہوگی کہ گذشتہ چند برسوں سے بمبئی کے اہلِ عقیدت چند مختلف مقامات پر بالخصوص **دارالعلوم محمدیہ و زکریا مسجد** اور **کربلا مسجد** بھٹکلی شاہ انٹاپ ہل، بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ زیرِ سرپرستی اشرف العلماء شہزادۂ سمناں حضرت علامہ مولانا الحاج سیّد شاہ **حامد اشرف** صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ، بانی دارالعلوم محمدیہ وخطیب زکریا مسجد بمبئی۔ عرسِ مخدومی وعرسِ اشرفی کا روحانی پروگرام منعقد کرتے ہیں اور فیوض وبرکات سے نہال ہوتے ہیں ـــــــــــ

قرآن خوانی، نعت ومنقبت، علمائے کرام کے نورانی وعرفانی بیانات کے علاوہ بزرگوں کے معمول کے مطابق حلقۂ ذکر کا بھی روح پرور اہتمام اور پروگرام ہوتا ہے اور عقیدتمندانِ اولیاء کرام کثیر تعداد میں شریک پروگرام ہوکر فیضیاب وبامراد ہوتے ہیں۔

ناظم

عرس اشرفی

بمبئی

۴۸۶

اشرف المساجد ٹرسٹ کا

مختصر تعارف

حضرت مخدوم میر سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ غوث العالم آپ کے فیض روحانی سے عالم کا گوشہ گوشہ ستیز ہے اور اکتساب فیض کے لئے ہر طرف سے لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند عرس شریف کے موقع پر حاضر ہوتے ہیں۔ طالبان حق وراہِ صفا مطلوب تک پہونچتے ہیں۔ رجب شریف کی ستائیسویں تاریخ بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اطراف عالم کے اولیائے کرام آپکے آستانہ پاک پر اکٹھا ہوتے ہیں۔ منزل سلوک کو طے کر کے مدنی تاجدار معراج والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں قرب خاص سے نوازے جاتے ہیں۔

ایک بار مجھے عرس شریف کے موقع پر اپنی خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں میں نماز جمعہ پڑھانے کا اتفاق ہوا نمازیوں کا اژدہام تھا۔ اس وقت موجودہ خانقاہ میں چھوٹی بڑی کوئی مسجد نہ تھی۔ نمازیوں کو ادائے جمعہ میں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آستانہ عالیہ پر چھوٹی مسجد ہونے کی بنا پر مسجد بھر گئی نماز قبروں پر اور قبروں کے سامنے پڑھی گئی۔ دل میں آرزو پیدا ہوئی کاش ایک ایسی مسجد تعمیر ہو جس میں زائرین آستانہ پاک کو ہر طرح کی سہولت پہونچائی جائی اور زائرین اطمینان اور فراغ قلب کے ساتھ خشوع وخضوع سے منہیات شرعیہ سے محفوظ رہ کر پنجگانہ نماز وجمعہ وعیدین ادا کر سکیں اور بس۔ مسجد بنا کر نہ کسی مسجد کا اضافہ اور نہ نام ونمود مقصود اور نہ ہی تعمیری نمائش۔ محض خالصاً لوجہ الکریم تعمیر کا عزم کیا گیا۔

سلامی پھاٹک کے اندرونی حصہ میں جج صاحب مرحوم کی زمین عم محترم سید شاہ رفیق اشرف و سید شاہ نظام اشرف ایڈوکیٹ وحضرت العلام اخی المعظم المکرم المحترم مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف کے تعاون سے جج صاحب کی اولاد سے اسٹام پر لکھا کر حاصل کی گئی تاکہ نزع کسی قسم کا کوئی نقص نہ رہے

چنانچہ ۱۹۷۸ء میں معززین خاندانی اور عمائدین قوم وملت کی موجودگی میں حضرت شیخ الشیوخ خلوت نشین زاویہ بیت تارک معاملات زندگانی عامل وظائف اشرفی بقیۃ السلف خاندانی میرے حقیقی خالو جان عابد و زاہد سید شاہ ظہیر الدین اشرف اشرفی جیلانی متعنا اللہ تعالیٰ ببرکات حیاتہ کے مبارک ہاتھوں سے اشرف المساجد ٹرسٹ المعروف مسجد سمناں کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ بنیاد کی تکمیل بدر طریقت عامل شریعت رہنمائے حقیقت حضرت مولانا حکیم سید شاہ قدیر احمد صاحب اشرفی جیلانی کی نگرانی میں ہوئی۔ ملک زادہ محب گرامی محمد عمر صاحب کا عملی تعاون خوب رہا۔ پھر کچھ ایسے نامساعد حالات پیدا ہوئے کہ فقیر سرمایہ کی فراہمی نہ کر سکا، جو جوئے شیر سے کم نہیں۔

پھر غیبی ہدایت کے بموجب روحانیہ پاک حضرت مخدوم اوحد الدین میر سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ والرضوان کارفرما ہوئی۔ درحقیقت اشرف المساجد ٹرسٹ غیبی ہدایت کی تصدیق اور تائید ہے محب صادق ومکرم مولانا محمد امام الدین صاحب صانہ اللہ تعالےٰ عن شر کل حاسد وعین امام وخطیب جامع مسجد بسکھاری جوان سال وجواں ہمت نے رہنمائی کی اور آں موصوف ہی کو تعمیری نگرانی سونپ دی گئی۔ مولانا موصوف کے خلوص نے تعمیر میں نئی زندگی بخش دی۔ بحمدہ تعالےٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، سلسلۂ تعمیر اب تک جاری ہے اور ابھی مسجد کا کام بہت باقی ہے۔ یہ میرے علم میں نہیں کب جاکر مکمل ہوگی۔ محض اس کی بارگاہ قدس میں رجا وامید کی قوت تمام کا سہارا ہے اور سرکار مخدوم علیہ الرحمہ میں یہ التجا ہے۔ ؎

اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما — درہائے بستہ راز کلید کرم کشا

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا نام لیوا آپ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتا ہے ؎

یا سید اشرف جہانگیر — دست من زار و ناتوان گیر

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ کا ہوں، آپ کا کہلاتا ہوں، عرض مدعا ہے ؎

ہر کہ آمد بر درت امیدوار — بر نگردد چوں نیابد مدعا

اے سرکار مخدوم علیہ الرحمہ آپ نے فرزند نور العین کے فرزندوں کی ضمانت لی ہے یہ فقیر عرض کرتا ہے۔ ؎

سرو لاتشا ہا کرمے با دستگیرا اشرفا حرمت روح پمیبریک نظر کن سوئے ما

اے سرکار مخدوم آپ کے دربار عالی کا ایک دائمی بھکاری ہاتھ جوڑے پیارے عرض کرتا ہے۔ ؎

اے جہانگیر پیارے مخدوم
نرود از درت کسے محروم
بہر اولادِ خویش اے اشرف
حاکم وقت را بکن محکوم

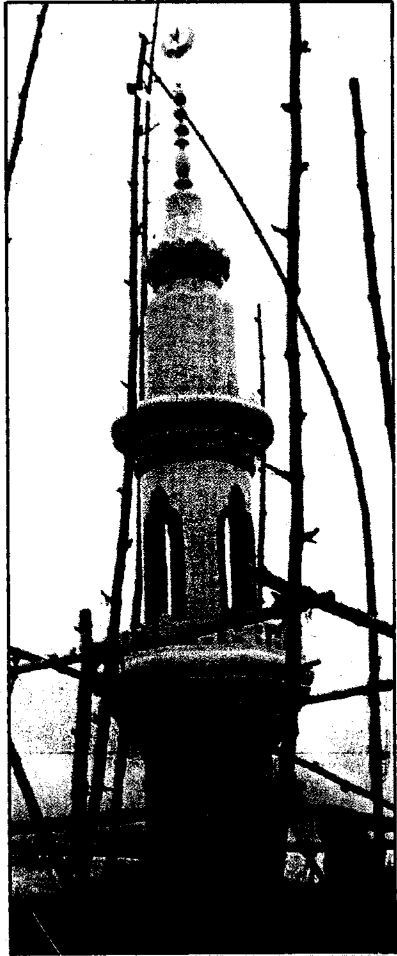
الفقیر القادری محمد نثار علی عبد الحق الاشرفی الحنفی الماتریدی الحیدرآبادی

سگِ بارگاہ اشرف

سید حامد اشرف اشرفی جیلانی
۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
مطابق: ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء



زیرتعمیر اشرف المساجد ٹرسٹ
درگاہ (رسول پور) کچھوچھہ شریف، فیض آباد، (یو-پی)۔



زیرتعمیر اشرف المساجد کا خوبصورت مینار



زیرتعمیر اشرف المساجد کے بیرونی محراب کا ایک منظر

برآمدہ
جائے قیام
حضرت سید آل حسن صاحب علیہ الرحمہ
باپڑوی خلیفۂ احسن حضور اشرفی میاں
عام گلیارہ
جائے قیام علیہ الرحمہ
جناب ڈاکٹر طلعت نبی صاحب
خلیفۂ اجل حضور اشرفی میاں
جائے قیام
جائے قیام
حضرت مولانا محمد یوسف صاحب
بیونڈوی۔ خلیفۂ ارشد حضور
اشرفی میاں
جائے قیام
جائے استراحت حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ
جائے تبرکات
راستہ بطرف زنان خانہ
بیت الخلاء
حمام
پانی کی ٹنکی
کمرہ
زنان خانہ
برآمدہ
کمرہ برائے سامان عرس
کمرہ برائے سامان عرس
کمرہ برائے سامان عرس
صحن خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف، فیض آباد
صدر دروازہ
صدر راستہ زنان خانہ
برآمدہ
کمرہ خادم مریم بی مرحومہ
کمرہ خادم شیخ جی مرحوم
جائے وصال حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ
مہمان خانہ
خادم خاص چھوٹو میاں مرحوم
چراغ دان
برآمدہ جائے قوالاں
لنگرخانہ
چبوترہ قلندران اصحاب فقر
صحن جامعہ
عمارت جامعہ اشرفیہ
کنواں
چبوترہ
کمرہ ۱ تعمیر کردہ کمرہ ۲
حضرت صدر الافاضل علامہ نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ
خلیفۂ اکرم حضور اشرفی میاں
کمرہ ۳
کمرہ ۴
کمرہ ۵